نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بطورِ رہبرِ تقویٰ
ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

Marfat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بطور رہبرِ تقویٰ

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

297.63 Liaquat Ali Khan Niazi, Dr.
Muhammad (pbuh) Bator-i Rehbar-i Taqwaa/ Dr. Liaquat Ali Khan Niazi.-
Lahore.: Sang-e-Meel Publications,
1424 A.H. / January 2004.
xiii, 338pp.
Bibliography : pp 328 - 338
1. Islam - Holy Prophet. I. Title.

٣٩٧٫٩٩٣١
س ٣٨۴
۷۵۱۹۹
م ر

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ سنگ میل پبلی کیشنز/ مصنف سے باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر کہیں بھی شائع نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اس قسم کی کوئی بھی صورتحال ظہور پذیر ہوتی ہے تو قانونی کارروائی کا حق محفوظ ہے۔

جنوری
1424 A.H. / 2004
نیاز احمد نے
سنگ میل پبلی کیشنز لاہور
سے شائع کی۔

ISBN 969-35-1574-9

Sang-e-Meel Publications
25 Shahrah-e-Pakistan (Lower Mall), P.O. Box 997 Lahore-54000 PAKISTAN
Phones: 7220100-7228143 Fax: 7245101
http://www.sang-e-meel.com e-mail: smp@sang-e-meel.com
Chowk Urdu Bazar Lahore. Pakistan. Phone 7667970

حاجی حنیف اینڈ سنز پرنٹرز، لاہور

Marfat.com

انتساب

اپنی والدہ مکرمہ

محترمہ انور سلطانہ صاحبہ

کے نام

------ جو بروز 15 جون 2003ء

اس جہان فانی سے کوچ فرما گئیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین!

Marfat.com

فہرست مضامین

پیش لفظ ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

صفحہ نمبر

باب نمبر: 1	اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا بیان	1
باب نمبر: 2	قرآن حکیم اور اس کی مختلف سورتوں کی فضیلت	15
	۔مختلف سورتوں کی فضیلت	16
باب نمبر: 3	سورۃ فاتحہ کی فضیلت (احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں)	23
	۔الرحمٰن، الرحیم	24
	۔الحمدللہ	24
	۔رب العالمین	24
	۔یوم الدین	25
	۔ایّاك نستعين	25
	۔ہدایت الٰہی	25
باب نمبر: 4	سیرت النبیؐ کے امتیازات	28
باب نمبر: 5	درود شریف کی فضیلت	32
	۔درود پاک کی اقسام	32
	۔درود شریف کے آداب	38
	۔درود شریف کے فضائل (ایک اجمالی خاکہ)	39
باب نمبر: 6	شمائلِ مبارکہ	41
	۔حلیہ مبارک	42
	۔رُخِ مبارک	43
	۔سینہ مبارک اور ہاتھ پاؤں	43

Marfat.com

۔چال اور رفتار	43
۔انگوٹھی	44
۔نعلین مبارک	44
۔عمامہ' داڑھی اور دندان مبارک	44
۔جبین مبارک اور آنکھیں	45
۔گردن مبارک	45
۔گفتگو	46
۔اسلحہ مبارک	46
۔گھوڑے کی سواری	47
۔جانور	47
۔زمین	48
۔خُدّام	48
۔کاشانہ نبوت	49
۔لباس مبارک	50
۔مرغوب اور نا مرغوب رنگ	50
۔خوشبو کا استعمال	50
۔مرغوب غذائیں	51
۔حضورؐ گوشت کو بھی پسند فرماتے	52
۔اطوار و شمائل مبارکہ	53
۔حضورؐ کی چند عادات برگزیدہ کے بارے میں احادیث مبارکہ	56
باب نمبر: 7 حضور اکرمؐ کی سوانحِ حیات (قرآنِ حکیم کی روشنی میں)	**58**
۔قبل از اسلام عربوں کی حالت	60
۔حضورِ اکرمؐ کے آباء و اجداد	60
۔عام الفیل	60
۔مکہ مکرمہ کا ذکر	61
۔بشارتِ عیسٰیؑ	61
۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچپن	61
۔ابولہب کا واقعہ	62

Marfat.com

۔قرآنِ حکیم میں ازواجِ مطہراتؓ کا ذکر	62
۔قریشِ مکہ کی ایذا رسانی	62
۔وحی کا آغاز	63
۔ہجرتِ حبشہ	63
۔خفیہ دعوت و تبلیغ کے ابتدائی تین سال	63
۔معجزہِ شق قمر	64
۔فتح روم	64
۔معراج شریف کا واقعہ	64
۔مسجدِ قباء	65
۔صحابہ کرامؓ کی فضیلت	65
۔حضرت جبرائیل علیہ السلام کی زیارت	65
۔ہجرت مدینہ	66
۔میثاقِ مدینہ اور مواخات	66
۔تحویلِ کعبہ	67
۔روزے کی فرضیت	67
۔زکوٰۃ کی فرضیت	67
۔غزوہِ بدر (۱۷ رمضان المبارک ۲ ہجری)	67
۔غزوہِ اُحد	68
۔غزوہِ خندق	69
۔غزوہِ حنین	69
۔صلح حدیبیہ و بیعتِ رضوان	69
۔فتحِ مکہ	70
۔غزوہِ تبوک	70
۔فتح خیبر	71
۔بنو نضیر کا ذکر	71
۔حضورِ اکرمؐ پر جادو کے اثرات	72
۔پردے کا حکم	72
۔حوضِ کوثر	72

	۔وصالِ نبی اکرمؐ	72
	۔خطبہ حجتہ الوداع	72
	۔ازواجِ مطہراتؓ	72
	۔اسلام غالب آئے گا	73
باب نمبر: 8	**حضورِ اکرمؐ کے انسانیت پر احسانات**	**74**
	۔توحید کا نظریہ	75
	۔سائنس اور ٹیکنالوجی سے متعلقہ علوم	75
	۔دیگر علوم کی ترویج	76
	۔روحانی جمہوریت ۔۔۔ سیاسی انقلاب	76
	۔حقوقِ نسواں	77
	۔غلامی کا خاتمہ	78
	۔معاشرتی اصلاحات	78
	۔عظیم معاشی اصلاحات	78
	۔اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ	78
	۔امنِ عالم	79
	۔انسانی بنیادی حقوق	79
باب نمبر: 9	**کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کا تصور**	**80**
	۔دل کی سیاہی	80
	۔گناہوں سے معافی کا طریقہ	81
	۔نمازِ توبہ	82
	۔علامہ ابن نجیم کے نزدیک گناہوں کی فہرست	82
	۔صغیرہ گناہوں کی فہرست	87
	۔کس وقت تک گناہوں سے توبہ قبول ہوتی ہے؟	90
باب نمبر: 10	**نبیؐ التوبہ (توبہ کے بارے میں حضور اکرمؐ کا اسوہ حسنہ)**	**91**
	۔توبہ قرآنِ حکیم کی روشنی میں	91
	۔اللہ کی بے کراں بخشش	92
	۔توبۃ النصوح	93

Marfat.com

	۔خالص توبہ کی تفصیل	94
	۔توبہ کی اہمیت و قبولیت (احادیث کی روشنی میں)	96
	۔توبہ کا طریقہ اور دعا	98
	۔نمازِ توبہ	98
	۔توبہ و استغفار کے باب میں رسولؐ کا اسوہ حسنہ	98
	۔بار بار استغفار کرنے والوں کی فضیلت	99
باب نمبر: 11	**حضور اکرمؐ کی چند منتخب عاداتِ برگزیدہ**	**105**
باب نمبر: 12	**رمضان المبارک کی خصوصی عبادات**	**112**
	۔استغفار اور کلمہِ طیبہ کا ورد	113
	۔نمازِ تراویح	114
	۔نمازِ تہجد	115
	۔نفلی عبادات	117
	۔قرآنِ حکیم کی تلاوت	117
	۔اعتکاف	117
	۔شبِ قدر میں قیام	118
باب نمبر: 13	**شبِ برات ..... ذکر و فکر کی رات**	**120**
باب نمبر: 14	**عیدالفطر کی روحانی و معاشرتی حیثیت**	**123**
	۔عیدالفطر کی فضیلت (احادیث کی روشنی میں)	124
	۔عیدالفطر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارکہ	125
	۔طریقہ نمازِ عیدالفطر	125
	۔خطبہ نمازِ عیدالفطر	126
باب نمبر: 15	**احکامِ فطرانہ عید**	**127**
	۔فطرانہ کی مقدار	127
	۔کس پر واجب ہے؟	128
	۔روزوں کی قبولیت	128
	۔ادائیگی فطرانہ	128

Marfat.com

	۔جَو اور گیہوں وغیرہ	128
	۔وقت ادائیگی	128
	۔نابالغ شخص کا فطرانہ	129
	۔رشتہ داروں کو صدقۂ فطر	129
	۔غریب نوکروں کو ادائیگی	129
	۔دیگر رشتہ داروں کو ادائیگی	129
	۔کن کو دینا جائز نہیں؟	129
	۔ایک ہی محتاج کو دینا	129
	۔روزے نہ رکھنے کی صورت میں ادائیگی واجب ہے	130
	۔متبادل جنس	130
باب نمبر: 16	**نمازِ تہجد کی فضیلت**	**131**
	۔قرآنِ مجید میں نمازِ تہجد کی فضیلت	131
	۔احادیث میں نمازِ تہجد کی فضیلت	132
	۔نمازِ تہجد کا طریقہ	136
باب نمبر: 17	**دعا کی اہمیت (تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں)**	**137**
	۔دعا مانگنے کے آداب	139
	۔وہ اوقات جن میں دعا قبول ہوتی ہے	140
	۔وہ مقامات جہاں دعا جلد قبول ہوتی ہے	142
	۔وہ لوگ جن کی دعائیں بالخصوص اور جلد قبول ہوتی ہیں	142
باب نمبر: 18	**ذکرِ الٰہی کی فضیلت (تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں)**	**145**
	۔سوکھے پتوں والے درخت کی مثال	151
	۔صحرا صحرا عصیاں	152
	۔سب سے افضل ذکر	152
	۔حضور اکرمؐ کی عادتِ مبارکہ۔۔۔ دوام ذکرِ الٰہی	153
	۔دورِ حاضر کی بے سکونی اور ذکرِ الٰہی	154
باب نمبر: 19	**شعبان المبارک کی فضیلت**	**155**
	۔شبِ برات کی وجہ تسمیہ	155

Marfat.com

	۔شب برات کی نماز	156
	۔شب برات کی فضیلت	156
	۔ایامِ بیض کے روزے	158
باب نمبر: 20	**رجب کی فضیلت**	**160**
	۔رجب میں شب معراج کا واقعہ	161
	۔نو سو برس عبادت کا ثواب	162
	۔دعا کی قبولیت	162
	۔رجب کے روزوں کی فضیلت	163
	۔عمر بھر کے گناہوں کا کفارہ	164
	۔پچاس سال کے گناہ معاف	164
	۔حضرت علیؓ کا عمل	164
	۔ماہِ رجب کی عبادات	165
باب نمبر: 21	**ماہ شوّال کی فضیلت ۔۔۔ پیاس کے صحرا میں سخی دریا**	**166**
	۔شوّال کے چھ نفلی روزے	168
	۔آغاز شوّال اور عید کے بارے میں نبی اکرم کا عملِ مبارک	169
باب نمبر: 22	**نماز تراویح کی اہمیت**	**170**
	۔عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	170
	۔عہدِ صدیقیؓ اور عہدِ فاروقیؓ	171
	۔عہدِ عثمانیؓ	172
	۔حضرت علیؓ کا دورِ مبارک	172
	۔با جماعت نمازِ تراویح	172
باب نمبر: 23	**شب قدر کی فضیلت**	**174**
	۔شبِ قدر کی نشانی	178
	۔شبِ قدر کی دعا	179
باب نمبر: 24	**اعتکاف (ارشاداتِ نبویؐ کی روشنی میں)**	**180**
	۔اعتکاف کس تاریخ کو بیٹھا جائے؟	180

Marfat.com

	۔اعتکاف والا بے ضرورت گھر میں نہ جائے	180
	۔عورتیں اعتکاف کر سکتی ہیں	181
	۔دو حج اور دو عمروں کا ثواب	181
باب نمبر: 25	**نبی اکرمؐ بطور رہبرِ تقویٰ**	183
	۔تقویٰ کے معنی	183
	۔قرآنِ حکیم میں تقویٰ کی فضیلت	183
	۔تقویٰ کے رہنما اُصول (تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں)	187
باب نمبر: 26	**رزقِ حلال اور تعلیماتِ نبویؐ**	191
باب نمبر: 27	**اللہ تعالیٰ کی حاکمیتِ اعلیٰ کا اعتراف**	195
باب نمبر: 28	**مومن کا شیوہ مردانگی ..... حق گوئی و بیباکی**	199
باب نمبر: 29	**جھوٹ اور غیبت کی ممانعت (تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں)**	203
	۔جھوٹ	204
	۔غیبت	205
	۔غیبت کی اقسام	206
باب نمبر: 30	**حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خدمتِ خلق**	208
باب نمبر: 31	**حقوق العباد سیرت النبیؐ کی روشنی میں**	214
	۔تجاویز	216
باب نمبر: 32	**احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ان برائیوں کی تفصیل جو نیکیوں کو ضائع کر دیتی ہیں**	218
	۔غیبت	219
	۔دنیا کمانے کی خاطر اعمال کا کرنا	219
	۔تکبر	220
	۔عُجب	220
	۔حسد	220
	۔بے رحمی	221

Marfat.com

	۔جاہ پسندی کی خاطر اعمالِ صالحہ کرنا	221
	۔نجات کا طریقہ	225
باب نمبر:33	**خیر خواہی (تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں)**	227
باب نمبر:34	**درسِ اخلاق (تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں)**	232
باب نمبر:35	**حضور اکرمؐ کا عفو و درگزر**	237
باب نمبر:36	**بہبودِ عامہ کا تصور (سیرتِ طیبہ کی روشنی میں)**	241
	۔بہبود عامہ کے ادارے	244
	۔وقف کا ادارہ	245
	۔مسجد کا ادارہ	246
	۔مدارس اور کتب خانے	246
	۔شفاخانے	246
	۔سرائیں اور لنگر	248
	۔تکیے	248
	۔مسافروں کے لئے سبیلیں	248
	۔حجاج کے لئے مکانات	248
	۔کنوئیں	248
	۔دفاع کا انتظام و انصرام	249
	۔تجہیز و تکفین کا بندوبست	249
	۔معاشرتی بہبود کے ادارے	249
	۔سرکار کی طرف سے شادیوں کا بندوبست	250
	۔ماؤں کے لئے مخصوص ادارے	250
	۔قرضوں کی ادائیگی کا انتظام	250
	۔بیت المال کا قیام	250
	۔قرضِ حسنہ کا انتظام	251
	۔صدقات کا نظام	251
	۔صدقۂ فطر	251
	۔نظامِ زکوٰۃ	251

Marfat.com

	۔تربیتِ اطفال مراکز	252
	۔دیوانِ عمرؓ	252
	۔حیوانات کے لئے مخصوص ادارے	252
	۔پاکستان میں بہبودِ عامہ کا عمل (مشکلات وتجاویز)	253
باب نمبر:37	**نفلی عبادات کا تصور (تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں)**	**256**
	۔نمازِ جنازہ	256
	۔نمازِ جمعہ	257
	۔نمازِ توبہ	260
	۔نمازِ استخارہ	263
	۔نمازِ تسبیح	264
	۔نمازِ اشراق	265
	۔نمازِ چاشت	265
	۔صلوٰۃ الاوابین	266
	۔نمازِ مسافر	266
	۔نمازِ حاجت	266
	۔نمازِ تہجد	266
باب نمبر:38	**دعائے قنوتِ نازلہ کی فضیلت**	**270**
	۔دعائے قنوت نازلہ کیا ہے؟	270
	۔دورِ حاضر میں قنوت نازلہ کی اہمیت	272
باب نمبر:39	**نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسندیدہ دُعائیں**	**273**
	۔دشمن سے حفاظت	274
	۔جنت کے پھل	274
	۔غلام آزاد کرنے کا ثواب	274
	۔جنت کا سودا	274
	۔شہادت کا رتبہ	274
	۔شب قدر کی دعا	274
	۔مریض کے پڑھنے کے لئے دُعا	275

Marfat.com

۔سب سے جامع دعا	275
۔ستر ہزار فرشتے دعا کریں گے	276
۔چھ نعمتیں	276
۔چار کروڑ نیکیوں کا ثواب	277
۔اسی سال کی عبادت کا ثواب	278
۔قیامت کے دن حساب سے نجات	278
۔ستر دن تک ثواب ملتا رہے	279
۔اسمِ اعظم	279
۔جنت کی بشارت	279
۔روزانہ ستائیس بار	279
۔جنت کا خزانہ	280
۔ہر نقصان سے حفاظت کی دعا	280
۔الہام' ہدایت اور نفس کے شر سے حفاظت کی دعا	280
۔شبِ قدر کے برابر ثواب	281
۔چار بیماریوں سے حفاظت	281
۔دعا برائے حفاظتِ دین' جان' اولاد اور مال	281
۔عافیت کی دعا	282
۔ادائے قرض کی دعا	282
۔ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں	282
۔حادثات سے بچنے کی دعا	283
۔ساری آفتوں سے حفاظت کی دعا	283
۔ہر مقصد میں کامیاب ہونے کی دعا	284
۔ہر فکر وغم سے نجات کی دعا	285
۔قبولیت کی دعا	286
۔شفاعتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	286
۔بیس لاکھ نیکیوں کا ثواب	286
۔سارے گناہوں سے معافی کی دعا	286
۔سید الاستغفار	287

Marfat.com

	۔قیامت کے روز سب سے افضل عمل	287
	۔ہر کلمہ پر ایک لاکھ نیکی کا ثواب	288
	۔لا الہ الا اللہ کی فضیلت	288
	۔بازار میں پڑھنے کی دعا	289
	۔آلِ عمران کی آخری دس آیتوں کا ثواب	290
	۔بخشش کی سفارش	290
	۔فاقہ دور کرنے کی دعا	290
	۔یومِ جمعہ کا خاص عمل	290
	۔رزق کی فراہمی کے لئے دعا	291
	۔مرنے تک تندرست رہنے کی دعا	291
	۔نیند آنے کی دعا	291
	۔گھر سے نکلنے کی دعا	291
	۔صلوٰۃ التسبیح	292
	۔استخارے کی دعا	292
	۔ایک سو حج اور ایک سو عمروں کا ثواب	293
باب نمبر:40	**عورت۔ چراغِ خانہ یا شمعِ انجمن (مقامِ خواتین تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں)**	**294**
	۔مادرِ مہربان' (قرآن وسنت میں مقامِ معراجِ انسانیت)	296
	۔احادیث	296
	۔عورت' بیٹی کی حیثیت سے	297
	۔عورت بیوی کی حیثیت سے	298
	۔تعلیمِ نسواں	298
باب نمبر:41	**جہیز کا فلسفہ (اسوۂ حسنہ کی روشنی میں)**	**299**
	۔جہیز کی رسم ہندوانہ ہے	300
	۔خاوند کی ذمہ داریاں	301
	۔حضورِ اکرمؐ کا اسوۂ حسنہ	302

باب نمبر:42 ازواجِ مطہراتؓ اور پیغمبرانہ مقاصد کی تکمیل 306

باب نمبر:43 اقوام کی تباہی کے اسباب (احادیث کی روشنی میں) 313

۔سرکاری مال کا بے جا تصرف 314

۔زکوٰۃ کی ادائیگی 314

۔بیوی کی اطاعت 315

۔ماں کی نافرمانی 315

۔امانت میں خیانت 316

۔دوستوں سے بھلائی 316

۔والد پر ظلم 316

۔مساجد میں شور وغل 317

۔رذیل ترین اشخاص قوم کے سردار 318

۔افراد کی عزت 318

۔منشیات کا استعمال 318

۔لہو ولہب کا سامان 318

۔آلاتِ موسیقی کا استعمال 319

۔گانے والی لڑکیوں کی فراہمی 319

۔سابقہ اُمتوں پر لعن طعن 319

۔پاکستانی معاشرے کی اصلاح کے لیے تجاویز 319

باب نمبر:44 قصص القرآن ......(اُمت مسلمہ کی اصلاح : تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں) 321

فہرست کتب 328

Marfat.com

Marfat.com

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰه والصّلاۃ والسّلام علیٰ رسول اللّٰه و علی آله و صحبه و من والاہ۔ امّابعد

ہادیِ دینِ مبین، سرورِ کونین، رحمۃ للعالمین، سیّدالاولین والآخرین، ہمارے آقا اور پیشوا رَسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رسولِ اعظم، مبلغِ اعظم، خُلقِ عظیم، رہبرِ تقویٰ و رہنمائے کاروانِ انسانیت کی سیرتِ طیبہ، مکارمِ اخلاق، اندازِ اطاعت، عبادت، حالاتِ جلوت و خلوت، تمام اعمال و اقوال اور تعلقات و معاملاتِ زندگی، ہر قوم، ہر طبقہ، ہر جماعت اور ہر فرد کے لئے، ہر زمانہ اور ہر وقت میں بہترین نمونہ و مثال ہے۔ سرورِ کائنات، نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاکیزہ خصائل و شمائل، عادات و عبادات کا پورا ذخیرہ انسانیت کی فلاح و سعادت کا نصابِ کامل اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شاہراہ سنت ہر خطرے سے مامون اور قابلِ تقلید ہے۔

سیرتِ طیبہ دراصل اس پیغامِ ربانی کے عملی پَر تو سے عبارت ہے جسے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانیت کے سامنے پیش کیا تھا۔ اسی سیرتِ طیبہ کے بارے میں قرآن حکیم نے اعلان فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

”یقیناً تمہارے لیے رسولؐ اللہ میں عمدہ نمونہ موجود ہے“ (سورۃ الاحزاب: ۲۱)۔

اس کتاب میں، مَیں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک دعائیں شامل کی ہیں تاکہ عوام النّاس اس سے استفادہ کر سکیں۔ اس کے علاوہ مختلف نفلی عبادات کی فضیلت سیرتِ طیبہ کی روشنی میں بیان کی گئی ہے۔ یہ وظائف، دعائیں اور

Marfat.com

نفلی عبادات حصول تقویٰ کا باعث بنتی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر عمل کرنے کی توفیق دے ۔ (آمین)!

میں جناب نیاز احمد اور افضال احمد کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کا اہتمام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند کرے ۔ آمین!

اس کتاب کی کمپوزنگ جناب محمد اویس قریشی نے انتہائی محنت سے کی۔ اللہ تعالیٰ اِنہیں جزائے خیر دے ۔ میں اپنی رفیقہِ حیات پروفیسر تسنیم نیازی صاحبہ کا تہہِ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے بڑی محنت سے اس کتاب کی پروف ریڈنگ کی ۔

اللہ کرے میرے یہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شرفِ قبولیت حاصل کریں اور میری مغفرت کا باعث بنیں۔ آمین!

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

لاہور

باب نمبر:1

اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا بیان

حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:
''اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ جن کے ساتھ دعا مانگنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے ننانوے نام ہیں جو شخص ان کا احاطہ کر لے گا (یعنی یاد کر لے گا اور پڑھتا رہے گا) وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (اسی حدیث کے دوسرے الفاظ میں یہ ہے) جو کوئی شخص ان کو حفظ کر لے گا (اور برابر پڑھتا رہے گا) وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا''۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں اسم اعظم بھی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اسْمُ اللہ الأَعْظَمُ الَّذِي إذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ، وَإذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى دَعْوَةُ يُونُسَ بْنِ مَتى. (رواه ابن جرير عن سعد).

اس حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ اسمِ اعظم پڑھنے سے دُعا قبول ہوتی ہے اور انسان جو مانگے اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

(حوالہ: السید احمد الھاشمی 'مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر ۱۶۵)۔

نمبر شمار	اسماء حسنیٰ	معنی	خواص اور فوائد
۱	اَللّٰہُ	خدا کا نام	جو شخص روزانہ ایک ہزار مرتبہ یَا اَللّٰہُ پڑھے گا انشاء اللہ اُسکے دل سے تمام شکوک وشبہات دُور ہو جائینگے اور عزم ویقین کی قوت نصیب ہو گی۔ جو لا علاج مریض بکثرت یَا اَللّٰہُ کا وِرد رکھے اور اس کے بعد شفا کی دعا مانگے اس کو شفاء کامل نصیب ہوگی۔

۲	اَلرَّحمٰنُ	بیحد رحم کرنیوالا	جو شخص روزانہ ہر نماز کے بعد سو مرتبہ یَارَحمٰنُ پڑھیگا اسکے دل سے انشاء اللہ ہر قسم کی سختی اور غفلت دور ہو جائیگی۔
۳	اَلرَّحِیمُ	بڑا مہربان	جو شخص روزانہ ہر نماز کے بعد سو مرتبہ یَارَحِیمُ پڑھے گا تمام دنیوی آفتوں سے انشاء اللہ محفوظ رہے گا اور تمام مخلوق اُس پر مہربان ہو جائے گی۔
۴	اَلمَلِکُ	حقیقی بادشاہ	جو شخص روزانہ صبح کی نماز کے بعد یَامَلِکُ کثرت سے پڑھا کرے گا اللہ تعالیٰ اسے غنی فرما دیں گے۔
۵	اَلقُدُّوسُ	برائیوں سے پاک ذات	جو شخص روزانہ زوال کے بعد اس اسم کو کثرت سے پڑھیگا انشاء اللہ اس کا دل روحانی امراض سے پاک ہو جائیگا۔
٦	اَلسَّلَامُ	بے عیب ذات	جو شخص کثرت سے اس اسم کو پڑھتا رہے گا۔ انشاء اللہ تمام آفتوں سے محفوظ رہے گا۔ جو شخص (۱۱۵) مرتبہ یہ اسم پڑھ کر بیمار پر دم کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو صحت و شفا عطا فرمائیں گے۔
۷	اَلمُؤمِنُ	امن و ایمان دینے والا	جو شخص کسی خوف کے وقت (٦۳۰) مرتبہ اس اسم کو پڑھیگا انشاء اللہ ہر طرح کے خوف اور نقصان سے محفوظ رہے گا۔ جو شخص اس اسم کو پڑھے یا لکھ کر پاس رکھے اس کا ظاہر و باطن اللہ تعالےٰ کی امان میں رہے گا۔
۸	اَلمُهَیمِنُ	نگہبان	جو شخص غسل کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور صدق دل سے ۱۰۰ سو مرتبہ یہ اسم پڑھے اللہ تعالےٰ اس کا ظاہر و باطن پاک فرمادیں گے اور جو شخص (۱۱۵) مرتبہ پڑھے تو انشاء اللہ پوشیدہ چیزوں پر مطلع ہو۔
۹	اَلعَزِیزُ	سب پر غالب	جو شخص چالیس دن تک چالیس مرتبہ اس اسم کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو معزز و مستغنی بنادیں گے اور جو شخص نماز فجر کے بعد اکتالیس مرتبہ پڑھتا رہے وہ انشاء اللہ کسی کا محتاج نہ ہو اور ذلت کے بعد عزت پائے۔
۱۰	اَلجَبَّارُ	سب سے زبردست	جو شخص روزانہ صبح و شام (۲۲٦) مرتبہ اس اسم کو پڑھیگا انشاء اللہ ظالموں کے ظلم و قہر سے محفوظ رہیگا اور جو شخص چاندی کی انگوٹھی پر یہ اسم نقش کرا کے پہنے گا اس کی ہیبت و شوکت لوگوں کے دلوں میں انشاء اللہ پیدا ہوگی۔
۱۱	اَلمُتَکَبِّرُ	بڑائی اور بزرگی والا	جو شخص کثرت سے اس اسم کا ورد رکھے گا اللہ تعالیٰ اُسے عزت اور بڑائی عطا فرمائیں گے اور اگر ہر کام کی ابتدا میں یہ اسم بکثرت پڑھے تو انشاء اللہ اس میں کامیاب ہوگا۔

Marfat.com

۱۲	اَلْخَالِقُ	پیدا کرنے والا	جو شخص سات روز تک متواتر سو مرتبہ اس اسم کو پڑھے گا انشاء اللہ تمام آفتوں سے محفوظ رہے گا جو شخص یہ اسم اَلْخَالِقُ پڑھتا رہے تو اللہ پاک ایک فرشتہ پیدا کر دیتے ہیں جو اس کی طرف سے عبادت کرتا ہے اور اس کا چہرہ منور رہتا ہے۔
۱۳	اَلْبَارِئُ	جان ڈالنے والا	اگر بانجھ عورت سات روز روزے رکھے اور پانی سے افطار کرنے کے بعد اکیس مرتبہ اَلْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ پڑھے تو انشاء اللہ اسے اولاد نصیب ہو۔
۱۴	اَلْمُصَوِّرُ	صورت دینے والا	ایضاً
۱۵	اَلْغَفَّارُ	درگذر اور پردہ پوشی کرنے والا	جو شخص نماز جمعہ کے بعد سو مرتبہ اِس اسم کو پڑھا کرے گا۔ انشاء اللہ اس پر مغفرت کے آثار ظاہر ہونے لگیں گے اور جو شخص نماز عصر کے بعد روزانہ یا غفار اغفرلی پڑھیگا اللہ تعالیٰ اس کو انشاء اللہ بخشے ہوئے لوگوں کے زمرہ میں داخل کریں گے۔
۱۶	اَلْقَهَّارُ	سب کو اپنے قابو میں رکھنے والا	جو شخص دنیا کی محبت میں گرفتار ہو وہ کثرت سے اس اسم کو پڑھے تو انشاء اللہ دنیا کی محبت اس کے دل سے جاتی رہے گی اور خدا کی محبت پیدا ہو جائے گی۔
۱۷	اَلْوَهَّابُ	سب کچھ عطا کرنے والا	جو شخص فقر و فاقہ میں گرفتار ہو وہ کثرت سے اس اسم کو پڑھا کرے یا لکھ کر اپنے پاس رکھے یا چاشت کی نماز کے آخری سجدہ میں چالیس مرتبہ یہ اسم پڑھا کرے تو اللہ تعالیٰ فقر و فاقہ سے انشاء اللہ اس کو حیرت انگیز طریقے سے نجات دیدیں گے اور اگر کوئی خاص حاجت درپیش ہو تو گھر یا مسجد کے صحن میں تین بار سجدہ کر کے ہاتھ اُٹھائے اور (۱۰۰) سو مرتبہ یہ اسم پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ حاجت پوری ہو جائے گی۔
۱۸	اَلرَّزَّاقُ	بہت بڑا روزی دینے والا	جو شخص نماز صبح سے پہلے اپنے مکان کے چاروں کونوں میں دس دس مرتبہ یہ اسم پڑھ کر دم کرے گا اللہ تعالیٰ اُس پر رزق کے دروازے انشاء اللہ کھول دینگے اور بیماری و مفلسی اُسکے گھر میں ہرگز نہ آئیگی۔ داہنے کونہ سے شروع کرے اور منہ قبلہ کی طرف رکھے۔

Marfat.com

۱۹	اَلْفَتَّاحُ	بہت بڑا مشکل کشا	جو شخص نماز فجر کے بعد دونوں ہاتھ سینہ پر باندھ کر (۷۰) ستر مرتبہ یہ اسم پڑھا کرے گا انشاء اللہ اس کا دل نور ایمان سے منور ہو جائے گا۔
۲۰	اَلْعَلِیْمُ	بہت وسیع علم والا	جو شخص کثرت سے یَا عَلِیْمُ کا ورد کریگا اللہ تعالےٰ اُس پر انشاء اللہ علم و معرفت کے دروازے کھول دینگے۔
۲۱	اَلْقَابِضُ	روزی تنگ کرنیوالا	جو شخص روٹی کے چار لقموں پر اس اسم کو لکھ کر چالیس دن تک کھائے گا بھوک پیاس زخم اور درد وغیرہ کی تکلیف سے انشاء اللہ محفوظ رہے گا۔
۲۲	اَلْبَاسِطُ	روزی فراخ کرنیوالا	جو شخص نماز چاشت کے بعد آسمان کی جانب ہاتھ اُٹھا کر روزانہ دس مرتبہ اس اسم کو پڑھیگا اور منہ پر ہاتھ پھیریگا اللہ تعالیٰ اُسے انشاء اللہ غنی بنادیں گے اور کبھی کسی کا محتاج نہ ہوگا۔
۲۳	اَلْخَافِضُ	پست کر دینے والا	جو شخص روزانہ پانچ سو مرتبہ یَاخَافِضُ پڑھا کرے اللہ تعالیٰ اس کی حاجتیں انشاء اللہ پوری اور مشکلات دور فرمادیں گے۔ جو شخص تین روزے رکھے اور چوتھے روز ایک جگہ بیٹھ کر ستر بار الـخـافـض پڑھے تو انشاء اللہ دشمن پر فتحیاب ہو۔
۲۴	اَلرَّافِعُ	بلند کردینے والا	جو شخص ہر مہینے کی چودھویں رات کو آدھی رات میں سو مرتبہ الرَّافِعُ پڑھے تو اللہ تعالےٰ اُسے انشاء اللہ مخلوق سے بے نیاز اور تونگر بنادیں گے۔
۲۵	اَلْمُعِزُّ	عزت دینے والا	جو شخص پیر یا جمعے کے دن بعد نماز مغرب چالیس مرتبہ یَامُعِزُّ پڑھا کرے گا۔ اللہ تعالےٰ اس کو انشاء اللہ لوگوں میں باعزت اور باوقار بنادیں گے۔
۲۶	اَلْمُذِلُّ	ذلت دینے والا	جو شخص پچھتر مرتبہ یَامُذِلُّ پڑھ کر سر بسجود ہو کر دعا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو انشاء اللہ حاسدوں، ظالموں اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھیں گے، اگر کوئی خاص دشمن ہو تو سجدہ میں اس کا نام لیکر کہ اے اللہ! فلاں ظالم یا دشمن کے شر سے محفوظ رکھ دعا کرے، انشاء اللہ قبول ہوگی۔
۲۷	اَلسَّمِیْعُ	سب کچھ سننے والا	جو شخص جمعرات کے دن چاشت کی نماز کے بعد (۵۰۰) پانچ سو یا (۱۰۰) یا پچاس مرتبہ یَا سمیع پڑھے گا انشاء اللہ اس کی دعائیں قبول ہونگی، درمیان میں کسی سے بات ہرگز نہ کرے اور جو شخص جمعرات کے دن فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان سو مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو انشاء اللہ نظر خاص سے نوازیں گے۔

Marfat.com

۲۸	اَلْبَصِیْرُ	سب کچھ دیکھنے والا	جو شخص نماز جمعہ کے بعد ۱۰۰ مرتبہ یَابَصِیْرُ پڑھا کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کی نگاہ میں انشاء اللہ روشنی اور دل میں نور پیدا فرمادیں گے۔
۲۹	اَلْحَکَمُ	حاکم مطلق	جو شخص اخیر شب میں ۹۹ مرتبہ باوضو یہ اسم پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو انشاء اللہ محل اسرار و انوار بنا دیں گے اور جو شخص جمعہ کی رات میں یہ اسم اس قدر پڑھے کہ بے حال و بے خود ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو انشاء اللہ کشف والہام سے نوازیں گے۔
۳۰	اَلْعَدْلُ	سرتاپا انصاف	جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں روٹی کے بیس ٹکڑوں پر اَلْعَدْلُ لکھ کر کھائیگا اللہ تعالیٰ مخلوق کو اس کے لئے مسخر فرمادیں گے انشاء اللہ۔
۳۱	اَللَّطِیْفُ	بڑا لطف وکرم کرنیوالا	جو شخص ۱۳۳ مرتبہ یَـا لَطِیْفُ پڑھا کرے انشاء اللہ اس کے رزق میں برکت ہوگی اور اس کے سب کام بخوبی پورے ہوں گے جو شخص فقر و فاقہ' دکھ بیماری' تنہائی و کس مپرسی یا کسی اور مصیبت میں گرفتار ہو وہ اچھی طرح وضو کر کے دوگانہ پڑھے اور اپنے مقصد و مطلب کو دل میں رکھ کر (۱۰۰) سو مرتبہ یہ اسم پڑھے' انشاء اللہ مقصد پورا ہوگا۔
۳۲	اَلْخَبِیْرُ	باخبر اور آگاہ	جو شخص سات روز تک یہ اسم بکثرت پڑھے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس پر پوشیدہ راز ظاہر ہونے لگیں گے جو شخص خواہشاتِ نفسانی میں گرفتار ہو وہ بکثرت اس اسم کا ورد کرے انشاء اللہ ان سے رہائی نصیب ہوگی۔
۳۳	اَلْحَلِیْمُ	بڑا بردبار	جو شخص اس اسم کو کاغذ پر لکھ کر پانی سے دھو کر جس چیز پر اس پانی کو چھڑکے یا ملے گا انشاء اللہ اس میں خیر و برکت ہوگی اور آفتوں سے وہ محفوظ رہے گی۔
۳۴	اَلْعَظِیْمُ	بڑا بزرگ	جو شخص اس اسم کا بکثرت ورد رکھے گا انشاء اللہ اسے عزت وعظمت نصیب ہوگی۔
۳۵	اَلْغَفُوْرُ	بہت بخشنے والا	جو شخص اس اسم کا بکثرت ورد رکھے گا انشاء اللہ اس کی تمام تکلیفیں اور رنج وغم دور ہو جائیں گے اور مال و اولاد میں برکت ہوگی۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو سجدہ میں یَـا رَبِّ اغْـفِرْلِیْ تین مرتبہ کہے گا اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمادیں گے۔

۳۶	اَلشَّكُوْرُ	قدردان	جو شخص معاشی تنگی یا کسی اور دکھ درد، رنج وغم میں مبتلا ہو وہ اس اسم کو اکتالیس مرتبہ روزانہ پڑھے انشاء اللہ اس سے رہائی نصیب ہوگی۔
۳۷	اَلْعَلِیُّ	بہت بلند و برتر	جو شخص اس اسم کو ہمیشہ پڑھتا رہے اور لکھ کر اپنے پاس رکھے انشاء اللہ اسے رتبہ کی بلندی، خوشحالی اور مقصد میں کامرانی نصیب ہوگی۔
۳۸	اَلْكَبِیْرُ	بہت بڑا	جو شخص اپنے عہدہ سے معزول ہو گیا ہو وہ سات روزے رکھے اور روزانہ ایک ہزار مرتبہ یا کبیر پڑھے وہ انشاء اللہ اپنے عہدہ پر بحال ہو جائے گا اور بزرگی و برتری نصیب ہوگی۔
۳۹	اَلْحَفِیْظُ	سب کا محافظ	جو شخص بکثرت یا حفیظ کا ورد رکھے گا اور لکھ کر اپنے پاس رکھے گا وہ انشاء اللہ ہر طرح کے خوف وخطر اور نقصان وضرر سے محفوظ رہے گا۔
۴۰	اَلْمُقِیْتُ	سب کو روزی اور توانائی دینے والا	جو شخص خالی آبخورے میں سات مرتبہ یہ اسم پڑھ کر دم کرے گا اور اس میں خود پانی پیئے یا کسی دوسرے کو پلائے یا سونگھے گا تو انشاء اللہ مقصد حاصل ہوگا۔
۴۱	اَلْحَسِیْبُ	سب کیلئے کفایت کرنیوالا	جس شخص کو کسی بھی شخص یا چیز کا ڈر ہو وہ جمعرات سے شروع کر کے آٹھ روز تک صبح، شام ستر مرتبہ حَسْبِیَ اللّٰهُ الْحَسِیْبُ پڑھے وہ انشاء اللہ ہر چیز کے شر سے محفوظ رہے گا۔
۴۲	اَلْجَلِیْلُ	بڑے اور بلند مرتبہ والا	جو شخص مشک وزعفران سے اس اسم کو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا اور بکثرت یا جلیل کا ورد رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو انشاء اللہ عزت وعظمت اور قدر ومنزلت عطا فرمائیں گے۔
۴۳	اَلْكَرِیْمُ	بہت کرم کرنیوالا	جو شخص روزانہ سوتے وقت یَا كَرِیْمُ پڑھتے پڑھتے سو جایا کرے اللہ تعالیٰ اس کو علماء وصلحاء میں عزت نصیب فرمائیں گے۔
۴۴	اَلرَّقِیْبُ	بڑا نگہبان	جو شخص اپنے اہل وعیال اور مال ومنال پر سات مرتبہ اس اسم کو پڑھ کر روزانہ دم کیا کرے اور یَا رَقِیْبُ کا ورد رکھے، انشاء اللہ وہ سب آفتوں سے محفوظ رہے گا۔
۴۵	اَلْمُجِیْبُ	دعائیں سننے اور قبول کرنیوالا	جو شخص کثرت سے یَا مُجِیْبُ پڑھا کرے انشاء اللہ اس کی دعائیں بارگاہ خداوندی میں قبول ہونے لگیں گی۔

Marfat.com

۴۶	اَلْوَاسِعُ	وسعت والا	جو شخص بکثرت یَــا وَاسِـعُ کا وردر کھے گا انشاء اللہ اس کو ظاہری اور باطنی غناء اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے۔
۴۷	اَلْحَکِیْمُ	بڑی حکمتوں والا	جو شخص کثرت سے یَـا حَـکِیْمُ پڑھا کرے اللہ تعالیٰ اُس پر انشاء اللہ علم وحکمت کے دروازے کھول دیں گے۔ جس شخص کا کوئی کام پورا نہ ہوتا ہو تو وہ پابندی سے اس اسم کو پڑھا کرے انشاء اللہ کام پورا ہو جائے گا۔
۴۸	اَلْوَدُوْدُ	بڑا محبت کرنے والا	جو شخص ایک ہزار مرتبہ یَـا وَدُ وْدُ پڑھ کر کھانے پر دم کرے گا اور بیوی کے ساتھ بیٹھ کر وہ کھانا کھائے گا تو انشاء اللہ میاں بیوی کا جھگڑا ختم ہو جائے گا اور باہمی محبت پیدا ہو جائے گی۔
۴۹	اَلْمَجِیْدُ	بڑا بزرگ	جو شخص کسی موذی مرض آتشک جذام وغیرہ میں گرفتار ہو وہ ۱۳۔۱۴۔۱۵ تاریخ کے روزے رکھے اور افطار کے بعد بکثرت اس اسم کو پڑھا کرے اور پانی پر دم کر کے پیئے انشاء اللہ وہ مرض دور ہو جائے گا۔
۵۰	اَلْبَاعِثُ	مردوں کو زندہ کرنیوالا	جو شخص روزانہ سوتے وقت سینے پر ہاتھ رکھ کر ایک سو ایک ۱۰۱ مرتبہ یاباعث پڑھا کرے انشاء اللہ اس کا دل علم وحکمت سے زندہ ہو جائیگا۔
۵۱ ۰	اَلشَّهِیْدُ	حاضر وناظر	جس شخص کی بیوی یا اولاد نافرمان ہو وہ صبح کے وقت اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر اکیس مرتبہ یاشَهِیْدُ پڑھکر دم کرے انشاء اللہ فرمانبردار ہو جائیں گے۔
۵۲	اَلْحَقُّ	برحق وبرقرار	جو شخص چوکور کاغذ کے چاروں کونوں پر اَلْـحَـقُّ لکھ کر صبح کے وقت کاغذ کو ہتھیلی پر رکھ کر آسمان کی طرف بلند کر کے دعا کرے انشاء اللہ گم شدہ شخص یا سامان مل جائے گا' اور نقصان سے محفوظ رہے گا۔
۵۳	اَلْوَکِیْلُ	بڑا کارساز	جو شخص کسی بھی آسمانی آفت کے خوف کے وقت بکثرت یاوَکِیْلُ کا ورد کرے گا اور اس اسم کو اپنا وکیل بنالے گا وہ انشاء اللہ ہر آفت سے محفوظ رہیگا۔
۵۴	اَلْقَوِیُّ	بڑی طاقت وقوت والا	جو شخص واقعی مظلوم اور کمزور ومغلوب ہو وہ اس ظالم اور طاقتور دشمن کو دفع کرنے کی نیت سے بکثرت اس اسم کو پڑھے انشاء اللہ اس سے محفوظ رہے گا۔ (باطل اور ناحق یہ عمل ہرگز نہ کرے)
۵۵	اَلْمَتِیْنُ	شدید قوت والا	جس عورت کے دودھ نہ ہو اُس کو اَلْـمَـتِیْنُ کاغذ پر لکھ کر دھو کر پلائیں انشاء اللہ خوب دودھ ہو گا۔

۵۶	اَلْوَلِیُّ	مددگار اور حمایتی	جو شخص اپنی بیوی کی عادتوں، خصلتوں سے خوش نہ ہو وہ جب اس کے سامنے جائے اس اسم کو پڑھا کرے انشاء اللہ نیک خصلت ہو جائیگی۔
۵۷	اَلْحَمِیْدُ	لائق تعریف	جو شخص ۴۵ دن تک متواتر ۹۳ مرتبہ تنہائی میں یَا حَمِیْدُ پڑھا کرے گا اس کی تمام بُری خصلتیں اور عادتیں انشاء اللہ دور ہو جائیں گی۔
۵۸	اَلْمُحْصِیُ	اپنے علم اور شمار میں رکھنے والا	جو شخص روٹی کے بیس ٹکڑوں پر روزانہ بیس مرتبہ یہ اسم پڑھ کر دم کرے اور کھائے تو انشاء اللہ مخلوق اس کے لئے مسخر ہو جائے گی۔
۵۹	اَلْمُبْدِئُ	پہلی بار پیدا کرنے والا	جو شخص صبح کے وقت حاملہ عورت کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر ۹۹ مرتبہ یَامُبْدِئُ پڑھے گا۔ انشاء اللہ نہ اس کا حمل گرے گا نہ وقت سے پہلے بچہ پیدا ہوگا۔
۶۰	اَلْمُعِیْدُ	دوبارہ پیدا کرنیوالا	گم شدہ شخص کو واپس بُلانے کے لئے جب گھر کے سب آدمی سو جائیں تو گھر کے چاروں کونوں میں ستر ستر مرتبہ یَا مُعِیْدُ پڑھے انشاء اللہ سات روز میں واپس آجائے گا یا پتہ چل جائے گا۔
۶۱	اَلْمُحْیِیُ	زندگی دینے والا	جو شخص بیمار ہو وہ بکثرت اَلْمُحْیِیُ کا وردرکھے یا کسی دوسرے بیمار پر دم کرے تو انشاء اللہ صحت یاب ہو جائے۔ جو شخص ۸۹ مرتبہ اَلْمُحْیِیُ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے وہ ہر طرح کی قید و بند سے انشاء اللہ محفوظ رہے گا۔
۶۲	اَلْمُمِیْتُ	موت دینے والا	جس شخص کا نفس اس کے قابو میں نہ ہو وہ سوتے وقت سینہ پر ہاتھ رکھکر اَلْمُمِیْتُ پڑھتے پڑھتے سو جائے انشاءاللہ اس کا نفس مطیع ہو جائے گا۔
۶۳	اَلْحَیُّ	ہمیشہ زندہ رہنے والا	جو شخص روزانہ تین ہزار مرتبہ اَلْحَیُّ کا وردرکھے گا وہ انشاء اللہ کبھی بیمار نہ ہوگا۔ جو شخص اس اسم کو چینی کے برتن پر مشک اور گلاب سے لکھ کر شیریں پانی سے دھو کر پیئے یا کسی دوسرے بیمار کو پلائے انشاء اللہ شفاء کامل نصیب ہو۔
۶۴	اَلْقَیُّوْمُ	سب کو قائم رکھنے اور سنبھالنے والا	جو شخص بکثرت اسم اَلْقَیُّوْمُ کا وردرکھے انشاء اللہ لوگوں میں اس کی عزت اور ساکھ زیادہ ہو اور تنہائی میں بیٹھ کر ورد کرے تو انشاء اللہ خوش حال ہو جائے۔ جو شخص صبح کی نماز کے بعد سے سورج نکلنے تک یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ کا ورد کیا کرے انشاء اللہ اسکی سستی و کاہلی دور ہو جائے۔

Marfat.com

۶۵	اَلْوَاجِدُ	ہر چیز کو پانیوالا	جو شخص کھانا کھاتے وقت یَـا وَاجِدُ کا ورد رکھے غذا اس کے قلب کی طاقت وقوت اور نورانیت کا باعث ہو انشاء اللہ۔
۶۶	اَلْمَاجِدُ	بزرگی اور بڑائی والا	جو شخص تنہائی میں یہ اسم اس قدر پڑھے کہ بے خود ہو جائے تو انشاء اللہ اس کے قلب پر انوار الٰہیہ ظاہر ہونے لگیں گے۔
۶۷	اَلْوَاحِدُ الْاَحَدُ	ایک اکیلا	جو شخص روزانہ ایک ہزار مرتبہ اَلْوَاحِدُ الْاَحَدُ پڑھا کرے اس کے دل سے انشاء اللہ مخلوق کی محبت اور خوف جاتا رہے گا۔ جس شخص کے اولاد نہ ہوتی ہو وہ اس اسم کو لکھ کر اپنے پاس رکھے انشاء اللہ اس کو اولاد صالح نصیب ہوگی۔
۶۸	اَلصَّمَدُ	بے نیاز	جو شخص صبح کے وقت سجدہ میں سر رکھ کر ۱۱۵ یا ۱۲۵ مرتبہ اس اسم کو پڑھے اس کو انشاء اللہ ظاہری و باطنی سچائی نصیب ہو اور جو شخص باوضو اس اسم کا ورد جاری رکھے وہ انشاء اللہ مخلوق سے بے نیاز ہو جائے۔
۶۹	اَلْقَادِرُ	قدرت والا	جو شخص دو رکعت نماز پڑھ کر ۱۰۰ سو مرتبہ اَلْـقَـادِرُ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے دشمنوں کو ذلیل و رسوا فرمادیں گے (اگر وہ حق پر ہوگا) اگر کسی شخص کو کوئی دشوار کام یا کسی کام میں دشواری پیش آجائے تو اکتالیس بار یَا قَادِرُ پڑھے انشاء اللہ وہ دشواری دور ہو جائے گی۔
۷۰	اَلْمُقْتَدِرُ	پوری قدرت رکھنے والا	جو شخص سو کر اٹھنے کے بعد بکثرت اَلْـمُـقْـدِرُ کا ورد کیا کرے یا کم از کم بیس مرتبہ پڑھا کرے انشاء اللہ اس کے تمام کام آسان اور درست ہو جائیں گے۔
۷۱	اَلْمُقَدِّمُ	پہلے اور آگے کرنے والا	جو شخص جنگ کے وقت اَلْـمُـقَـدِّمُ کثرت سے پڑھتا رہے گا اللہ تعالیٰ اسے (پیش قدمی کی) قوت انشاء اللہ عطا فرمادیں گے اور دشمنوں سے محفوظ رکھیں گے اور جو شخص ہر وقت یَـا مُـقَـدِّمُ کا ورد رکھے گا وہ انشاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کا مطیع و فرمانبردار بن جائے گا۔
۷۲	اَلْمُؤَخِّرُ	پیچھے اور بعد میں رکھنے والا	جو شخص کثرت سے اَلْـمُـؤَخِّـرُ کا ورد رکھے گا اسے انشاء اللہ سچی توبہ نصیب ہوگی اور جو شخص روزانہ سو مرتبہ اس اسم کو پابندی سے پڑھا کرے اس کو انشاء اللہ حق تعالیٰ کا ایسا قرب نصیب ہوگا کہ اس کے بغیر چین نہ آئے گا۔

Marfat.com

۷۳	اَلْاَوَّلُ	سب سے پہلے	جس شخص کے لڑکا نہ ہوتا ہو وہ چالیس دن تک چالیس مرتبہ روز اَلْاَوَّلُ پڑھا کرے۔ انشاء اللہ اس کی مراد پوری ہوگی۔ جو شخص مسافر ہو وہ جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ اَلْاَوَّلُ پڑھے انشاء اللہ جلد بخیریت وطن واپس پہنچے گا۔
۷۴	اَلْاٰخِرُ	سب کے بعد	جو شخص روزانہ ایک ہزار مرتبہ اَلْاٰخِرُ پڑھا کرے اس کے دل سے غیر اللہ کی محبت دور ہو جائے گی اور انشاء اللہ ساری عمر کی کوتاہیوں کا کفارہ ہو جائے گا اور خاتمہ بالخیر ہوگا۔
۷۵	اَلظَّاهِرُ	ظاہر و آشکارا	جو شخص نماز اشراق کے بعد پانچ سو مرتبہ اَلظَّاهِرُ کا ورد کیا کرے اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں میں روشنی اور دل میں نور عطا فرمائیں گے انشاء اللہ۔
۷۶	اَلْبَاطِنُ	پوشیدہ و پنہاں	جو شخص روزانہ تینتیس (۳۳) مرتبہ یَا اَلْبَاطِنُ پڑھا کرے انشاء اللہ اس پر باطنی اسرار ظاہر ہونے لگیں گے اور اس کے قلب میں انس و محبت الٰہی پیدا ہوگا۔ جو شخص دو رکعت نماز ادا کر کے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِير پڑھا کرے انشاء اللہ اس کی تمام حاجتیں پوری ہوں گی۔
۷۷	اَلْوَالِیُ	متولی اور متصرف	جو شخص کثرت اَلْوَالِیُ کا ورد رکھے گا وہ ناگہانی آفتوں سے انشاء اللہ محفوظ رہیگا کورے آبخورہ میں یہ اسم لکھ کر اس میں پانی بھر کر مکان میں چھڑکے گا تو وہ مکان بھی انشاء اللہ تمام آفتوں سے محفوظ رہے گا۔ اگر کسی کو مسخر کرنا چاہے تو گیارہ مرتبہ یہ اسم پڑھے انشاء اللہ وہ فرماں بردار ہو جائے گا۔
۷۸	اَلْمُتَعَالِیُ	سب سے بلند و برتر	جو شخص کثرت سے اَلْمُتَعَالِیُ کا ورد رکھے انشاء اللہ اس کی تمام مشکلات رفع ہونگی اور جو عورت حالت حیض میں کثرت سے اس اسم کا ورد رکھے انشاء اللہ اس کی تکلیف رفع ہوگی۔

Marfat.com

۷۹	اَلْبَرُّ	بڑا اچھا سلوک کرنے والا	جو شخص شراب نوشی، زنا کاری وغیرہ جیسی بدکاریوں میں گرفتار ہو روزانہ سات مرتبہ یہ اسم پڑھے انشاء اللہ ان گناہوں کی رغبت جاتی رہے گی جو شخص حُب دنیا میں مبتلا ہو اس اسم کو بکثرت پڑھے انشاء اللہ حُب دنیا اس کے دل سے جاتی رہے۔ جو شخص اپنے بچہ پر پیدا ہونے کے بعد ہی سات مرتبہ اس اسم کو پڑھ کر دم کر دے اور اللہ کے سپرد کر دے وہ بلوغ تک تمام آفتوں سے محفوظ رہے۔
۸۰	اَلتَّوَّابُ	بہت زیادہ توبہ قبول کرنیوالا	جو شخص نماز چاشت کے بعد ۳۶۰ مرتبہ اس اسم کو پڑھا کرے گا۔ انشاء اللہ اُسے سچی توبہ نصیب ہوگی اور جو شخص کثرت سے اس اسم کو پڑھا کرے گا انشاء اللہ اس کے تمام کام آسان ہوں گے۔ اگر کسی ظالم پر دس مرتبہ پڑھ کر دم کیا جائے تو انشاء اللہ اس سے خلاصی نصیب ہوگی۔
۸۱	اَلْمُنْتَقِمُ	بدلہ لینے والا	جو شخص حق پر ہو اور دشمن سے بدلہ لینے کی اس میں قدرت نہ ہو وہ تین جمعہ تک بکثرت یَا اَلْمُنْتَقِمُ پڑھے اللہ تعالیٰ اس سے خود انشاء اللہ انتقام لے لیں گے۔
۸۲	اَلْعَفُوُّ	بہت زیادہ معاف کرنیوالا	جو شخص کثرت سے اَلْعَفُوُّ پڑھا کرے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو انشاء اللہ معاف فرما دیں گے۔
۸۳	اَلرَّءُوْفُ	بہت بڑا مشفق	جو شخص بکثرت یَا رؤف کا ورد رکھے انشاء اللہ مخلوق اس پر مہربان ہو جائے گی اور وہ مخلوق پر، اور جو شخص دس مرتبہ درود شریف اور دس مرتبہ اس اسم کو پڑھے تو انشاء اللہ اس کا غصہ رفع ہو جائے گا، دوسرے غضبناک شخص پر دم کرے تو اس کا غصہ رفع ہوگا۔
۸۴	مَالِكُ الْمُلْكِ	ملکوں کا مالک	جو شخص یَا مَالِكُ الْمُلْكِ کو ہمیشہ پڑھتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کو غنی اور لوگوں سے بے نیاز فرما دیں گے اور وہ کسی کا محتاج نہ رہے گا۔
۸۵	ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ	عظمت وجلال اور انعام و اکرام والا	جو شخص کثرت سے یَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَام پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو عزت وعظمت اور مخلوق سے استغناء عطا فرما دیں گے۔

۸۶	اَلْمُقْسِطُ	عدل وانصاف قائم کرنیوالا	جو شخص روزانہ اس اسم کو پڑھا کرے وہ انشاء اللہ شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہیگا اور اگر کسی خاص اور جائز مقصد کے لئے سات سو مرتبہ اس اسم کو پڑھے گا تو انشاء اللہ وہ مقصد حاصل ہوگا۔
۸۷	اَلْجَامِعُ	سب کو جمع کرنیوالا	جس شخص کے اعزا یا احباب منتشر ہو گئے ہوں وہ چاشت کے وقت غسل کر کے اور آسمان کی طرف منہ کر کے دس مرتبہ یَاجَامِعُ پڑھے اور ایک انگلی بند کرلے اسی طرح ہر دس مرتبہ پر ایک انگلی بند کرتا جائے آخر میں دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے انشاء اللہ جلد جمع ہو جائیں گے۔ اگر کوئی چیز گم ہو جائے تو اَللّٰھُمَّ یَاجَامِعَ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّارَیْبَ فِیْهِ اِجْمَعْ ضَآلَّتِیْ' پڑھا کرے وہ چیز انشاء اللہ مل جائے گی' جائز محبت کے لئے بھی یہ دعا بے مثال ہے۔
۸۸	اَلْغَنِیُّ	بڑا بے نیاز و بے پروا	جو شخص روزانہ ستر مرتبہ یَاغَنِیُّ پڑھا کرے اللہ تعالیٰ اس کے مال میں برکت عطا فرمائیں گے اور انشاءؑ اللہ وہ کسی کا محتاج نہ رہے گا۔ جو شخص کسی ظاہر یا باطنی مرض یا بلا میں گرفتار ہو وہ اپنے تمام اعضاء اور جسم پر یَاغَنِیُّ پڑھ کر دم کیا کرے' انشاء اللہ نجات پائے گا۔
۸۹	اَلْمُغْنِیُّ	بے نیاز و غنی بنا دینے والا	جو شخص اول آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر گیارہ سو گیارہ مرتبہ وظیفہ کی طرح۔ اس اسم کو پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو ظاہری و باطنی غنا عطا فرمائیں گے۔ صبح کی نماز کے بعد پڑھے یا عشاء کی نماز کے بعد۔ اس کے ساتھ سورۃ مزمل بھی تلاوت کرے۔
۹۰	اَلْمَانِعُ	روک دینے والا	اگر بیوی سے جھگڑا یا ناچاقی ہو تو بستر پر لیٹتے وقت بیس مرتبہ یہ اسم پڑھا کرے انشاء اللہ جھگڑا اور ناچاقی دور ہو جائے گا اور باہمی انس و محبت پیدا ہو جائے گی۔ جو شخص بکثرت اس اسم کا ورد رکھے گا انشاء اللہ ہر شر سے محفوظ رہے گا۔ اگر کسی خاص اور جائز مقصد کے لئے پڑھے تو انشاء اللہ وہ حاصل ہو جائے گا۔
۹۱	اَلضَّآرُّ	ضرر پہنچانے والا	جو شخص شب جمعہ میں ۱۰۰ سو مرتبہ اَلضَّآرُّ پڑھا کرے وہ انشاء اللہ تمام ظاہر اور باطنی آفتوں سے محفوظ رہے گا اور قرب خداوندی اسے حاصل ہوگی۔

۹۲	اَلنَّافِعُ	نفع پہنچانے والا	جو شخص کشتی یا کسی اور سواری میں سوار ہونے کے بعد یَانَافِعُ کثرت سے پڑھتا رہے انشاء اللہ ہر آفت سے محفوظ رہے گا' جو شخص کسی بھی کام کے شروع کرتے وقت اکتالیس مرتبہ یَانَافِعُ پڑھ لیا کرے انشاء اللہ کام حسب منشا ہو گا جو شخص بیوی سے جماع کے وقت یہ اسم پڑھ لیا کرے۔ اسے انشاء اللہ اولاد صالح نصیب ہو گی۔
۹۳	اَلنُّوْرُ	سراپا نور اور نور بخشنے والا	جو شخص شب جمعہ میں سات مرتبہ سورۃ نور اور ایک ہزار ایک مرتبہ اس اسم کو پڑھا کرے تو انشاء اللہ اس کا دل انوار الٰہی سے منور ہو جائے گا۔
۹۴	اَلْهَادِیُ	سیدھا راستہ دکھانے اور اس پر چلانے والا	جو شخص ہاتھ اُٹھا کر آسمان کی طرف منہ کر کے بکثرت یَاهَادِیُ پڑھے اور اخیر میں چہرہ پر ہاتھ پھیر لے اس کو انشاء اللہ کامل ہدایت نصیب ہو گی اور اہل معرفت میں شامل ہو جائیگا۔ (بحوالہ حصن حصین، صفحہ ۵۷)
۹۵	اَلْبَدِیْعُ	بے مثال چیزوں کو ایجاد کرنیوالا	جس شخص کو کوئی غم یا مصیبت یا کوئی بھی مشکل پیش آئے وہ ایک ہزار مرتبہ یَابَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پڑھے' انشاء اللہ کشائش نصیب ہو گی جو شخص اس اسم کو باوضو پڑھتے ہوئے سو جائے تو جس کام کا ارادہ ہو وہ انشاء اللہ خواب میں نظر آ جائے گا۔ جو شخص نماز عشا کے بعد یَابَدِیْعُ الْعَجَآئِبِ بِالْخَیْرِ یَابَدِیْعُ بارہ سو مرتبہ ۱۲ دن پڑھیگا تو جس کام یا مقصد کے لئے پڑھے گا انشاء اللہ وہ پورا عمل ختم ہونے سے پہلے حاصل ہو جائے گا۔ آزمودہ ہے۔
۹۶	اَلْبَاقِیُ	ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والا	جو شخص اس اسم کو ایک ہزار مرتبہ جمعہ کی رات میں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو ہر طرح کے ضرر و نقصان سے محفوظ رکھیں گے اور انشاء اللہ اس کے تمام نیک عمل مقبول ہوں گے۔
۹۷	اَلْوَارِثُ	سب کے بعد موجود رہنے والا	جو شخص طلوع آفتاب کے وقت سو مرتبہ یَاوَارِثُ پڑھے گا۔ انشاء اللہ ہر رنج و غم اور سختی و مصیبت سے محفوظ رہے گا اور خاتمہ بالخیر ہو گا اور جو شخص مغرب و عشاء کے درمیان ایک ہزار مرتبہ پڑھے ہر طرح کی حیرانی و پریشانی سے انشاء اللہ محفوظ رہے گا۔

Marfat.com

۹۸	اَلرَّشِیْدُ	راستی اور نیکی پسند کرنیوالا	جس شخص کو اپنے کسی کام یا مقصد کی تدبیر سمجھ میں نہ آتی ہو وہ مغرب و عشاء کے درمیان ایک ہزار مرتبہ یَارَشِیْدُ پڑھے تو انشاء اللہ یا خواب میں تدبیر نظر آ جائے گی یا دل میں اس کا القا ہو جائے گا اگر روزانہ اس اسم کا ورد رکھے تو تمام مشکلات انشاء اللہ دور ہو جائیں گی اور کاروبار میں خوب ترقی ہوگی۔
۹۹	اَلصَّبُوْرُ	بڑے صبر و تحمل والا	جو شخص طلوع آفتاب سے پہلے (۱۰۰) سو مرتبہ اس اسم کو پڑھے وہ انشاء اللہ اس دن ہر مصیبت سے محفوظ رہے گا اور دشمنوں، حاسدوں کی زبانیں بند رہیں گی جو شخص کسی بھی طرح کی مصیبت میں گرفتار ہو وہ ایک ہزار بیس مرتبہ اس اسم کو پڑھے انشاء اللہ اس سے نجات پائے گا اور اطمینان قلب نصیب ہوگا۔

سورت الحشر کی آیت نمبر ۲۴ میں بھی اسمائے حسنیٰ کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے:

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

''وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا وجود بخشنے والا، صورت بنانے والا، اسی کے لیے (نہایت) اچھے نام ہیں، ہر چیز خواہ وہ آسمانوں میں ہو خواہ زمین میں ہو اس کی پاکی بیان کرتی ہے، اور وہی غالب حکمت والا ہے''۔

Marfat.com

باب نمبر:2

قرآن حکیم اور اس کی مختلف سورتوں کی فضیلت

(ارشادات نبویؐ کی روشنی میں)

قرآن مجید شریعت اسلامیہ کا ماخذِ اول' اسلامی تعلیمات کا منبع اور سر چشمہ ہے۔

قرآن حکیم کے ۵۵ نام ایسے ہیں جو خود قرآن میں مذکور ہوئے ہیں۔ان میں سے چند اسماء مبارکہ ملاحظہ ہوں مثلاً:۔

(i) الکتاب: دنیا کی تمام کتابوں میں کتاب کہلانے کی اصل مستحق کتاب قرآن مجید ہی ہے۔

(ii) الفرقان: سچ اور جھوٹ اور حق و باطل میں فرق کرنے والی (کتاب)۔

(iii) نور: روشنی اور ہدایت دکھانے والی (کتاب)۔

(iv) شفاء: روحانی شفاء اور پیغام صحت۔

(v) تذکرہ: عبرت و نصیحت کا سامان۔

(vi) العلم: یہ کتاب سراپا علم و معرفت کا سرچشمہ ہے۔

(vii) البیان: اس کتاب کی ہر تعلیم وضاحت سے اور صاف صاف پیش کی گئی ہے۔

اب قرآن حکیم کی فضیلت احادیث مبارکہ کی روشنی میں ملاحظہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سیکھو قرآن کو اور پھر پڑھو اس کو کیوں کہ جو شخص قرآن کو سیکھتا ہے' پھر اس کو پڑھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے اس کی مثال اس تھیلی کی سی ہے جس میں مشک بھرا ہوا ہو۔اس کی خوشبو مکان کے گوشہ گوشہ میں پہنچ جاتی ہے اور اس کی مثال جس نے قرآن سیکھا اور وہ اس کے دل ہی میں رہا یعنی نہ تو اس نے پڑھا نہ اس پر عمل کیا' مشک کی اس تھیلی کی مانند ہے جس کے منہ کو باندھ کر اس پر مہر لگا دی گئی ہو (بحوالہ: ترمذی' نسائی و ابن ماجہ)۔

حضرت عثمانؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

خیرُکُمْ مَنْ تعلم القرآن و علمه ' (بخاری)۔

''تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن حکیم کو پڑھے اور اس کی تعلیم دے''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''قیامت کے دن قرآن شریف پڑھنے والے سے کہا جائے گا: (قرآن) پڑھتے جاؤ اور (جنت کے درجوں پر) چڑھتے جاؤ اور ایسے ہی ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور چڑھو جیسے تم دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر (قرآن) پڑھا کرتے تھے اس لئے کہ تمہارا مقام (اور درجہ) اس آخری آیت پر ہے جو تم پڑھو گے'' (بحوالہ: حصن حصین، صفحہ ۲۹۰)۔

مختلف سورتوں کی فضیلت:

اب قرآن حکیم کی مختلف سورتوں کا اجمالی خاکہ ملاحظہ ہو:

نام سورۃ	فضیلت
(۱) سورۃ فاتحہ	اس کے پڑھنے سے بیماری دور ہوتی ہے۔ باعثِ شفاء ہے۔
(۲) سورۃ بقرہ	اس کے پڑھنے سے شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہوتا۔
(۳) سورۃ آل عمران	پڑھنے والے کے لیے یہ سورۃ قیامت کے دن شفاعت کرے گی۔
(۴) سورۃ کہف	پڑھنے والا دجال کے فتنہ سے بچا دیا جائے گا۔
(۵) سورۃ یٰسین	رزق کی فراوانی کے لیے بہتر ہے۔
(۶) سورۃ مُلک	مرنے والے پر پڑھی جائے۔ قبر کے عذاب سے بچائے گی۔ اس کے پڑھنے سے مقروض قرض سے نجات پاتا ہے۔
(۷) سورۃ زلزال	قرآن حکیم کے چوتھائی حصہ کے برابر ہے۔ ایک روایت ہے کہ نصف قرآن کے برابر ہے۔
(۸) سورۃ مزمل	اس کے پڑھنے سے رزق میں فراوانی حاصل ہوتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔
(۹) سورۃ الکافرون	ثواب میں ایک چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔
(۱۰) سورۃ اخلاص	ثواب میں ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

(۱۱) سورۃ فلق اور الناس	یہ دو سورتیں اللہ کی پناہ عنایت کرتی ہیں۔ جادو کے لیے اکسیر ہیں۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: حصن حصین، صفحات ۳۰۱۔۲۹۱)
(۱۲) سورۃ الم نشرح	اس کے پڑھنے سے گفتگو میں تاثیر پیدا ہوتی ہے۔ یہ سورت اسرار الٰہی کی کنجی ہے۔ اس کے پڑھنے سے پورا خاندان بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اس کا پڑھنے والا علم کی دولت سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ اس کے پڑھنے سے عزت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔
(۱۳) سورۃ الفتح	اس سورت کو پڑھنے سے رزق بڑھتا ہے۔ یہ سورت غیب سے روزی پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ جو شخص جنگ کے وقت اس کو پڑھے گا اس سورت کو فتوحات کی کنجی پائے گا۔ اس سورت کے پڑھنے سے ظالم دشمن برباد ہوتا ہے۔ اس کے پڑھنے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ دوکان کی برکت کے لیے بھی مفید ہے۔
(۱۴) سورۃ الرحمٰن	حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہر شے کی زینت ہوتی ہے۔ قرآن کی زینت سورۃ الرحمٰن ہے''۔ یہ سورت ہر قسم کی حاجت روائی کے لئے اکسیر ہے۔
(۱۵) سورۃ واقعہ	اس سورت کو سورۃ الغناء (دولت کی سورت) بھی کہا گیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ رات کو سونے سے قبل اس کو تلاوت کرنے والا انشاء اللہ کبھی بھی فاقہ کا شکار نہ ہوگا۔ اس کو روزانہ پڑھنے والا غنی ہو جاتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سورۃ خود پڑھو اور اپنی اولاد کو پڑھنے کی تلقین کرو۔
(16) سورۃ جمعہ	یہ سورت ترقی رزق کے لیے مجرب ہے۔ مرگی کے مرض کو دور کرنے کے لیے روزانہ پڑھی جائے۔
(۱۷) سورۃ تغابن	اس سورت کے پڑھنے سے ظالم کے شر سے حفاظت ملتی ہے۔ اس سورت کو سوا لاکھ مرتبہ 41 دن کا چلہ کرنے سے ولایت کا مرتبہ اللہ کے فضل سے حاصل ہوتا ہے۔ خونی مقدمہ کے لیے 11 دن روزانہ پڑھیں مشکل آسان ہوگی۔

Marfat.com

(۱۸) سورۃ نوح	اس سورت کے پڑھنے سے دشمن ہلاک ہوتا ہے۔ اس سورت کے پڑھنے سے انسان ڈوب کر مرنے' دیوار کے نیچے دب جانے اور اچانک موت سے محفوظ رہتا ہے۔
(۱۹) سورۃ جن	آسیب زدہ شخص کے لیے مفید ہے۔ اس سورت کے پڑھنے سے سفر بخیریت گزرتا ہے۔
(۲۰) سورۃ الدھر	دشمن کے دفع ہونے کے لیے مفید ہے۔ اس کے پڑھنے سے انسان موذی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔
(۲۱) سورۃ النبأ	ظہر کے بعد اس سورت کی تلاوت کرنے سے بصارت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے پڑھنے سے پرسکون نیند آتی ہے۔ اس کے پڑھنے سے دنیا میں عزت ملتی ہے۔ اس کے پڑھنے والے کا چہرہ نورانی رہتا ہے۔
(۲۲) سورۃ الفجر	اس کے پڑھنے سے ظالم دشمن برباد ہوتا ہے۔
(۲۳) سورہ الطارق	اس سورت کو رات کے وقت پڑھنے سے گھر کی حفاظت ہوتی ہے اور پرسکون نیند آتی ہے۔
(۲۴) سورۃ التین	اس کے پڑھنے سے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے اور دشمنی ختم ہو جاتی ہے۔ یہ سورت غائب آدمی یا چیز کو واپس لانے کے لیے بہت مفید ہے۔
(۲۵) سورۃ القدر	رات کو پڑھنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔ جادو کے لیے مفید ہے۔ رات کو سوتے وقت پڑھنے سے گھر' مال اور جان کی حفاظت ہوتی ہے۔
(۲۶) سورۃ الزلزال	نماز فجر کے بعد پڑھنے سے دل میں خوفِ الٰہی پیدا ہوتا ہے۔ اس کے پڑھنے سے مشکل کام آسان ہو جاتے ہیں۔
(۲۷) سورۃ القارعہ	یہ سورت ہر مشکل کو آسان کر دیتی ہے۔ اس کے پڑھنے سے دل نیک کاموں کی طرف راغب ہوتا ہے۔

Marfat.com

(۲۸) سورۃ العصر	اس کے پڑھنے سے انسان حق پر قائم رہتا ہے اور مصائب پر صبر کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ اس کے پڑھنے سے مصیبت زدہ کی پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں۔
(۲۹) سورۃ الفیل	اس سورت کے پڑھنے سے انسان موذی بیماری، موذی جانور اور موذی دشمن سے محفوظ رہتا ہے۔ قیدی کی رہائی کے لیے روزانہ ۱۰۱ بار پڑھنا باعثِ نجات ہے۔
(۳۰) سورۃ القریش	اگر اس سورت کو روزانہ دکان پر کثرت سے پڑھا جائے تو کاروبار میں برکت ہوتی ہے۔ اس کے پڑھنے سے سفر میں حفاظت ہوتی ہے اور بیماری سے نجات ملتی ہے۔
(۳۱) سورۃ الکوثر	اس کے پڑھنے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے، رزق میں اضافہ ہوتا ہے اور جس کے ہاں اولاد نہ بچتی ہو وہ اسے پڑھے۔ انشاء اللہ اس کی اولاد زندہ رہے گی۔
(۳۲) سورۃ النصر	اس سورت کے پڑھنے سے صغیرہ اور کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ سورت برائیوں سے نفرت دلاتی ہے اور انسان اس کی تلاوت کرنے سے دشمن کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔
(۳۳) سورۃ التکاثر	اس سورت کے پڑھنے سے قرض ختم ہوتا ہے اور دل سے دولت کی لالچ نکل جاتی ہے۔ اس کے پڑھنے سے جائز دلی مرادیں پوری ہو جاتی ہیں۔

حدیث شریف میں سورۃ الفاتحہ اور آیت الکرسی کی بہت فضیلت بیان فرمائی گئی ہے:

فِي كِتَابِ اللهِ ثَمَانُ آيَاتٍ لِلعَيْنِ، الْفَاتِحَة، وَآيَةُ الْكُرْسِيِّ.

(رواه الديلمي عن عمران بن حصين).

"نظر کے (لگ جانے کے) بارے میں کتاب اللہ میں آٹھ آیات ہیں: سورۃ الفاتحہ (کی سات آیات) اور آیت الکرسی (کی ایک آیت)"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورت الکھف کے بارے میں ارشاد فرمایا:

Marfat.com

مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الكَهْفِ فِي يَوْمِ الجُمُعَةِ أَضَاءَ لَهُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ.
(رواه البيهقي عن أبي سعيد).

"جس نے جمعہ کے دن سورۃ کہف پڑھی تو دونوں جمعوں تک اس کے لئے روشنی ہوگی"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ یٰسین کے بارے میں فرمایا:

مَنْ قَرَأَ (يسٓ) فِي لَيْلَةٍ أَصْبَحَ مَغْفُوراً لَهُ.
(رواه أبو نعيم).

"جس نے سورۃ یٰسین پڑھی رات میں تو وہ بخشا گیا ہے"۔

مَنْ قَرَأَ (يسٓ) ابْتِغَاءَ وَجهِ الله، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، فَاقْرَؤُوهَا عِنْدَ مَوْتَاكُمْ. (رواه البيهقي عن معقل بن يسار).

"جس شخص نے سورۃ یٰسین اللہ کی خوشنودی کی خاطر پڑھی اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ پس تم اپنے مُردوں کے پاس اس سورۃ کو پڑھا کرو"۔

سورۃ الدخان کی فضیلت حدیث شریف میں یوں بیان فرمائی گئی:

مَنْ قَرَأَ (الدُّخَانَ) في كلِّ لَيْلَةِ جُمُعَةٍ، أَوْ يَوْمِ جُمُعَةٍ، بَنَى الله لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ. (رواه الطبراني عن أبي أمامة).

"جس شخص نے سورۃ دخان جمعہ کی رات پڑھی یا جمعہ کے دن تو اللہ تعالےٰ جنت میں اس کا گھر بنائے گا"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ الواقعہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

مَنْ قَرَأَ سُورَةَ (الوَاقِعَةِ) فِي كُلِّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ أَبداً.
(رواه البيهقي عن ابن مسعود).

"جس شخص نے سورۃ واقعہ ہر رات کو پڑھی تو اسے کبھی بھی غربت نہیں پہنچے گی"۔

مَنْ قَرَأَ (سُورةَ البَقَرةِ) تُوِّجَ بِتَاجٍ مِنَ الجَنَّةِ.
(رواه البيهقي).

"جس نے سورۃ بقرہ پڑھی اُسے جنت کا تاج پہنایا جائے گا"۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

Marfat.com

صرف دو آدمی قابل رشک ہیں:

(i) ایک وہ جس کو اللہ نے قرآن کی نعمت عطا فرمائی پھر وہ دن اور رات کے اوقات میں اس کی تلاوت میں لگا رہا۔

(ii) دوسرا وہ خوش نصیب آدمی جس کو اللہ نے مال و دولت سے نوازا اور وہ دن اور رات کے اوقات میں اللہ کی راہ میں اس کو خرچ کرتا رہا (بحوالہ: بخاری و مسلم)

حضرت عبیدہؓ ملیکی فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''قرآن کو اپنا تکیہ اور سہارا نہ بنالو بلکہ دن اور رات کے اوقات میں اس کی تلات کرلیا کرو جیسا کہ اس کا حق ہے اور اس کو پھیلاؤ اور اس کو دلچسپی سے اور مزہ لے لے کر پڑھا کرو اور اس کا جلد معاوضہ لینے کی فکر نہ کرو۔ اللہ کی طرف سے اس کا عظیم ثواب اور معاوضہ ملنے والا ہے'' (بحوالہ: بیہقی)۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قرآن پاک کا ایک لفظ پڑھا' اس نے ایک نیکی کمائی اور یہ ایک نیکی اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق دس نیکیوں کے برابر ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے۔ لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ (بحوالہ جامع ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بنی آدم کے قلوب پر اسی طرح زنگ چڑھ جاتا ہے جس طرح پانی لگ جانے سے لوہے پر زنگ آجاتا ہے۔ عرض کیا گیا کہ حضورؐ! دلوں کے اس زنگ کے دور کرنے کا ذریعہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ موت کو زیادہ یاد رکھنا اور قرآن مجید کی تلاوت''۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے قرآن حکیم میں مہارت حاصل کرلی ہو وہ معزز اور وفادار و فرمانبردار فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو بندہ قرآن حکیم اس طرح پڑھتا ہو کہ اس میں اٹکتا ہو تو اس کو دو اجر ملیں گے۔

(بحوالہ: مسلم' بخاری)

حضرت معاذ جہنیؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے قرآن پڑھا اور اس میں جو کچھ ہے اس پر عمل کیا تو قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ حسین ہوگی جبکہ وہ روشنی دنیا کے گھروں میں ہو اور سورج آسمان سے ہمارے پاس ہی اتر آئے۔ پھر تمہارا کیا گمان ہے خود اس

آدمی کے بارے میں جس نے خود یہ عمل کیا ہو"! (مسند احمد، ابوداؤد)

حضرت ابو اُمامہ باہلیؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن پڑھا کرو وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کا شفیع بن کر آئے گا (خاص کر) دو نورانی سورتیں البقرہ اور آل عمران پڑھا کرو۔ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کو اپنے سایہ میں لیے اس طرح لائیں گی جیسے کہ وہ ابر کے ٹکڑے ہیں یا سائبان ہیں یا صف باندھے پرندوں کے پر ہیں۔ یہ دونوں سورتیں قیامت میں اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے مدافعت کریں گی۔ پڑھا کرو سورۃ بقرہ کیونکہ اس کو حاصل کرنا بڑی برکت والی بات ہے اور اس کو چھوڑنا بڑی حسرت اور ندامت کی بات ہے۔۔۔۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم قرآن حکیم کے فیوض و برکات سے فائدہ اُٹھائیں۔

آمین!

۷۵۸۶۹

باب نمبر:3

سورۃ فاتحہ کی فضیلت

(احادیث مبارکہ کی روشنی میں)

ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی فیوض القرآن میں رقمطراز ہیں:

''اس سورت سے قرآن حکیم شروع ہوتا ہے۔ یہی سورت قرآن حکیم کا خلاصہ ہے۔ یہی قرآن حکیم کے سربستہ راز کی کنجی ہے۔ ہر چند یہ ایک مختصر سورت ہے لیکن حقائق و معارف سے لبریز ہے۔اس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو عبادت کرنا سکھاتا ہے اور بتاتا ہے کہ کیا مانگو اور کیسے مانگو؟''۔ (فیوض القرآن، صفحہ نمبر۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے فاتحہ الکتاب (قرآن کی پہلی سورت) عرش بریں کے نیچے (خزانہ خاص) سے عطا کی گئی ہے!''

ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ اسی اثنا میں (ایک مرتبہ) جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اُنہوں نے اچانک اُوپر سے (آسمان سے) ایک ٹوٹنے کی سی آواز سنی تو فرمایا: ''یہ ایک ایسا فرشتہ (آسمان سے) اترا ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں اترا تھا۔'' تو اس فرشتے نے سلام کیا اور عرض کیا (یا رسول اللہ) مبارک ہو آپ کو ''دو نور'' دیئے گئے ہیں جو آج سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے تھے (ایک) فاتحہ الکتاب'' (دوسرے) سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتیں ان کا جو حرف بھی آپ پڑھیں گے اس کا اجر آپ کو دیا جائے گا۔

اس سورۃ فاتحہ کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ۝

''تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے۔ رحمان اور رحیم ہے۔ روز جزا کا مالک۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہدایت دے ہمیں راہ راست کی۔ راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے فضل فرمایا۔ نہ ان کی جن پر (تیرا) غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کی!''۔

سید قطب شہید فی ظلال القرآن میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت عبادہؓ بن صامت سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی''۔

''یہ سورۃ اسلامی عقیدہ فکر اور اسلامی احساسات و رجحانات کے کلی اصولوں پر مشتمل ہے''(فی ظلال القرآن)۔

سورت کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ہوتا ہے۔ سورۃ حجر کی آیت نمبر ۸۷ میں سورۃ فاتحہ کو سات آیات والی سورۃ کہا گیا یعنی سبع مثانی۔ اللہ کے نام سے آغاز اسلامی تعلیم ہے۔

الرحمٰن ' الرحیم :

یہ دونوں صفات رحمت کے لیے استعمال ہوئی ہیں۔ یہ صرف اللہ کی ذات گرامی ہے جس میں یہ دونوں صفات یکجا ہیں۔

الحمدللہ :

اللہ کی حمد اسلامی فکر کے اصولوں میں سے ایک اہم اصول ہے۔ سورۃ قصص کی آیت نمبر ۷۰ میں ارشاد ہے:

وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الۡحَمۡدُ فِى الۡاُوۡلٰى وَالۡاٰخِرَةِ

وَلَهُ الۡحُكۡمُ وَاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ۝

''وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی لائق نہیں' دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے۔ اس کے لیے فرمانروائی ہے اور اسی کی طرف تم سب پھیرے جاؤ گے''۔

ربّ العالمین :

لغت کی رو سے رب کا اطلاق سردار اور اس شخص پر ہوتا ہے جو اصلاح' پرورش اور

Marfat.com

تربیت کرے۔ اصلاح اور پرورش کے لیے اللہ کا تصرف ''عالمین'' یعنی تمام مخلوقات پر ہے۔

رب العالمین پر یقین توحید کے عقیدہ کو پختہ کرتا ہے۔

رب العالمین کا تصور شرک کی بیخ کنی کرتا ہے۔ یہ دیو مالائی قصوں اور فلسفوں کی بھی بیخ کنی کرتا ہے۔ یہ خالص توحید کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔

الرحمن الرحیم یہ دونوں صفات اللہ کی ہیں۔ یہ سورۃ فاتحہ میں دہرائی گئی ہیں۔

یوم الدّین :

مالک یوم الدین سے مراد ہے روز جزا کا مالک۔ اس آیت میں آخرت کے عقیدے کا بیان ہے۔ روز جزا پر اعتقاد اسلامی عقیدے کے بنیادی اصولوں میں سے ایک بیش بہا اصول ہے۔

ایّاك نستعین :

ایاك نعبد و ایاك نستعین یعنی ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ عبادت اور استعانت اللہ ہی کے لیے ہے۔ کسی اور کی عبادت شرک اور کفر ہے۔

توحید کا یہ اصول دیو مالائی قصوں اور خرافات کی غلامی سے چھٹکارا نصیب کرتا ہے۔

هدایتِ الٰهی :

ہمیں راہ راست جو خدا تک پہنچاتی ہے کی معرفت عطا فرما اور معرفت کے بعد اس پر ثابت قدمی اور استقامت کی توفیق دے۔ معرفت اور استقامت دونوں اللہ کی رحمت کا ثمر ہیں۔

اس سورت میں اللہ کے فضل اور نعمت سے مراد دنیوی نعمتیں ہیں ہدایت کی نعمت خاص نعمت ہے وہ ان لوگوں پر نازل ہوئی جن پر خدا کا فضل تھا۔ سورۃ النساء کی آیت ۶۹ میں ارشاد ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ
اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ
وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾

''اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی فرمانبرداری کرے' وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا' جیسے نبی اور صدیق اور شہداء اور نیک لوگ' یہ بہترین رفیق ہیں''۔

Marfat.com

سید ابوالاعلیٰ مودودی تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں: ''الفاتحہ'' اس چیز کو کہتے ہیں جس سے کسی مضمون یا کتاب یا کسی شے کا افتتاح ہو۔ سورۃ الفاتحہ کلام الٰہی کا دیباچہ ہے۔ زمانہ نزول کے بارے مولانا مودودی لکھتے ہیں یہ مکی سورت ہے اور نبوت کے بالکل ابتدائی زمانہ کی سورت ہے۔ سورۃ الفاتحہ دراصل ایک دعا ہے جو اللہ نے ہمیں سکھائی۔

مولانا ابوالکلام آزاد (ترجمان القرآن) میں لکھتے ہیں کہ احادیث میں سورت الفاتحہ کے اور نام بھی آئے ہیں مثلاً:

(۱) اُمّ القرآن (کیونکہ اس میں مطالب قرآنی کی جامعیت اورمرکزیت ہے)۔

(۲) الکافیہ (ایسی چیز جو کفایت کرنے والی ہو)۔

(۳) الکنز (خزانہ)

(۴) اساس القرآن (قرآن کی بنیاد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ الفاتحہ کے بارے فرمایا:

''اس کے مثل کوئی سورت نہیں''۔

ایک جگہ آپ نے اسے سب سے بہتر سورت فرمایا۔ اس سورۃ میں دین حق کے تمام مقاصد کا خلاصہ موجود ہے۔ بقول مولانا ابوالکلام آزاد:

''اس سورۃ میں خدا کی عالمگیر ربوبیت' رحمت اور عدالت کا ذکر کیا گیا ہے''۔

مولانا عبدالحق حقانی (تفسیر حقانی) میں ارشاد فرماتے ہیں:

''اس سورت کو تمام کتب سماویہ کا خلاصہ کہیں تو بجا ہے''۔ اس کے برابر تورات' انجیل میں کوئی سورۃ نہیں'' (الحدیث)۔

علامہ حافظ ابن کثیر (تفسیر ابن کثیر) میں لکھتے ہیں اس سورۃ سے نماز کی قرآت شروع ہوتی ہے۔ اس کا ایک نام سبع مثانی ہے۔ اس سورۃ کے کلمات پچیس ہیں اور حروف ۱۱۳ ہیں۔ ابن کثیر نے اس سورۃ کو سورۃ الصلوٰۃ بھی کہا ہے۔ اس کا ایک اور نام سورت الشفاء بھی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ یہ سورۃ ہر زہر کے لیے شفا ہے۔ اس سورۃ کا نام سورۃ الرقیہ بھی ہے۔ حضورؐ اس سورت کو پڑھ کر مریضوں کو دم کرتے تو وہ شفایاب ہو جاتے۔

ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی (فیوض القرآن) میں لکھتے ہیں کہ یہ سورت قرآن حکیم کا خلاصہ ہے۔ یہی قرآن کے سربستہ راز کی کنجی ہے۔

محمد اسد اپنی تفسیر The Message of the Quran میں تحریر کرتے ہیں کہ یہ سورۃ احکام الٰہی کا خلاصہ ہے:

"This Surah is the essence of the Divine Writ."

ضیاء القرآن کے الفاظ میں:

"یہ وہ مختصر لیکن حقائق اور معانی سے لبریز، دل نشین و دل آویز جلیل القدر سورت ہے جس سے اس مقدس آسمانی کتاب کا آغاز ہوتا ہے جس نے تاریخ انسانی کا رخ موڑ دیا۔ جس نے فکر ونظر میں انقلاب پیدا کر دیا۔ جس نے قلب وروح کو نئی زندگی بخش دی"۔

(حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، جلد اول، صفحہ ۲۰)

Marfat.com

باب نمبر:4

سیرت النبیؐ کے امتیازات

نبی اکرمؐ کے جلوہ افروز ہونے سے پہلے دنیائے عالم کی کیا حالت تھی؟ چھٹی صدی عیسوی کی دنیا کی یہ حالت تھی کہ سیاہ ترین اور پست ترین دور تھا۔ لوگ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ رہبانیت عام تھی حتیٰ کہ لوگوں نے حضرت عیسیٰ کی بھی پرستش شروع کر دی تھی۔ روم کی سلطنت میں مذہبی خانہ جنگی عام تھی۔ یورپ کی شمالی اور مغربی قوموں میں جہالت اور ناخواندگی تھی۔ اندلس اس وقت تک منصۂ شہود پر نہیں آیا تھا۔

رابرٹ بریفو (Robert Briffault) اپنی کتاب 'The Making of Humanity' کے صفحہ ۱۶۴ میں لکھتا ہے کہ پانچویں صدی سے لے کر دسویں صدی عیسوی تک یورپ پر گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اٹلی اور فرانس میں ویرانی اور طوائف الملو کی کا دور دورہ تھا۔ رابرٹ بریفو رقمطراز ہے:

"And it was in fact a very human destroyer of idols in the broadest sense. It was under the influence of the Arabian and Moorish revival of culture and not in the fifteenth century that the Renaissance took place. It is higly probable that but for the Arabs modern European civilisation would have never arisen at all."(The Making of Humanity, p-185)

اور نبی اکرم ﷺ بت شکن تھے اور جتنی بھی دنیا میں تہذیب آئی اور جو بھی یورپ نے ترقی کی ہے وہ صرف اور صرف عربوں کی وجہ سے تھی کہ عربوں کی تہذیب کا براہ راست اثر تھا۔ جس سے یورپ ترقی کی راہ پر گامزن ہوا۔

نبی اکرم ﷺ کی آمد مبارک سے پہلے یہود ونصاریٰ موجود تھے یہودی یورپ' افریقہ اور ایشیاء میں آباد تھے۔ ان کے پاس ذہنی سرمایہ تو موجود تھا لیکن وہ دنیا پر اثر انداز نہیں ہو سکتے

Marfat.com

تھے۔ ایران میں یہ کیفیت تھی کہ اخلاقی بنیادیں متزلزل ہو چکی تھیں ۔ یزدگرد دوم نے پانچویں صدی عیسوی میں اپنی لڑکی کو زوجیت کے رشتے میں لے لیا اور اسے قتل کر ڈالا۔ بہرام نے چھٹی صدی عیسوی میں اپنی بہن سے نکاح کر رکھا تھا۔ اس ضمن میں آپ تفصیل کے لئے ایران بعہدِ ساسانیاں کا صفحہ ۴۳۰ ملاحظہ فرما سکتے ہیں ۔ چینی سیاح ہوئن سیانگ لکھتا ہے کہ جب میں اِن دنوں ایران سے گزرا تو وہاں ہر رشتہ جائز تھا۔ تیسری صدی میں مانی نے نکاح کو حرام قرار دے دیا۔ ہر کسی سے ہر رشتے سے نکاح ہو سکتا تھا۔ بہرام نے ۲۷۶ء میں مانی کو قتل کرا دیا۔ مزدک نے ۴۸۷ء میں یہ نظریہ پیش کیا کہ سب انسان برابر ہیں ۔ لہٰذا اگر کسی کی جائیداد ہے تو وہ جائیداد چھین لی جائے ۔ تمام عورتیں مال ہیں ۔ باپ بیٹے کو اور بیٹا باپ کو نہ پہچان سکتا تھا۔ طبری جز ۲ صفحہ ۸۸ میں آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں ۔

جہاں تک بدھ مت کا تعلق ہے ۔ بدھ مت ہندومت میں گم ہو چکا تھا۔ مغل، ترک، اور جاپانی کوئی نظام زندگی نہیں رکھتے تھے ۔ ہندوستان کی یہ حالت تھی کہ چھٹی صدی عیسوی میں دیوتاؤں کی تعداد تینتیس کروڑ تک جا پہنچی تھی ۔ حالانکہ ان کی وید میں دیوتاؤں کی تعداد تینتیس تھی ۔ انسانیت حد تک زوال پذیر ہو چکی تھی کہ اگر شودر دوسروں پر ہاتھ یا لکڑی اٹھائے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ یہ منوشاستر باب ہشتم صفحہ ۲۸۰ کا قانون تھا۔ آر سی دت (R.C. Dutt) اپنی کتاب کے صفحات ۳۴۲ اور ۳۴۳ میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شودر کسی برہمن کو ہاتھ لگائے یا گالی دے تو اس کی زبان تالو سے کھینچ لی جائے اور اگر اس کا دعویٰ کرے کہ اس کو وہ تعلیم دے سکتا ہے تو کھولتا ہوا تیل اسے پلایا جائے۔

عورت کی دوسری شادی قطعی طور پر ممنوع تھی ۔ نبی اکرم ﷺ کے ظہور پذیر ہونے سے پہلے عربوں کی یہ حالت تھی کہ تین سو ساٹھ بت انہوں نے کعبہ میں سجا رکھے تھے ۔ ان کی پرستش ہوتی تھی ۔ سودی کاروبار عام تھا۔ شراب خانے اور پیشہ ور عورتوں کے اڈے عام تھے ۔ عورت وراثت میں ملتی تھی ۔ یعنی اگر باپ مر جاتا تو اس کی عورت اس کے بیٹوں کو وراثت میں ملتی تھی اور ان سے بیٹے نکاح کر سکتے تھے ۔ بچیوں کو زندہ در گور کر دیا جاتا تھا۔ صعصعہ بن ناجیہ لکھتے ہیں کہ میں نے تین سو جوان لڑکیوں کو زندہ در گور ہونے سے فدیہ دے کر چھڑوا لیا جن کے بارے میں یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ انہیں

Marfat.com

زندہ درگور کرنا ہے۔ بکرؓ و تغلبؓ کی یہ کیفیت تھی کہ چالیس سال سے لگاتار جنگ جاری تھی۔ اندلس میں اور انگلینڈ میں جو کہ چھوٹے چھوٹے ممالک تھے وہاں بھی علم اور فن کی روشنی قطعی طور پر گل ہو چکی تھی۔ روم اور ایران میں عیش پرستی عروج پر تھی۔ پارسی مورخ شاہین مکاریوس نے کہا تھا کہ جب مدائن کی فتح ہوئی اور شہنشاہ ایران یزدگرد بھاگا تو اس کے ساتھ یہ سامان تھا:

ایک ہزار باورچی۔

ایک ہزار گویے۔

ایک ہزار چیتوں کے محافظ۔

اور ایک ہزار باز بردار۔

(ایران بعہد ساسانیاں' صفحہ نمبر ۸۱)

خسرو پرویز ایران کا بادشاہ تھا۔ اس کے پاس بارہ ہزار عورتیں تھیں اور پچاس ہزار اصل گھوڑے تھے۔

روم اور ایران میں یہ کیفیت تھی کہ شہزادے اور شاہی خاندان کے افراد گلاب اور دودھ کے تالابوں میں غسل کیا کرتے تھے۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ابوالحسن علی ندوی کا مضمون ''بعثت محمدیؐ سے پہلے'' (نقوش رسول' جلد سوم' ادارہ فروغ اُردو' لاہور' جنوری ۱۹۸۳ء' صفحات ۹۳ - ۱۲۷)۔

دنیا کی یہ کیفیت تھی کہ ایک کھیل کھیلا جاتا تھا جس میں درندوں سے انسانوں کی لڑائی کرائی جاتی تھی۔ ہزیمت خوردہ اور مجروح شمشیر زن شخص پر جب کوئی چیتا یا شیر حملہ آور ہوتا تو لوگ اس کا تماشا دیکھتے تو زخمی انسان کی جس طرح روح نکلتی تھی اور جس طرح وہ انسان تڑپتا تھا تو لوگ اس کھیل کو دیکھتے اور تالیاں بجاتے۔ جب وہ کھلاڑی موت کے کرب میں آخری ہچکیاں لیتا تو روم کے لوگ یہ نظارہ دیکھتے۔

لیکی (Lacky) اپنی کتاب 'History of European Morals' کے صفحہ ۲۳۰ پر لکھتا ہے کہ ایسے مواقع پر پولیس بھی کنٹرول نہیں کر سکتی تھی۔ یعنی روم والوں کی یہ کیفیت تھی

Marfat.com

کہ ایک انسان کی روح نکل رہی ہے اور وہ لوگ تالیاں بجا رہے ہیں۔ فاضل مؤرخ دان لکھتا ہے کہ اس لڑائی میں تماش بینوں کی تعداد اسی ہزار تک ہوا کرتی تھی اور یہ صدائے تحسین بلند کیا کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ سے کچھ عرصہ پہلے اخلاقیات کی یہ حالت بھی کہ ایک فلورا نامی کھیل کھیلا جاتا تھا جس میں خواتین کی عریاں دوڑ ہوا کرتی تھی۔

باب نمبر:5

درود شریف کی فضیلت

درود پاک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کا دوسرا نام ہے جو روحِ رواں گلستان، بھٹکے ہوؤں کے رہنما، دونوں جہانوں کا آسرا، افضل المخلوقات اور سید الکائنات ہیں۔
درود پاک تاجدارِ انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں نذرانۂ عقیدت، عظمتِ شان، ایمانِ کامل کا اعلان، اوصاف جمیلہ کی تعریف وتوصیف، لامتناہی محبت وعقیدت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعزاز واکرام کا دوسرا نام ہے۔
سورت الاحزاب کی آیت نمبر ۵۶ میں ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝۵۶

''اللہ اور اس کے ملائکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم بھی اُن پر درود وسلام بھیجو''۔

درود پاک کی اقسام:

درود پاک کی کئی قسمیں ہیں مثلاً درودِ ابراہیمی، درود خضری، درودِ تنجینا، درودِ مقدس، درودِ اکبر، درودِ شاذلی، درودِ کوثر، درود محموذ، درودِ نصرت، درودِ مقرب، درودِ مکرم، درودِ شفاعت وغیرہ۔
درود پاک کی فضیلت پر بے شمار کتابیں اور مضامین تحریر کئے گئے ہیں مثلاً ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی کا مضمون صلوۃ وسلام، الامام اسماعیل بن اسحاق المالکی کی فضل الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، محمد منصور الزمان صدیقی کی تصنیف درود شریف کی فضیلت، حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی کی زاد السعید، مولانا محمد یوسف فقیر دہلوی کی فضائل درود شریف اور علامہ

عالم فقری کی کتاب فضائل و برکات درود شریف۔ درود پاک کی کتب میں علامہ بوصیریؒ کا قصیدہ بردہ شریف ایک منظوم درود پاک ہے۔

یہ درودوں کے چراغ اور سلاموں کے دیئے
اہلِ ایماں کو شبِ غم میں ضیاء دیتے ہیں

(خواجہ عابد نظامی)

قدرت اللہ شہاب نے اپنی شہرہ آفاق کتاب شہاب نامہ کے صفحات ۱۱۵۴-۱۱۵۲ پر درود پاک کے مختلف فضائل اِن الفاظ میں بیان فرمائے ہیں:

''ساری کائنات میں صرف ایک ایسا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ' فرشتوں اور انسان کے درمیان یکساں طور پر مشترک ہے''۔

''درود شریف پڑھنے والے کو اپنی استعداد اور خلوص کے مطابق صاحبِ درود کی توجہ کا شرف ضرور حاصل ہوتا ہے۔ اگرچہ ہزاروں افراد ہزاروں مختلف مقامات پر ایک ہی وقت درود شریف پڑھ رہے ہوں' ان سب پر فرداً فرداً صاحب درود کی توجہ کا منعکس ہونا نہ کوئی عجیب بات ہے اور نہ کوئی مشکل امر ہے۔ چراغ اگر چھوٹا ہو تو اس کی روشنی پھیلانے کے لئے اسے ایک کمرے سے اٹھا کر دوسرے کمرے میں پہنچانے کی ضرورت ہوتی ہے' لیکن سورج کی شعائیں ہر جگہ بیک وقت یکساں طور پر بآسانی پہنچتی رہتی ہیں۔ شرط صرف اتنی ہے کہ رخ سورج کی جانب ہو۔

دنیاوی اصطلاح میں درود شریف کی مثال شاہی ڈسپیچ بکس (DESPATCH BOX) کی سی ہے جو دعا اس ڈسپیچ بکس میں بند ہو کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچے' اس کی جانب خصوصی اور فوری توجہ منعطف ہونا زیادہ قرین قیاس ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ صَلَّی عَلَيَّ صَلاۃً صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ بِھَا عَشْراً.

(رواہ مسلم).

''جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا۔ اللہ اُس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجے گا''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۲۳۴)

ایک اور مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

أَتَانِي آتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ: مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ مِنْ أُمَّتِكَ صَلاةً كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ، وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ، وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَهَا. (رواه أحمد عن أبي طلحة)

''(فرمایا) میرے رب تعالیٰ کی طرف آنے والے نے آ کر کہا: جس شخص نے آپ کی امت میں سے آپ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے بدلے دس نیکیاں لکھ دے گا اور اس کے دس گناہ معاف کر دے گا اور اس کے دس درجے بلند کر دے گا اور اتنی ہی رحمتیں اس پر بھیجے گا''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۱۴۰)

درود پاک کی فضیلت کے بارے میں ایک اور حدیث شریف ملاحظہ ہو:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحَطَّ عَنْهُ عَشْرَ خَطِيئَاتٍ، وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ. (رواه البخاري).

''جس نے ایک مرتبہ مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالےٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجے گا۔ اس کے دس گناہ مٹائے گا اور دس درجات بڑھائے گا''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۱۲۱۱)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کے درجات بلند کر دیتا ہے (نسائی شریف)۔

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز وہ شخص میرے سب سے زیادہ قریب ہوگا جس نے مجھ پر اکثر درود پاک پڑھا ہوگا (ترمذی شریف)۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا (مسلم شریف)۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک بار درود پاک پڑھے اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ستر رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دن بھر میں مجھ پر ہزار بار درود پاک پڑھا وہ مرے گا نہیں جب تک کہ وہ جنت میں اپنی آرام گاہ نہ دیکھ لے گا۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرامؓ کے پاس اس انداز میں تشریف لائے کہ آپؐ کا چہرہ مبارک بہت ہشاش بشاش تھا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ میں نے آپؐ سے سبب دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ میں کیوں نہ خوش ہوں کہ ابھی ابھی میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اے محبوبؐ! کیا آپؐ اس بات پر راضی ہیں کہ آپؐ کا کوئی امتی آپؐ پر ایک بار درود پاک پڑھے تو میں اور میرے فرشتے اس پر دس رحمتیں بھیجیں اور میں اس کے دس گناہ مٹادوں اور اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دوں (ترمذی شریف)۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھے اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک قیراط اجر لکھتا ہے اور قیراط اُحد پہاڑ جتنا ہے (القول البدیع)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ، «اللَّهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ والصَّلاَةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مَحمَّداً الْوَسِيلَةَ والفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مقاماً مَحْمُوداً الذي وعَدْتَهُ» حلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيامَةِ. (رواه البخاري).

''اذان سنتے وقت جب کوئی یہ دعا پڑھے تو قیامت کے دن میری شفاعت اس کے لئے واجب ہوگی'' (السید احمد الہاشمی مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ حدیث نمبر: ۴۶)۔

حضرت ردیفع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھ کر یہ کہا خداوندا: ''انہیں قیامت میں اپنا قرب خاص عطا فرما''۔ اس درود پڑھنے والے کے لئے میری شفاعت

واجب ہوگی (مسند امام احمد)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إلاَّ رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلامَ. (رواه أبو داود).

''جو شخص بھی مجھے سلام کہتا ہے مگر اللہ میری روح کو میرے پاس لوٹاتا ہے تو میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں''۔

(السید احمد الہاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر: ۲۳۵)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَا مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي عَلَيَّ إلا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلائِكَةُ مَا دَامَ يُصَلِّي عَلَيَّ فَلْيُقْلِلِ الْعَبْدُ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ لِيُكْثِرْ. (رواه أحمد عن عامر بن ربيعة).

حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر کر رکھا ہے جس کو ساری مخلوق کی باتیں سننے کی قدرت عطا فرما رکھی ہے۔ جو شخص مجھ پر درود پاک بھیجتا رہے گا وہ فرشتہ مجھ کو اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر درود پہنچاتا رہے گا کہ فلاں کا بیٹا ہے اور اس نے آپ پر درود بھیجا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دو مسلمان مصافحہ کرتے وقت درود پڑھتے ہیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ربّ غفور و رحیم ان کے سب کے سب گناہ معاف کر دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں سے فرشتے روانہ کرتا ہے۔ اِن کے پاس سونے کے قلم اور چاندی کے کاغذ ہوتے ہیں۔ وہ جمعرات کے دن اور جمعہ کی شب میں جو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتا ہے اس کا نام لکھ لیتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

أَكْثِرُوا مِنَ الصَّلاةِ عَلَيَّ في يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ، فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ كُنْتُ لَهُ شَهِيداً وَشَافِعاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه البيهقي عن أنس).

(السید احمد الهاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۲۱۹)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک آئے اور کوئی شخص درود پاک نہ پڑھے تو وہ شخص بد بخت ہے یعنی اُس کا ناک خاک آلود ہو:

رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ.

(رواه الترمذي).

(السید احمد الهاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۲۳۸)۔

اسی طرح کلمہ شریف کی فضیلت ایک حدیث پاک سے ملاحظہ ہو:

مَنْ قالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ «أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلاَّ الله وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِالله رَبًّا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسولاً، وبالإِسلامِ دِيناً» غُفِرَ ذَنْبُهُ. (رواه مسلم).

اس حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ کلمہ طیبہ پڑھنے سے انسان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔(السید احمد الهاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۴۷)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلاةً.

(رواه الترمذي).

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

الْبَخِيلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ.

(رواه الترمذي).

(السید احمد الهاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۲۳۷)

Marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

أَكْثِرُوا مِنَ الصَّلاةِ عَلَيَّ ، فَإِنَّ صَلاتَكُمْ عَلَيَّ مَغْفِرَةٌ لِذُنُوبِكُمْ ، وَاطْلُبُوا لِيَ الدَّرَجَةَ وَالْوَسِيلَةَ ، فَإِنَّ وَسِيلَتِي عِنْدَ رَبِّي شَفَاعَةٌ لَكُمْ.

(رواه ابن عساكر عن الحسن بن علي).

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوتی ہے۔

(السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۲۲۰)۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک مرتبہ سحری کے وقت کچھ سی رہی تھیں تو سوئی گر گئی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سوئی تلاش کرنے لگیں۔ اچانک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپؐ کی آمد سے سارے گھر میں روشنی ہوگئی اور سوئی مل گئی۔ اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؐ کا چہرہ مبارک کتنا روشن ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وَیل یعنی ہلاکت ہے اس بندے کے لئے جو مجھے قیامت کے دن نہیں دیکھ سکے گا۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون ہوگا جو حضورؐ کو نہ دیکھ سکے گا؟ آپؐ نے فرمایا: وہ بخیل ہے۔ عرض کیا: بخیل کون ہے؟ فرمایا: جس نے میرا نام مبارک سنا اور مجھ پر درود پاک نہ پڑھا (القول البدیع)۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی نقل ہے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اُوپر روشن رات اور روشن دن میں کثرت سے درود بھیجا کرو اس لیے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے اور میں تمہارے لئے دُعا اور استغفار کرتا ہوں۔

درود شریف کے آداب:

درود شریف کے آداب حسب ذیل ہیں:۔

(۱) درود شریف ایک ایسا وظیفہ ہے جو ہر وقت پڑھا جا سکتا ہے یعنی درود پاک پڑھنے کی نہ کوئی تعداد مقرر ہے اور نہ وقت۔

(۲) درود پاک پورے ذوق وشوق اور لگن سے پڑھنا چاہیے۔

Marfat.com

(۳) درود پاک پڑھنے والے کا جسم اور لباس صاف ہونا چاہئے۔

(۴) درود شریف باوضو پڑھا جائے۔ نیز جگہ بھی پاک صاف ہو۔

درود شریف کے فضائل (ایک اجمالی خاکہ):

مختلف کتب میں درود شریف پڑھنے سے حسب ذیل فیوض و برکات ہوتی ہیں۔ اس کے فائدے بے شمار ہیں:

(۱) درود شریف پڑھنے سے تکالیف دور ہوتی ہیں۔

(۲) بیماریوں سے شفا ملتی ہے۔

(۳) خطرہ اور خوف ٹل جاتا ہے۔

(۴) تہمتوں سے نجات ملتی ہے۔

(۵) دشمن پر فتح نصیب ہوتی ہے۔

(۶) رضائے الٰہی اور عفت کا حصول۔

(۷) مال میں برکت اور پاکیزگی ہوتی ہے۔

(۸) طہارتِ ذات نصیب ہوتی ہے۔

(۹) صفائی قلب اور فارغ البالی نصیب ہوتی ہے۔

(۱۰) تمام امور میں برکات ہوتی ہیں۔

(۱۱) اموال واسباب اور اولاد در اولاد (چار پشتوں تک) برکات کا نزول ہوتا ہے۔

(۱۲) قیامت کی ہولناکیوں سے نجات ملتی ہے۔

(۱۳) دنیا کی ہلاکتوں سے چھٹکارا ملتا ہے۔

(۱۴) زمانے کی تنگیوں سے خلاصی ہوتی ہے۔

(۱۵) بھولی ہوئی اشیاء یاد آ جاتی ہیں۔

(۱۶) غربت ختم ہو جاتی ہے۔

(۱۷) مومن پل صراط سے پلک جھپکتے ہی گزر جائے گا۔

(۱۸) مسلمانوں کے دلوں میں درود شریف پڑھنے والے کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

(۱۹) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے۔

(۲۰) روز قیامت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصافحہ کا شرف حاصل ہوگا۔

Marfat.com

(۲۱) خواب میں تاجدار انبیاءؑ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔

(۲۲) ملائکہ درود شریف پڑھنے والے سے محبت کرتے ہیں اور مرحبا کہتے ہیں۔

(۲۳) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جوابِ سلام کے حصول کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

الغرض درود پاک کی لذیذ ترین خاصیت یہ ہے کہ عُشاق کو دولتِ زیارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملتی ہے۔ درود پاک بے شمار فیوض و برکات کا موجب ہے۔ یہ ایسی اہم ترین عبادت ہے جو ہمیشہ قبول ہوتی ہے۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

باب نمبر:6

شمائلِ مبارکہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ذات اقدس ہیں جنہوںؐ نے بندوں کو خدا سے ملایا' جنہوںؐ نے غریبی وامیری' جوانی وپیری' جنگ وامن' گدائی وبادشاہی' رنج وراحت میں انسانیت کی راہنمائی کی' جنہوںؐ نے خشک میدانوں میں علم ومعرفت کے دریا بہا دیئے۔ جنہوںؐ نے سنگلاخ زمینوں سے کتاب وحکمت کے چشمے جاری کردیئے' جنہوںؐ نے فلک کی بلندی' زمین کی پستی اوررات کی تاریکی اوردن کی روشنی میں عرفان ربانی کی سیر کرائی۔

آپؐ رحمۃ للعالمین بن کر اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔ آپؐ نے ملکوں کی دُوری' اقوام عالم کی بیگانگی' رنگوں کا اختلاف اورزبانوں کا اختلاف ختم کرکے ایک ہی زبان میں کلمہ توحید سکھایا۔ آپؐ وہ ذات اقدس ہیں جنہوں نے غریبوں کا محبّ' غلاموں کا محسن' بے آسروں کا آسرا' دردمندوں کا حامی' صدق کا منبع' خاکساری کا نمونہ' مساوات کا حامی' مسکینوں کا ساتھی' یتیموں کا سہارا' بے خانماؤں کا ماویٰ' چارہ گروں کا دردمند' اخوت کا بانی اور اخلاص کا مشتری بن کر انسانیت کی خدمت کی اورانہیں کفروالحاد کے گھٹاٹوپ اندھیروں سے نکالا۔

آپؐ کے دربار رسالت سے جناب عداس نینوائیؓ' جناب بلال حبشیؓ' جناب سلمان فارسیؓ' جناب صہیب رومیؓ' ذوالکلاع حمیریؓ' عدی طائیؓ' ابوذرغفاریؓ اور ابوعمر اشعریؓ جیسی شخصیات نے دامنِ دل کی وسعت کے موافق پھولوں سے جھولیاں بھریں۔

اسی دربار میں خالد بن ولید بھی حاضر ہے جو بت پرستی کی تائید کرتا تھا۔ پھر بت شکن بن گیا۔ اُحد میں فاتح تھا اب رحمۃ للعالمینؐ کی خاکساری نے اس فاتح کے دل کو بھی فتح کرلیا۔ اب وہ التماس کررہا ہے کہ مجھے لات وعزیٰ کے توڑنے کی خدمت سونپی جائے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کا مطالعہ نہ صرف مسلمانوں

Marfat.com

کے لئے ضروری ہے بلکہ غیر مسلموں کے لئے بھی ضروری ہے جو آج سکون کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔ رسول اللہؐ سے محبت اللہ سے محبت ہے اور رسول اللہؐ سے غفلت اللہ سے غفلت ہے۔ آپؐ کی مبارک زندگی کے احوال کا بار بار مطالعہ اور غور و فکر وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ کروڑوں انسان اس زمین پر آئے' محدود مدت تک زندہ رہے اور انجام کار پیوند خاک ہو گئے۔ پیدائش و موت پر تو یقیناً کسی کو بھی اختیار حاصل نہیں ہے لیکن پیدائش سے موت تک ہر انسان اپنے ارادے پر خود مختار ہے اور اپنے افکار کو اعمال کے ذریعے درست کر سکتا ہے اور عملی زندگی کامیاب بنا سکتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زندگی کا مطالعہ اور انؐ کے نقش قدم پر چلنے اور مکمل اتباع سے ہی ہم اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ انؐ کے اسوہ حسنہ کو اپنی زندگی کے لئے نمونہ عمل قرار دے کر ہی ہم اس رنگ میں اپنے آپ کو رنگ سکتے ہیں اور یہی اصل کامیابی ہے۔

حلیہ مبارک:

علامہ شبلی نعمانی اور سلیمان منصور پوری نے حضور اکرمؐ کے حلیہ اقدس کی عکاسی ان الفاظ میں کی ہے:

''آپؐ میانہ قد اور موزوں اندام تھے۔ رنگ سفید سرخ تھا' پیشانی چوڑی اور ابرو پیوستہ تھے۔ چہرہ ہلکا یعنی بہت پُر گوشت نہ تھا۔ دہانہ کشادہ تھا۔ دندان مبارک بہت پیوستہ نہ تھے۔ گردن اونچی سر بڑا اور سینہ کشادہ اور فراخ' سر کے بال نہ بہت پیچیدہ تھے' نہ بالکل سیدھے تھے۔ ریش مبارک گھنی تھی' چہرہ کھڑا کھڑا تھا' آنکھیں سیاہ و سرگیں اور پلکیں بڑی بڑی تھیں' شانے پر گوشت اور مونڈھوں کی ہڈیاں بڑی تھیں' شانوں اور کلائیوں پر بال تھے' ہتھیلیاں پُر گوشت اور چوڑی کلائیاں لمبی اور پاؤں کی ایڑیاں نازک اور ہلکی تھیں۔ پاؤں کے تلوے بیچ سے ذرا خالی تھے' نیچے سے پانی نکل جاتا تھا۔

آپؐ کے پسینہ میں ایک طرح کی خوشبو تھی' چہرہ مبارک پر پسینہ کے قطرے موتی کی طرح ڈھلکتے تھے۔ جسم مبارک کی جلد نہایت نرم تھی' حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آپ کا رنگ نہایت کھلتا تھا۔ آپؐ کا پسینہ موتی معلوم ہوتا تھا میں نے دیبا اور حریر بھی آپؐ کی جلد سے زیادہ نرم نہیں دیکھے اور مشک و عنبر میں بھی آپؐ کے بدن سے زیادہ خوشبو نہ تھی''۔

(بحوالہ: سیرت النبی' جلد دوم' صفحہ ۱۲۱)

Marfat.com

رُخ مبارک:

حضرت حسن بن علیؓ سے روایت ہے کہ آپؐ گول چہرہ کے نہ تھے۔ البتہ تھوڑی سی گولائی آپؐ کے چہرے میں تھی۔ رنگ سرخی مائل تھا۔ رخسار ہموار اور ہلکے تھے۔ دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خوبصورت نہیں دیکھا۔ گویا سورج آپؐ کے چہرے پر پھرتا تھا۔

حضرت حسن بن علیؓ سے روایت ہے کہ آپؐ کا چہرہ ماہ بدر کی طرح چمکتا تھا۔ کسی نے حضرت براء بن عازبؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ تلوار کی طرح تھا؟ تو انہوں نے کہا نہیں بلکہ بدر کی طرح (روشن گولائی لئے ہوئے) تھا۔

سینہ مبارک اور ہاتھ پاؤں:

حضرت برآء بن عازبؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیانہ قد تھے۔ حضرت حسن ابن علیؓ سے روایت ہے کہ آپ کا پیٹ اور سینہ ہموار تھے۔

حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ آپؐ کی ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں پر گوشت تھے۔ اعضاء کے جوڑوں کی ہڈیاں بڑی تھیں۔

حضرت حسن بن علیؓ سے روایت ہے کہ آپؐ کی کلائیاں دراز تھیں اور ہتھیلیاں فراخ۔ ہاتھ کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں۔ تلوے گہرے اور قدم ہموار تھے کہ ان پر پانی نہیں ٹھہرتا تھا۔

چال اور رفتار:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ تیز رفتار کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ زمین گویا لپٹی جاتی تھی۔ ہم لوگ آپؐ کے ساتھ چلنے میں مشقت سے ساتھ ہوتے تھے اور آپؐ گویا معمولی رفتار سے چلتے تھے۔

حضرت علی بن ابی طالبؓ کا بیان ہے کہ آپؐ جب چلتے تو کچھ جھک کر چلتے گویا کہ بلندی سے اتر رہے ہوں۔

انگوٹھی:

حضرت انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبشی تھا۔ آپؐ کی انگوٹھی پر "محمد رسول اللہ" کا نقش اس طرح تھا کہ "محمد" ایک سطر میں "رسول" دوسری سطر میں اور تیسری سطر میں (لفظ) "اللہ" تھا۔

حضرت ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ اس سے (خطوط وغیرہ پر) مہر لگاتے تھے اور پہنتے نہیں تھے۔

حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ آپؐ انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔

نعلین مبارک:

حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین (جوتے) کے تسمے (پٹیاں) دوہرے تھے۔

حضرت عمرو بن حریثؓ سے روایت ہے کہ آپؐ کو ایسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جن میں دوہرا چمڑا سلا ہوا تھا۔ (بحوالہ: شمائل ترمذی و جامع ترمذی)

عمامہ شریف، داڑھی اور دندان مبارک:

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے وقت جب شہر میں داخل ہوئے تو آپؐ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عمامہ باندھتے تو اس کا شملہ اپنے دونوں شانوں کے درمیان ڈال دیتے۔

حضرت حسن بن علیؓ کا بیان ہے کہ آپؐ کی داڑھی بھرپور اور گنجان بالوں کی تھی۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اور داڑھی میں چودہ سے زیادہ سفید بال نہیں گنے۔

حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اگلے دانت کچھ کشادہ تھے۔

حضرت حسن بن علیؓ سے روایت ہے کہ آپؐ کی ہنسی اکثر تبسم ہوتی تھی۔ اس وقت آپؐ کے دندان مبارک اولوں کی طرح چمکدار اور سفید ظاہر ہوتے تھے۔

Marfat.com

جبین مبارک اور آنکھیں:

حضرت حسن بن علیؓ کا بیان ہے کہ آپ کی پیشانی کشادہ تھی۔

حضرت علیؓ بن ابی طالب سے روایت ہے کہ آپؐ کی آنکھیں نہایت سیاہ تھیں اور پلکیں دراز تھیں۔ حضرت حسن بن علیؓ کا بیان ہے کہ ابرو خمدار، باریک اور گنجان تھے۔ حضرت جابر سمرہؓ کا بیان ہے کہ آنکھوں (کی سفیدی) میں سرخ ڈورے پڑے ہوتے تھے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپؐ سونے سے قبل ہر آنکھ میں تین سلائی اثمد کے سرمہ کی ڈالا کرتے تھے۔ حضرت جابر بن سمرہؓ کا بیان ہے کہ جب میں آپ کی زیارت کرتا تو (دل میں) کہتا کہ آپؐ سرمہ لگائے ہوئے ہیں حالانکہ اس وقت آپؐ سرمہ لگائے ہوئے نہیں ہوتے تھے۔

گردن مبارک:

حضرت جہذمہؓ زوجہ بشیر بن خصاصیہؓ کا بیان ہے کہ آپؐ کے سر مبارک پر حنا کا اثر تھا۔

حضرت حسن بن علیؓ سے روایت ہے کہ آپؐ کی گردن خوبصورت اور پتلی تھی اور رنگت چاندی جیسی صاف اور خوبصورت تھی۔

خضاب:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے سیاہ خضاب لگانے سے منع فرمایا:

مَنْ خَضَّبَ بالسَّوَادِ، سَوَّدَ اللهُ وَجْهَهُ يَوْمَ القِيَامَةِ

(رواه الطبراني).

"جس آدمی نے کالا خضاب لگایا تو اللہ تعالیٰ اُس کا چہرہ قیامت والے دن سیاہ کردیں گے"۔

(السید احمد الھاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر: ۱۱۸۸)۔

موئے مبارک:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال نہ بالکل پیچدار (گھنگریالے) تھے نہ بالکل کھلے ہوئے (سیدھے) تھے جو کانوں کی لو تک پہنچتے تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ کے بال نصف کانوں تک آتے تھے۔

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ آپؐ گنجان بالوں والے تھے جو کان کی لو تک آتے تھے (بعض اوقات) آپؐ کے بال کندھوں تک آتے تھے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفید بال تقریباً بیس تھے۔

حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ بالوں کی سفیدی صرف آپؐ کی دونوں کنپٹیوں میں تھوڑی سی تھی۔

گفتگو:

شبلی نعمانی اور سلیمان منصور پوری سیرت النبیؐ جلد دوم کے صفحات 123-122 پر رقمطراز ہیں:

''گفتگو نہایت شیریں اور دلآویز تھی' بہت ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے' ایک ایک فقرہ الگ ہوتا کہ سننے والوں کو یاد رہ جاتا۔ معمول تھا کہ ایک ایک بات کو تین تین دفعہ فرماتے۔ جس بات پر زور دینا ہوتا بار بار اس کا اعادہ فرماتے۔ حالت گفتگو میں اکثر نگاہ آسمان کی طرف ہوتی تھی' آواز بلند تھی۔ حضرت ام ہانیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ میں قرآن پڑھتے تھے اور ہم لوگ گھروں میں پلنگوں پر لیٹے لیٹے سنتے تھے''۔

حضرت خدیجہؓ کے پہلے شوہر سے ایک صاحبزادے تھے جن کا نام ہند تھا اور وہ نہایت خوش تقریر تھے۔ جس چیز کا بیان کرتے اس کی تصویر کھینچ دیتے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے ان سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیونکر تقریر فرماتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپؐ ہمیشہ متفکر رہتے تھے' اکثر چپ رہتے اور بے ضرورت کبھی گفتگو نہ فرماتے۔ ایک ایک فقرہ الگ اور صاف اور واضح ہوتا تھا۔ ہاتھ سے اشارہ کرتے تو پورا ہاتھ اٹھاتے' کسی بات پر تعجب کرتے تو ہتھیلی کا رخ پلٹ دیتے' تقریر میں کبھی ہاتھ پر ہاتھ مارتے۔ بات کرتے کرتے جب کبھی مسرت کی کیفیت طاری ہوتی تو آنکھیں نیچی ہو جاتیں' ہنستے بہت کم تھے' ہنسی آتی تو مسکرا دیتے اور یہی آپؐ کی ہنسی تھی۔

اسلحہ مبارک:

لڑائیوں میں زرہ استعمال فرماتے۔ اُحد کے معرکہ میں جسم مبارک پر دو زرہیں تھیں۔

Marfat.com

تلوار کا قبضہ کبھی چاندی کا بھی ہوتا تھا۔

گھوڑے کی سواری:

گھوڑے کی سواری پسند فرماتے۔گدھے، خچر اور اونٹ کی سواری بھی آپؐ نے فرمائی۔آپؐ کی سواریوں کے نام یہ تھے۔

خاص گھوڑے کی سواری کا نام	لحیف
گدھا	عفیر
خچر	دلدل
اونٹنی	قصواء۔عضباء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کا ایک گھوڑا تھا جس کا نام سنجہ تھا۔ایک دفعہ اس کو آپؐ نے بازی میں دوڑایا۔اس نے بازی جیتی تو آپ کو خاص مسرت ہوئی۔

اونٹوں کی دوڑ بھی ہوتی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص سواری کا نام عضباء ہمیشہ بازی لے جاتا۔ایک دفعہ ایک بدو اونٹ پر سوار آیا اور مسابقت میں عضباء سے آگے نکل گیا۔تمام مسلمانوں کو سخت صدمہ ہوا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا پر حق ہے کہ دنیا کی جو چیز گردن اٹھائے اس کو نیچا دکھائے (بحوالہ: سیرت النبیؐ: جلد دوم، شبلی نعمانی وسلیمان ندوی، صفحہ ۱۲۸)۔

جانور:

صحیح بخاری (کتاب الجہاد) میں عمروؓ بن حویرث (ام المومنین جویریہ کے بھائی تھے) سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ نہیں چھوڑا بجز اپنے سفید خچر اور ہتھیار اور ایک زمین کے جو وقف عام ہوگی۔

عضباء وقصوئ نہایت تیز اونٹنی تھی، قصوئ بھی اسی کا نام ہے۔طبری میں ہے۔کہ اسی کو آپؐ نے ہجرت کے وقت حضرت ابوبکرؓ سے خریدا تھا اور اسی پر سوار ہو کر آپؐ نے ہجرت فرمائی تھی اور مدینہ پہنچ کر حضرت ابوایوبؓ کے مکان کے پاس جا کر بیٹھ گئی تھی۔حجتہ الوداع کا خطبہ بھی آپؐ نے اسی کی پشت پر دیا تھا، یہ ہر معرکہ میں بازی لے جاتی تھی۔ایک دفعہ ایک بدو باہر سے آیا۔اس کی سواری میں ایک اونٹ تھا جو ابھی جوان بھی نہیں ہوا تھا۔عضباء کا اس سے مقابلہ ہوا اور وہ آگے نکل گیا۔صحابہ کو ملال ہوا۔آپؐ نے فرمایا کہ یہ خدا کا فرض ہے کہ دنیا کی کوئی چیز جب

سر اٹھائے تو اس کو پست کر دے (بحوالہ: بخاری باب الجہاد)۔

دلدل جس کا ذکر اکثر روایتوں میں ہے اسی خچر کا نام ہے جس کا ذکر عمروؓ بن حویرث کی روایت میں ہے۔ یہ خچر مقوقس مصری نے آپ کو تحفہ میں بھیجا تھا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ابن العلماء (رئیس ایلہ) نے بھی آپ کو ایک سفید خچر (غزوہ تبوک کے موقع پر) تحفۃً بھیجا تھا۔

غزوہ حنین میں جس سفید خچر پر آپؐ سوار تھے وہ فروہ بن نفاثہ جذامی نے ہدیۃً بھیجا تھا ارباب سیر نے اس خچر کو دلدل سمجھا ہے لیکن یہ غلط ہے' صحیح مسلم میں اس کی تصریح موجود ہے۔

(بحوالہ: سیرت النبی' جلد دوم' صفحہ ۱۱۶)۔

زمین:

حضرت عمروؓ بن حویرث نے جس زمین کا ذکر کیا ہے وہ مدینہ' خیبر اور فدک کے چند باغ تھے' مدینہ کی جائیداد ہے۔ بنو نضیر کی جائیداد مراد ہے یا مخیریق نامی ایک یہودی نے ۳ھ میں (غزوہ احد کے موقع پر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چند باغ وصیۃً ہبہ کیے تھے' وہ مراد ہیں' لیکن صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ باغ اسی وقت مستحقین تقسیم کر دیے تھے (بحوالہ: شبلی نعمانی سیرت النبی' جلد دوم' صفحہ ۱۱۴)۔

خُدّام:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ' حضورؐ کے راز دار صحابی تھے۔ جب آنحضرتؐ سفر پر جاتے تو وضو مسواک اور خوراک کا انتظام آپؓ کرتے۔ جب رستے میں حضورؐ ہوتے تو آپؓ عصا لے کر آگے آگے چلتے' مجلس سے اٹھتے تو آپؓ جوتیاں پہناتے۔

حضرت بلالؓ جو موذن بھی تھے' ان کے ذمے خانگی انتظام تھا۔ بازار سے سودا وغیرہ لاتے' قرض لینا پھر اس کی ادائیگی اور مہمانوں کے کھانے پینے کا انتظام ان کے ذمے تھا۔

حضرت انس بن مالکؓ' حضورؐ کے خادم خاص تھے۔ جب حضورؐ مدینہ تشریف لائے تو حضرت انسؓ کی والدہ نے انہیں حضورؐ کی خدمت گزاری کے لئے پیش کیا۔ آپ حضور اکرمؐ کی دس برس تک خدمت کرتے رہے۔ لوگوں کے پاس آنا جانا' چھوٹے چھوٹے کام کرنا' وضو کا پانی لانا آپؓ کے فرائض میں شامل تھا۔ چونکہ آپؓ کم سن تھے بعض دفعہ کام کرنا نہ آتا پھر بھی حضورؐ

Marfat.com

نے کبھی باز پرس نہ فرمائی۔

کاشانہ نبوت:

آپؐ کے حصہ کا ایک پدری مکان مکہ میں موجود تھا جس پر عقیل نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت علیؓ کے حقیقی بھائی تھے اور اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ قبضہ کر لیا تھا' چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر جب آپؐ مکہ تشریف لائے تو لوگوں نے پوچھا کہ یا رسولؐ اللہ! آپؐ کہاں قیام فرمائیں گے' کیا اپنے دولت خانہ پر ٹھہریں گے' آپؐ نے فرمایا' عقیل نے ہمارے لیے گھر کہاں چھوڑا۔؟

مدینہ شریف میں آپؐ ابو ایوب انصاری کے گھر چھ ماہ تک جلوہ افروز رہے۔ جب مسجد نبوی کی بنیاد ڈالی گئی تو اس کے اطراف میں چھوٹے چھوٹے حجرے تیار کیے گئے جن میں ازواج مطہراتؓ رہتی تھیں۔

ان کے حجروں کے بارے میں علامہ شبلی نعمانی اور سلیمان منصور پوری رقمطراز ہیں:

''جن میں نہ صحن تھا نہ دالان تھے' نہ ضرورت کے الگ الگ کمرے تھے' ہر حجرہ کی وسعت عموماً چھ سات ہاتھ سے زیادہ نہ تھی' دیواریں مٹی کی تھیں جو اس قدر کمزور تھیں کہ ان میں شگاف پڑ گیا تھا۔ ان سے اندر دھوپ آتی تھی' چھت کھجور کی شاخوں اور پتوں سے بنی ہوئی تھی۔ بلندی اتنی تھی کہ آدمی کھڑا ہو کر چھت کو ہاتھ سے چھو لیتا تھا' گھر کے دروازوں پر پردہ یا ایک پٹ کا کواڑ ہوتا تھا''۔

ان حجروں کے علاوہ ایک بالا خانہ بھی تھا جن کو احادیث میں ''مشربہ'' کہا گیا ہے۔ ۹ھ میں جب آپؐ نے ایلاء کیا تھا اور نیز گھوڑے پر سے گر کر چوٹ کھائی تھی' تو ایک مہینہ اسی پر اقامت فرمائی تھی۔ اس بالا خانہ پر سامان آرائش کیا تھا۔ ایک چٹائی کا بستر' چمڑے کا ایک تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور اِدھر اُدھر چند کھالیں لٹکی ہوئی تھیں۔

کاشانہ نبوت گو انوار الٰہی کا مظہر تھا' تاہم چراغ تک نہیں ہوتا تھا۔

حضرت عمرؓ کے عہد تک یہ تمام حجرے اپنے حال پر قائم رہے۔ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں بعض حجرے توڑ کر مسجد نبوی میں داخل کر لیے گئے۔ تاہم ولید بن عبدالملک کے زمانہ تک بہت سے حجرے باقی تھے۔ جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مدینہ کے والی تھے' تمام حجرے بجز حجرہ عائشہؓ کے کہ وہ مدفن نبوی ہے توڑ کر مسجد نبویؐ میں ملا دیے گئے۔ جس دن یہ حجرے ٹوٹے تمام

Marfat.com

طرف کہرام مچا ہوا تھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اور یادگار مٹ گئی۔

(بحوالہ: سیرت النبیؐ جلد دوم صفحات ۱۱۸-۱۱۷)

لباس مبارک:

عمامہ مبارک سیاہ رنگ کا ہوتا تھا۔ لباس میں یمن کی دھاری دار چادریں پسند تھیں۔ بعض دفعہ شامی عبا بھی استعمال فرمائی کمبل میں پیوند لگے ہوئے تھے۔ آپؐ کو سفید کپڑے مرغوب تھے۔ بچھونا چمڑے کا گدا تھا جس میں روئی کی بجائے کھجور کے پتے ہوتے تھے۔ چارپائی مبارک بان کی ہوتی تھی جس سے اکثر جسم اطہر پر نشانات پڑ جاتے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر صاف شفاف، حسین وخوبصورت تھے گویا کہ چاندی سے آپؐ کا بدن مبارک ڈھالا گیا ہے۔

حضرت جابر بن سمرہؓ کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ چاندنی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ رہا تھا۔ آپؐ نے دھاریدار جوڑا پہنا ہوا تھا۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا تھا اور کبھی آپؐ کو۔ بالآخر میں نے یہی فیصلہ کیا کہ آپؐ چاند سے کہیں زیادہ حسین ہیں۔

مرغوب اور نامرغوب رنگ:

زرد رنگ آپؐ کو بہت پسند تھا۔ سفید رنگ بھی بہت پسند تھا۔ کبھی کبھی تمام کپڑے حتیٰ کہ عمامہ بھی زرد رنگ میں رنگوا لیتے۔ سرخ رنگ ناپسند تھا۔ ایک دفعہ عبداللہ بن عمروؓ سرخ کپڑے پہن کر آئے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: یہ کیا لباس ہے؟ عبداللہ نے جا کر آگ میں ڈال دیا۔ آپؐ نے سنا تو فرمایا کہ جلانے کی ضرورت نہ تھی کسی عورت کو دے دیا ہوتا (ابوداؤد)۔

ابوداؤد (کتاب اللباس) میں درج ہے کہ:

ایک دن ایک شخص سرخ پوشاک پہن کر آیا تو آپؐ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ ایک دفعہ صحابہؓ نے سواری کے اونٹوں پر سرخ رنگ کی چادریں ڈال دی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا میں یہ دیکھنا نہیں چاہتا کہ یہ رنگ تم پر چھا جائے۔ فوراً صحابہؓ نہایت تیزی سے دوڑے اور چادریں اتار کر پھینک دیں۔

خوشبو کا استعمال:

آپؐ کو خوشبو بہت پسند تھی۔ کوئی خوشبو تحفۃً بھیجتا تو رد نہ فرماتے۔ ایک خاص عطر جسے

Marfat.com

سکہ کہا جاتا تھا' آپؐ استعمال فرماتے۔ آپؐ جس گلی سے گزرتے وہ معطر ہو جاتی۔ عورتوں کو خوشبو لگانے سے منع فرمایا۔ اکثر مشک اور عنبر کا استعمال فرماتے حنا کی خوشبو پسند تھی۔ کبھی کبھی کافور کی انگیٹھیاں مجالس میں جلائی جاتیں۔

مرغوب غذائیں:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا تناول کرنے سے پہلے وضو کرنے کو پیغمبروں کی سنت قرار دیا:

الْوُضُوءُ قَبْلَ الطَّعَامِ وَبَعْدَهُ يَنْفِي الْفَقْرَ وَهُوَ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ

(رواه الطبراني عن ابن عباس)

"کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھوں کو دھونا غربت کو دور کرتا ہے اور یہ ہاتھ دھونے انبیاء کرام کے طریقوں میں سے ہے" (السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۱۳۳۰)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں تک ممکن ہو گرم کھانا کھانے سے منع فرمایا:

نهى عَنْ أَكْلِ الطَّعَامِ الحارُ حتى يُمْكِنَ.

(رواه الطبراني).

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گرم کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے۔ جہاں تک یہ ممکن ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانے اور پینے میں پھونکنے سے منع فرمایا ہے"۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۱۳۰۵۔۱۳۰۶)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا:

نهى أنْ يشْرَبَ الرَّجُلُ قائماً.

(رواه الترمذي عن أنس).

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آدمی کو کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے"۔

آنحضرتؐ شہد کو بہت پسند فرماتے۔ ارشاد ہے:

"دو چیزوں سے صحت حاصل کرو شہد اور قرآن کریم سے"

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریمؐ نے فرمایا:

"جو شخص ہر مہینے تین دن شہد چاٹ لے تو اسے کوئی بڑی تکلیف نہیں ہوگی"۔

حضورؐ کو کھجور بہت پسند تھی۔

Marfat.com

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے فرمایا:

''جو شخص روزانہ صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھا لیا کرے اُسے اس دن زہر اور جادو سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا''۔

آپؐ مکھن و کھجور کو پسند فرماتے تھے۔

حضرت سعدؓ نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ میں بیمار ہو گیا تو نبی کریمؐ میری عیادت کو تشریف لائے۔ آپؐ نے میرے سینے پر اپنا نورانی ہاتھ رکھا' مجھے اس کی ٹھنڈک دل تک محسوس ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا:

''تمہیں دل کی تکلیف ہے' تم حارث بن کلیدہ ثقفی کے پاس جاؤ کیونکہ وہ طبیب ہے''۔

اسے چاہیے کہ مدینہ کی عجوہ کھجور کے سات دانے لے کر انہیں گٹھلیوں سمیت کوٹ لے اور تمہارے منہ میں ڈال دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گوشت کو بھی پسند فرماتے:

حضرت ابو درداءؓ نے بیان کیا کہ نبی کریمؐ نے فرمایا:

''دنیا والوں اور جنت والوں دونوں کے کھانوں کا سردار گوشت ہے''۔

حضرت بریدؓ نے بیان کیا کہ نبی کریمؐ نے فرمایا:

''دنیا اور آخرت میں بہترین سالن گوشت ہے''۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ حضورؐ کی خدمت میں گوشت لایا گیا اس میں سے دستی کا گوشت آپؐ کو دیا گیا کیونکہ آپؐ دستی کا گوشت پسند فرماتے تھے۔ لہٰذا آپؐ نے اُسے دانتوں سے کاٹ کر تناول فرمایا۔

حضرت صنباعہ بنت زبیرؓ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم نے اپنے گھر میں بکری ذبح کی تو حضورؐ نے پیغام بھیجا کہ اس میں سے ہمارا حصہ بھیج دیں۔ میں نے عرض کیا صرف گردن کا گوشت بچا ہے جو آپ کے لیے بھیجتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ حضور نے کہلا بھیجا۔ یہی بھیج دو کیوں کہ گردن کا گوشت بکری کا عمدہ حصہ ہے۔ گردن کا گوشت خیر سے قریب تر اور نقصان سے بعید تر ہے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا:

''کاندھے کا گوشت حضورؐ کو سب سے زیادہ پسند تھا''۔

حضرت انسؓ نے بیان فرمایا کہ ایک درزی نے حضورؐ کی دعوت کی۔ کھانے میں جَو کی روٹی اور شوربہ پیش کیا۔ شوربہ میں کدو اور گوشت تھا۔ میں نے دیکھا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیالے کے کناروں سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے نکال لیتے اور تناول فرماتے تھے۔ اس دن سے میں کدو کے بغیر کھانا نہیں کھاتا۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلوے اور شہد کو پسند فرماتے تھے۔

حضرت جابرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریمؐ نے ایک مرتبہ اپنے اہل خاندان سے دریافت فرمایا کہ کوئی سالن ہے تو عرض کیا گیا گھر میں سرکہ کے سوا کچھ نہیں تو آپؐ نے وہی منگوایا اور اسی سے کھانا تناول فرمانا شروع کر دیا۔ آپؐ کھاتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے: سرکہ کتنا اچھا سالن ہے، سرکہ کتنا اچھا سالن ہے۔

حضرت مالک بن دینارؒ ارشاد فرماتے ہیں:

نبی کریمؐ نے سوائے اجتماع کے کبھی نہ روٹی سیر ہو کر کھائی اور نہ کبھی گوشت پیٹ بھر کر کھایا۔

آنحضرتؐ دودھ کو بھی بہت پسند فرماتے۔ حضرت صہیبؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تم گائے کا دودھ استعمال کرو کیونکہ اس میں شفا ہے اور اس کے گھی میں دوا کی تاثیر ہے اور اس کے گوشت میں بیماری ہے۔

ٹھنڈا پانی بہت مرغوب تھا۔ دودھ کبھی خالص نوش فرماتے کبھی اس میں پانی ملا لیتے۔ کشمش، کھجور اور انگور پانی میں بھگو دیتے۔ کچھ دیر کے بعد وہ پانی نوش فرما لیتے۔ کھانے پینے کے برتنوں میں ایک لکڑی کا پیالہ تھا جو لوہے کے تاروں سے بندھا ہوا تھا۔ غالباً ٹوٹ گیا ہو گا۔ اس لئے تاروں سے جوڑا گیا۔ کھانا صرف انگلیوں سے کھاتے۔ گوشت کو کبھی کبھی چھری سے کاٹ کر تناول فرماتے۔ کھانا فرش پر بیٹھ کر ہی کھاتے۔ میز پسند نہ تھا۔ سرکہ، روغن زیتون اور پنیر پسند فرماتے۔

آپؐ کے خلق عظیم کے بارے قاضی محمد سلیمان منصور پوری رقمطراز ہیں:

اطوار و شمائل مبارکہ:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے مبارک واقعات ہر ملک اور ہر طبقہ کے فرد اور جماعتوں کے لئے بہترین نمونہ اور مثال ہیں۔

Marfat.com

خلق محمدیؐ ایسا لفظ ہے کہ اب بہترین بزرگوں کے عادات و اخلاق، اطوار و شمائل کے اظہار کے لئے مشبہ بہ بن گیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مساکین سے محبت فرمایا کرتے۔ غرباء میں رہ کر خوش ہوتے۔ کسی فقیر کو اس کی تنگدستی کی وجہ سے حقیر نہ سمجھا کرتے اور کسی بادشاہ کو بادشاہی کی وجہ سے بڑا نہ جانتے اپنے پاس بیٹھنے والوں کی تالیف قلوب فرماتے۔ جاہلوں کی حرکات پر صبر فرمایا کرتے۔ کسی شخص سے خود علیحدہ نہ ہوتے۔ جب تک کہ وہی نہ چلا جائے۔ صحابہؓ سے کمال محبت فرمایا کرتے۔ سفید زمین پر (بلا کسی مسند و فرش کے) نشست فرمایا کرتے۔ اپنے جوتے کو خود گانٹھ لیتے۔ اپنے کپڑے کو خود پیوند لگا لیتے تھے (بحوالہ: خلاصہ تاریخ العرب، پروفیسر سیڈیو صفحہ ۴۲، رحمۃ للعالمین، جلد اول)۔

آنحضرتؐ کے خلق کے بارے حجۃ الاسلام امام غزالیؒ لکھتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مویشی کو چارہ خود ڈال دیتے۔ اونٹ باندھتے۔ گھر میں صفائی کر لیتے۔ بکری دوہ لیتے۔ خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھا لیتے۔ خادم کو اس کے کام میں، مدد دیتے۔ بازار سے چیز خود جا کر خرید لیتے۔ خود اسے اُٹھا لیتے۔ ہر ادنیٰ و اعلیٰ، خرد و بزرگ کو سلام پہلے کر دیا کرتے۔ جو کوئی ساتھ ہو لیتا، اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر چلا کرتے۔ غلام و آقا، حبشی و ترکی میں ذرا تفاوت نہ کرتے۔ رات دن کا لباس ایک ہی رکھتے۔ کیسا ہی کوئی حقیر شخص دعوت کے لئے کہتا قبول فرما لیتے۔ جو کچھ کھانا سامنے رکھ دیا جاتا۔ اُسے برغبت کھاتے۔ رات کے کھانے میں سے صبح کے لئے اور صبح کے کھانے میں سے شام کے لئے اٹھا نہ رکھتے۔ نیک خو کریم الطبع۔ کشادہ رو تھے۔ مگر ہنستے نہ تھے" (بحوالہ: رحمۃ للعالمین، جلد اول، صفحہ ۳۳۰۔ نیز ملاحظہ ہو شفاء عیاض۔ صفحہ ۳۱۲)۔

آنحضرتؐ کے زھد کی یہ کیفیت تھی کہ آپؐ یہ دعا فرماتے تھے:

الٰہی ایک دن بھوکا رہوں۔ ایک دن کھانے کو ملے۔ بھوک میں تیرے سامنے گڑگڑایا کروں۔ تجھ سے مانگا کروں اور کھا کر تیری حمد و ثنا کیا کروں۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ نے رحمۃ للعالمین کی جلد اول کے صفحہ نمبر ۳۴۷ پر آنحضرتؐ کے زھد کی چند مثالیں بیان کی ہیں جو ملاحظہ ہوں:

حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں۔ ایک ایک مہینہ برابر ہمارے چولھے میں آگ روشن نہ ہوتی۔ حضرت کا کنبہ پانی اور کھجور پر گزارہ کرتا۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ آ کر تین دن تک برابر گیہوں کی روٹی کبھی نہیں کھائی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا۔ تو اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ ایک یہودی کے پاس بعوض غلہ جو رہن تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا کی آخری شب میں تھے۔ کہ عائشہ صدیقہؓ نے پڑوسن سے چراغ کے لئے تیل منگوایا تھا۔

دعا فرمایا کرتے۔ الٰہی آلِ محمدؐ کو صرف اتنا دے۔ جتنا پیٹ میں ڈال لیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر خاموش رہا کرتے تھے۔ بلا ضرورت کبھی گفتگو نہ فرمایا کرتے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کھل کھلا کر ہنسا نہ کرتے تھے۔ تبسم ہی آپ کا ہنسنا تھا۔ نماز تہجد میں بسا اوقات آنحضرتؐ رو پڑا کرتے۔

کبھی کسی مخلص کے مرنے پر آبدیدہ ہو جاتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ابراہیم علیہ السلام دودھ پینے کی عمر میں گذر گئے تھے۔ جب انہیں قبر میں رکھا گیا۔ تو حضورؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ فرمایا:

"آنکھوں میں نم ہے دل میں غم ہے پھر بھی ہم وہی بات کہتے ہیں۔ جو ہمارے پروردگار کو پسندیدہ ہے۔ ابراہیم! ہم کو تیری وجہ سے رنج ہوا" (رحمۃ للعالمین، جلد اول، صفحہ ۳۴۳)۔

آنحضرتؐ کے شرم و حیا کی مثالیں قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے اپنی کتاب رحمۃ للعالمین (جلد اول) کے صفحہ ۳۴۳ پر دی ہیں۔

ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ پردہ نشین لڑکی سے بڑھ کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حیا تھی۔ جب کوئی ایسی بات حضورؐ کے سامنے کی جاتی۔ جس سے حضورؐ کو کراہت ہوتی۔ تو چہرہ مبارک سے فوراً معلوم ہو جاتا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بیان ہے۔ اگر کسی شخص کی کوئی حرکت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند نہ آتی تو اس کا نام لے کر منع نہ فرماتے۔ بلکہ عام الفاظ میں اس حرکت و فعل کی نہی فرما دیتے۔

عادات و معاملات میں اپنی جان پر تکلیف اٹھا لیتے۔ مگر دوسرے شخص کو از راہ شرم کام کرنے کو نہ فرماتے۔

جب کوئی عذر خواہ سامنے آ کر معافی کا طالب ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرم سے گردن مبارک جھکا لیتے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند عادات برگزیدہ کے بارے میں احادیث مبارکہ:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح اٹھنے کا حکم دیا کیونکہ اس میں برکت ہوتی ہے:

تَسَحَّرُوا، فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَةً.

(رواه الشيخان عن أنس).

''سحری کھایا کرو کیونکہ سحور میں برکت ہوتی ہے''۔

(السید احمد الھاشمی 'مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۴۶۳)۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو عمل بھی فرماتے اس پر ہمیشہ قائم رہتے:

أَحَبُّ الأَعْمَالِ إلى الله أَدْوَمُهَا وَانْ قَلَّ.

(رواه الميخان عن عائشة)

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جو دائمی ہو اگرچہ تھوڑا ہو''۔

(السید احمد الھاشمی 'مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۳۳)۔

السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ ، مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ، مَجلاةٌ لِلبَصَرِ.

(رواه الطبراني).

''مسواک منہ کو پاک کرنے والی' رب کی رضا پانے والی اور بینائی کو روشن کرنے والی ہے''۔

(السید احمد الھاشمی 'مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۶۸۷)۔

كَانَ كَلامُهُ كَلاماً فَصْلاً، يَفْهَمهُ كلُّ مَنْ سَمِعَهُ.

(رواه أبو داود).

''آپ کا کلام واضح کلام ہوتا کہ اس کو ہر سننے والا سمجھ جاتا''۔

(السید احمد الھاشمی 'مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۹۰۱)۔

ایک اور حدیث ملاحظہ ہو:

كَانَ أَحَبُّ الرَّيَاحِينِ إِلَيْهِ الْفَاغِيَةَ .

(رواه الطبراني عن أنس).

"آپ کومہندی کی خوشبو تمام خوشبوں میں زیادہ پسند تھی"۔

(السید احمد الہاشمی مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ حدیث نمبر:۹۰۳)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرماتے تو صرف تبسم فرماتے:

كَانَ لا يُحَدِّثُ حَدِيثاً إِلاَّ تَبَسَّمَ.

(رواه أحمد عن أبي الدرداء).

"آپ ہر بات میں مسکراتے تھے"

(السید احمد الہاشمی مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ حدیث نمبر:۹۳۱)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحائف دینے کا حکم دیا۔ اس سے محبت بڑھتی ہے:

تَهَادَوا تَحَابُّوا، وَتَصَافَحُوا يَذْهَبِ الْغِلُّ عَنْكُمْ.

(رواه ابن عساكر).

"آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دو۔ ایک دوسرے سے محبت کرو۔ ایک دوسرے سے مصافحہ کرو۔ تمہارے دلوں سے کینہ اور بغض نکل جائے گا"۔

(السید احمد الہاشمی مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ حدیث نمبر:۴۷۸)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسواک کو پسند فرمایا:

رَكْعَتَانِ بِسِوَاكٍ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِينَ رَكْعَةً بِغَيْرِ سِوَاكٍ، وَدَعْوَةٌ فِي السِّرِّ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِينَ دَعْوَةً فِي الْعَلانِيَةِ، وَصَدَقَةٌ فِي السِّرِّ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِينَ صَدَقَةً فِي الْعَلانِيَةِ.

(رواه ابن النجار عن أبي هريرة).

"نماز کی دو رکعتیں مسواک کرنے کے ساتھ مسواک کے بغیر ستر رکعتوں سے زیادہ افضل ہیں اور چپکے سے کسی کو دعوت دینا کھلے طور پر ستر بار دعوت دینے سے افضل ہے اور چپکے سے صدقہ کرنا کھلے طور پر ستر صدقوں سے بہتر ہے"۔

(السید احمد الہاشمی مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ حدیث نمبر:۶۴۰)۔

Marfat.com

باب نمبر:7

حضور اکرمؐ کی سوانحِ حیات
(قرآنِ حکیم کی روشنی میں)

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقان وہی یٰسین وہی طٰہٰ

(علامہ اقبالؒ)

یوں تو قرآن حکیم کے ہزاروں موضوعات ہیں لیکن اہم ترین موضوع حضور اکرم ﷺ کی ذات با برکات ہے۔ قرآن حکیم نے کئی سورتوں کے نام حضور اکرم ﷺ کے اسم مبارک پر رکھے مثلاً سورت محمدؐ، سورت یٰسین، سورت طٰہٰ، سورت مزمل اور سورت مدثر۔

حضور اکرم ﷺ کے اسم مبارک پر جو سورت محمدؐ نازل فرمائی گئی وہ مدنی سورت ہے۔ سورت محمد کی آیت نمبر۲ میں ارشاد فرمایا گیا کہ وحی محمدی یعنی قرآن پاک پر ایمان لانا لازم ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ
وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ﴿۲﴾

''اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور اس پر بھی ایمان لائے جو محمد (ﷺ) پر اتاری گئی ہے اور دراصل ان کے رب کی طرف سے سچا (دین) بھی وہی ہے، اللہ نے ان کے گناہ دور کر دیئے اور ان کے حال کی اصلاح کر دی''۔

سورت یٰسین کی آیات ۱۔۳ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی قسم کھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرمؐ کے علاوہ کسی دوسرے رسول کی رسالت کی قسم نہیں کھائی۔ یہ اعزاز صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کو حاصل ہے:

يٰسٓ ﴿۱﴾ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ﴿۲﴾ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۳﴾

''قسم ہے قرآن باحکمت کی ۔ کہ بے شک آپ پیغمبروں میں سے ہیں''۔

سورت طٰہٰ کی آیات ۱۔۳ میں ارشاد ہے:

طٰهٰ ۞ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى ۞
اِلَّا تَذۡكِرَةً لِّمَنۡ يَّخۡشٰى ۞

"طٰہٰ۔ہم نے یہ قرآن تجھ پر اس لئے نہیں اتارا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں بلکہ اسکی نصیحت کے لئے جو اللہ سے ڈرتا ہے"۔

سورت مزمل کی آیت مبارکہ نمبر۱ میں آپؐ کو مزمل کا لقب دیا گیا:

يٰۤاَيُّهَا الۡمُزَّمِّلُ ۞

"اے کپڑے میں لپٹنے والے"۔

سورت المدثر کی آیت مبارکہ نمبر۱ میں آپؐ کو مدثر فرمایا گیا:

يٰۤاَيُّهَا الۡمُدَّثِّرُ ۞

"اے کپڑا اوڑھنے والے"۔

محسن انسانیت' ناشر حکمت' معمار انسانیت' رہنمائے کاروان انسانیت' خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی حیات مبارکہ پر بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں۔ابن اسحاق کی کتاب المغازی و ابن ھشام کی سیرت النبیؐ سے لیکر صفی الدین مبارکپوری کی رحیق المختوم تک ہزاروں کتابیں تحریر کی گئی ہیں۔اس کے علاوہ مولانا عبدالماجد دریا آبادی کی سیرت النبویہ قرآنی' مولانا عبیداللہ سندھی کی سیرت مبارکہ پر بے شمار کتب اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی سیرت دوعالمؐ میں بھی حضور اکرم کی سوانح مبارک بیان کی گئی:

حضورؐ کی سوانح نگاری ایک سدا بہار موضوع ہے مگر حضور اکرم ﷺ کی سوانح عمریوں میں سب سے اعلیٰ وافضل سوانح عمری خود قرآن حکیم فرقان مجید ہے:

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

قرآن حکیم تاجدار انبیاء وشاہ امم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کی تعریف میں زمزمہ سنج ہے اور آپؐ کی ذات گرامی پر درود وسلام بھیجنے کا حکم صادر فرمایا گیا ہے:

سورت الاحزاب کی آیت نمبر۵۶ میں ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِىِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا ۞

Marfat.com

"اللہ اور اس کے ملائکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم بھی اُن پر درود و سلام بھیجو۔"

نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ کے حالات قرآن نے مختلف مقامات پر بیان فرمائے ہیں۔ اب ان کی تفصیل ملاحظہ کی جائے:۔

ا۔ قبل از اسلام عربوں کی حالت:

حضور اکرم ﷺ کی ولادت سے قبل عربوں کی سیاسی، سماجی، مذہبی اور معاشی حالت قرآن حکیم میں تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔ سورت التکویر کی آیات ۸۔۹ میں بچیوں کو زندہ درگور کرنے کی رسم بد کا ذکر ہے:

وَإِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ ﴿٨﴾ بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ ﴿٩﴾

۲۔ حضورؐ کے آباء واجداد:

حضور اکرمؐ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ آپؐ کا شجرہ نسب حضرت ابراھیم علیہ السلام تک جاملتا ہے۔ قرآن حکیم میں زم زم کے واقعہ کا بھی ذکر درج ہے اور سورت قریش میں قبیلہ قریش کی قبل از اسلام تجارت کا بھی ذکر موجود ہے۔

سورت قریش میں ارشاد ربانی ہے:

لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ ﴿١﴾ إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ﴿٢﴾

فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا الْبَيْتِ ﴿٣﴾ الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ ﴿٤﴾

"قریش کے مانوس کرنے کے لیے۔ (یعنی انہیں جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس کرنے کے لیے۔ (اس کے شکریہ میں)۔ پس انہیں چاہیے کہ اسی گھر کے رب کی عبادت کرتے رہیں۔ جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور ڈر (اور خوف) میں امن (وامان) دیا"۔

۳۔ عام الفیل:

یمن کے گورنر ابرہۃ الاشرم نے خانہ کعبہ کو گرانے کی کوشش کی۔ واقعہ اصحاب الفیل سورت فیل میں بیان فرمایا گیا ہے۔ واقعہ اس سال پیش آیا جس سال نبی ﷺ کی ولادت ہوئی تھی۔

Marfat.com

۴۔ مکہ مکرمہ کا ذکر:

سورت آل عمران کی آیت مبارکہ نمبر ۹۶ میں مکہ مکرمہ کے لئے بکہ مبارکہ کے الفاظ بیان فرمائے گئے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىۡ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۞

''اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ شریف میں ہے جو تمام دنیا کے لئے برکت و ہدایت والا ہے۔''

سورت آل عمران کی آیت نمبر ۹۷ میں ارشاد ہے:

فِيۡهِ اٰيٰتٌ ۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰهِيۡمَ ۚ وَمَنۡ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ

عَلَى النَّاسِ حِجُّ الۡبَيۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَيۡهِ سَبِيۡلًا ؕ وَمَنۡ

كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الۡعٰلَمِيۡنَ ۞

''جس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم ہے، اس میں جو آ جائے امن والا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔''

۵۔ بشارت عیسیٰ ؑ:

سورت صف کی آیت نمبر ۶ میں ارشاد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور اکرم ؐ کی آمد کی خوشخبری دی:

وَاِذۡ قَالَ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ

مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوۡرٰٮةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوۡلٍ يَّاۡتِىۡ

مِنۡۢ بَعۡدِى اسۡمُهٗۤ اَحۡمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ قَالُوۡا

هٰذَا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ ۞

حدیث شریف میں آتا ہے:

''میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا مصداق ہوں''۔

۶۔ حضور ؐ کا بچپن:

حضور اکرم ؐ کی والدہ ماجدہ اس وقت انتقال فرما گئیں جب آپ ؐ کی عمر مبارک ۶ برس تھی۔ سورت الضحیٰ کی آیت نمبر ۶ میں اس کا ذکر ہے:

اَلَمۡ يَجِدۡكَ يَتِيۡمًا فَاٰوٰى ۞

''کیا اس نے تجھے یتیم پا کر جگہ نہیں دی''۔

Marfat.com

۴ سال کی عمر میں حضرت جبرائیل نے آپ ﷺ کا سینہ مبارک چاک کیا اس کا ذکر سورت الم نشرح کی آیت نمبر ا میں ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝۱

"کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا"۔

۷۔ ابولہب کا واقعہ:

ابولہب نے ہر طرح سے آپ ﷺ کو تنگ کیا۔ اس کی بیوی ام جمیل بھی دشمنی میں اپنے خاوند سے کم نہ تھی۔ سورت لہب میں ابولہب کی ہلاکت کی پیشین گوئی کی گئی اور وہ طاعون کی ایک خاص بیماری عدسیہ سے فوت ہوا۔

۸۔ قرآن حکیم میں ازواج مطہراتؓ کا ذکر:

قرآن حکیم میں ازواج مطہراتؓ کا بھی ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہؓ سے پیدا ہوئے۔ آپ کی اولاد نرینہ نہ تھی۔ حضرت زینبؓ بھی فوت ہو گئیں۔ حضرت فاطمہؓ زندہ رہیں۔ سورت کوثر میں اولاد نرینہ نہ ہونے کا ذکر ہے۔ ازواج مطہرات کا ذکر سورت الاحزاب کی آیات نمبر ۲۸ اور ۳۳ میں ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝۲۸

"اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم زندگانی دنیا اور زینت دنیا چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا دوں اور تمہیں اچھائی کے ساتھ رخصت کر دوں"۔

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝۳۳

"اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کا اظہار نہ کرو اور نماز ادا کرتی رہو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اس کے رسول کی اطاعت گزاری کرو۔ اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کی گھر والیو! تم سے وہ (ہر قسم کی) گندگی کو دور کر دے اور تمہیں خوب پاک کر دے"۔

۹۔ قریش مکہ کی ایذاء رسانی:

قریش مکہ کی ایذا رسانیوں کا ذکر قرآن حکیم میں کئی مقامات پر کیا گیا۔ حضور اکرم ﷺ کو کئی

Marfat.com

طریقوں سے تنگ کیا جاتا تھا۔ سورت مزمل میں ان ایذاء رسانیوں کا ذکر درج ہے۔

۱۰۔ وحی کا آغاز:

سورت العلق کی آیت نمبر ۱ میں ارشاد ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝۱

"پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا"۔

یہ غار حرا میں سب سے پہلی وحی تھی۔

۱۱۔ ہجرت حبشہ:

سورت عنکبوت کی آیت نمبر ۵۶ میں ہجرت کرنے کا حکم ہے جس طرح مسلمانوں نے پہلے مکہ سے حبشہ کی طرف اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی (ملاحظہ ہو قرآن حکیم مع اردو ترجمہ وتفسیر از مولانا محمد جونا گڑھی ومولانا صلاح الدین یوسف' شاہ فہد قرآن حکیم پرنٹنگ پریس' مدینہ شریف' ۱۴۱۹ھ' صفحہ نمبر ۱۱۱۹)۔

۱۲۔ خفیہ دعوت وتبلیغ کے ابتدائی تین سال:

سورت الشعراء کی آیات ۱۵۔۲۱۴ میں اہل مکہ کو تبلیغ کا حکم دیا گیا۔

قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ۝۱۵

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا! ہرگز ایسا نہ ہوگا' تم دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ۔ ہم خود سننے والے تمہارے ساتھ ہیں"۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝۲۱۴

"اپنے قریبی رشتہ والوں کو ڈرا دے"۔

حضور اکرم ﷺ کو سورت النحل کی آیت نمبر ۱۲۵ میں تبلیغ کے طریقے بتائے گئے۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ ۚ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ

بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝۱۲۵

"اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے' یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بھٹکنے والوں کو بھی بخوبی

Marfat.com

جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے بھی پورا واقف ہے"۔

۱۳۔ معجزہ شق قمر:

یہ حضور اکرم کا معجزہ ہے جو اہل مکہ کے مطالبے پر دکھایا گیا۔ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے حتی کہ لوگوں نے حرا پہاڑ کو اس کے درمیان دیکھا یعنی اس کا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس طرف اور ایک ٹکڑا اس طرف ہو گیا (صحیح بخاری)۔

آپؐ کا یہ معجزہ سورت قمر کی آیات ۱۔۲ میں بیان فرمایا گیا ہے:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ①

وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ②

"قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔ یہ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ یہ پہلے سے چلا آتا ہوا جادو ہے"۔

۱۴۔ فتح روم:

قرآن حکیم کی سورت روم کی آیات نمبر ۱۔۵ میں روم کی فتح کی پیشین گوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی۔ یہ قرآن حکیم کی صداقت کی بہت بڑی دلیل ہے:

الٓمّٓ ① غُلِبَتِ الرُّوْمُ ② فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ③

فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۛ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ

وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ④

بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ⑤

"الم (۱) رومی مغلوب ہو گئے ہیں۔ نزدیک کی زمین پر اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آ جائیں گے۔ چند سال میں ہی۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی اختیار اللہ تعالیٰ کا ہے اس روز مسلمان شادمان ہوں گے۔ اللہ کی مدد سے، وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے۔ اصل غالب اور مہربان وہی ہے"۔

۱۵۔ معراج شریف کا واقعہ:

ہجرت سے ۲ سال قبل ۲۷ رجب بمطابق ۸ مارچ ۶۲۰ء معراج شریف کا واقعہ پیش آیا۔ سورت بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۱ میں مسجد اقصیٰ کی زیارت اور معراج شریف کا واقعہ درج ہے۔ اسے سورت الاسراء بھی کہتے ہیں۔ سورت نجم کی آیات ۹، ۱۴ اور ۱۶ میں بھی واقعہ معراج کا ذکر ہے۔

۱۶۔ مسجد قباء:

حضور اکرمؐ نے اسلام کی پہلی مسجد قباء کی بنیاد رکھی۔ سورت توبہ کی آیت نمبر ۱۰۸ میں اس کا ذکر ہے۔

۱۷۔ صحابہ کرامؓ کی فضیلت:

سورت فتح کی آیت نمبر ۲۹ میں ارشاد ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۖ
تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي
وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي
الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ
عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿۲۹﴾

"محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا مندی کی جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی مثال تورات میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے، مثل اس کھیتی کے جس نے اپنا انکھوا نکالا پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہو گیا پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تا کہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں اور نیک اعمال والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے"۔

اس پوری آیت کا ایک ایک جز صحابہ کرامؓ کی عظمت و فضیلت، اخروی مغفرت اور اجر عظیم کو واضح کر رہا ہے۔

(ملاحظہ ہو قرآن کریم مع ترجمہ و تفسیر، شاہ فہد قرآن حکیم پرنٹنگ کمپلیکس، صفحہ نمبر ۱۴۵۴)۔

۱۸۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی زیارت:

سورت نجم کی آیت نمبر ۵ میں حضرت جبرائیلؑ علیہ السلام کا ذکر ہے جو قوی اعضاء کے مالک اور نہایت زور آور ہیں۔ آپ نے کئی دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی زیارت کی۔ آپؐ نے لیلۃ المعراج کو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اصلی شکل میں دیکھا۔ حضور اکرمؐ فرماتے ہیں:

"حضرت جبرائیل علیہ السلام کے چھ سو پر ہیں۔ ایک پر مشرق و مغرب کے درمیان

Marfat.com

فاصلے جتنا تھا۔''

غزوہ بدر میں بھی حضرت جبرائیلؑ نے مسلمانوں کی مدد کی تھی۔ مولانا حنفی الرحمٰن مبارکپوری لکھتے ہیں:

''اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو ایک جھپکی آئی۔ پھر آپؐ نے سر اٹھایا اور فرمایا! ''ابوبکر خوش ہو جاؤ' یہ جبریلؑ ہیں' گرد و غبار میں اَٹے ہوئے''۔ ابنِ اسحاق کی روایت میں یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''ابوبکر خوش ہو جاؤ' تمہارے پاس اللہ کی مدد آ گئی۔ یہ جبریل علیہ السلام ہیں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے اور اس کے آگے آگے چلتے ہوئے آ رہے ہیں اور گرد و غبار میں اَٹے ہوئے ہیں''(بحوالہ: رحیق المختوم' صفحہ نمبر)۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ چھپر کے دروازے سے باہر تشریف لائے۔ آپؐ نے زرہ پہن رکھی تھی۔ آپؐ پرجوش طور پر آگے بڑھ رہے تھے اور فرماتے جا رہے تھے:

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ●

''عنقریب یہ جتھہ شکست کھا جائے گا اور پیٹھ پھیر کر بھاگے گا''(سورۃ القمر آیت نمبر:۴۵)۔

اس کے بعد آپؐ نے ایک مٹھی کنکریلی مٹی لی اور قریش کی طرف رُخ کر کے فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوْهُ چہرے بگڑ جائیں اور ساتھ ہی مٹی ان کے چہروں کی طرف پھینک دی پھر مشرکین میں سے کوئی بھی نہیں تھا جس کی دونوں آنکھوں' نتھنے اور منہ میں اس ایک مٹھی مٹی میں سے کچھ نہ کچھ گیا نہ ہو۔ اسی کی بابت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ

''جب آپؐ نے پھینکا تو درحقیقت آپؐ نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا''۔

(سورۃ الانفال آیت نمبر:۱۷)

۱۹۔ ہجرت مدینہ:

ہجرت مدینہ بقول ولیم میور ۲۸ جون ۶۲۲ء کو ہوئی۔ قرآن حکیم میں ہجرت مدینہ کا بھی ذکر موجود ہے۔ غار ثور میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رفاقت کا بھی ذکر قرآن حکیم میں بیان فرمایا گیا۔ سورت توبہ کی آیت نمبر ۴۰ میں غار ثور کا ذکر ہے۔

۲۰۔ میثاق مدینہ اور مواخات:

میثاق مدینہ حضور اکرمؐ کا پہلا تحریری آئین ہے جو آپؐ نے دنیا کو عطا فرمایا۔ ہجرت

مدینہ کے بعد انصار اور مہاجرین کے بھائی چارے کا نظام سورت آل عمران کی آیت نمبر ۹۶ میں ارشاد کیا گیا۔

۲۱۔تحویل کعبہ:

سورت آل عمران کی آیت نمبر۹۶ میں بیت اللہ شریف کو اللہ کا پہلا گھر کہا گیا۔ پھر سورت بقرہ کی آیت نمبر۱۴۴ میں تحویل قبلہ کا حکم درج ہے۔ جہاں حضور اکرم ﷺ نے رکوع ہی میں اپنا رخ مبارک خانہ کعبہ کی طرف پھیر دیا' یہ مسجد قبلتین کہلاتی ہے۔

۲۲۔روزے کی فرضیت:

سورت بقرہ کی آیت نمبر۱۸۳ میں حضور اکرم ﷺ پر روزے کی فرضیت کا حکم مسلمانوں کے لئے نازل ہوا۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۸۳﴾

''اے ایمان والو تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے' تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو''۔

۲۳۔زکوٰۃ کی فرضیت:

حضور اکرم ﷺ کو سورت توبہ کی آیت نمبر۶۰ میں اس کے مصارف سے متعارف کرایا گیا:

إِنَّمَا ٱلصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَٱلْمَسَٰكِينِ وَٱلْعَٰمِلِينَ عَلَيْهَا

وَٱلْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِى ٱلرِّقَابِ وَٱلْغَٰرِمِينَ وَفِى

سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِّنَ ٱللَّهِ ۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۶۰﴾

''صدقے صرف فقیروں کے لیے ہیں اور مسکینوں کے لیے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لیے اور ان کے لیے جن کے دل پر چائے جاتے ہوں اور گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کے لیے اور اللہ کی راہ میں اور راہرو مسافروں کے لیے' فرض ہے اللہ کی طرف سے' اور اللہ علم و حکمت والا ہے''۔

۲۴۔غزوہ بدر (۱۷رمضان المبارک ۲ ہجری):

حضور اکرم ﷺ کے غزوات کا بھی قرآن میں ذکر موجود ہے۔ سورت الانفال کی آیت نمبر۴۱ میں غزوہ بدر کو یوم الفرقان (فیصلہ کن جنگ) کہا گیا۔

Marfat.com

وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۴۱﴾

''جان لو کہ تم جس قسم کی جو کچھ غنیمت حاصل کرو اس میں سے پانچواں حصہ تو اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت داروں کا اور یتیموں اور مسکینوں کا اور مسافروں کا' اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور اس چیز پر جو ہم نے اپنے بندے پر اس دن اتارا ہے' جو دن حق و باطل کی جدائی کا تھا جس دن دو فوجیں بھڑ گئی تھیں۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے''۔

۲۵۔ غزوہ احد:

غزوہ احد کا ذکر سورت آل عمران کی آیات نمبر ۱۴۰ اور ۱۵۲ میں ہے:

اِنْ یَّمْسَسْکُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ
وَتِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ وَلِیَعْلَمَ اللّٰهُ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَیَتَّخِذَ مِنْکُمْ شُهَدَآءَ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۴۰﴾

''اگر تم زخمی ہوئے ہو تو تمہارے مخالف لوگ بھی تو ایسے ہی زخمی ہو چکے ہیں' ہم ان دنوں کو لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ (شکست احد) اس لیے تھی کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ظاہر کر دے اور تم میں سے بعض کو شہادت کا درجہ عطا فرمائے' اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا''۔

وَلَقَدْ صَدَقَکُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ
حَتّٰی اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَعَصَیْتُمْ
مِّنْ بَعْدِ مَآ اَرٰىکُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ مِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ
الدُّنْیَا وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَکُمْ
عَنْهُمْ لِیَبْتَلِیَکُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْکُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۵۲﴾

''اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا جبکہ تم اس کے حکم سے انہیں کاٹ رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب تم نے پست ہمتی اختیار کی اور کام میں جھگڑنے لگے اور نافرمانی کی' اس کے بعد کہ اس نے تمہاری چاہت کی چیز تمہیں دکھادی' تم میں سے بعض دنیا چاہتے تھے اور بعض کا ارادہ آخرت کا تھا تو پھر اس نے تمہیں ان سے پھیر دیا تاکہ تم کو آزمائے اور یقیناً اس نے تمہاری لغزش سے درگزر فرمادیا اور ایمان والوں پر اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے''۔

Marfat.com

۲۶۔غزوہ خندق:

غزوہ خندق پر مکمل سورت ہے جسے سورت الاحزاب کہتے ہیں۔اس کی آیات نمبر ۹۔۱۱ میں غزوہ خندق کا ذکر ہے۔آیت نمبر ۱۳ میں مدینہ شریف کا پرانا نام یثرب استعمال کیا گیا ہے۔

۲۷۔غزوہ حنین:

غزوہ حنین کا ذکر سورت توبہ کی آیت نمبر ۲۷ میں ہے:

ثُمَّ يَتُوبُ اللّٰهُ مِنۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ‌ ؕ وَاللّٰهُ

غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۲۷﴾

''پھراس کے بعد بھی جس پر چاہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی توجہ فرمائے گا اللہ ہی بخشش و مہربانی کرنے والا ہے''

۲۸۔صلح حدیبیہ و بیعت رضوان:

صلح حدیبیہ کا ذکر سورت الفتح کی آیت نمبر ۱ میں ہے:

''بیشک اے نبیؐ! ہم نے آپؐ کو ایک کھلم کھلا فتح دی ہے''۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورت کی بابت فرمایا کہ آج کی رات مجھ پر وہ سورت نازل ہوئی جو مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے (بخاری شریف: کتاب المغازی) بیعت رضوان کا ذکر سورت الفتح کی آیات نمبر ۱۰ اور ۱۸ میں ہے:

اِنَّ الَّذِيۡنَ يُبَايِعُوۡنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوۡنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوۡقَ اَيۡدِيۡهِمۡ‌ ۚ

فَمَنۡ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنۡكُثُ عَلٰى نَفۡسِهٖ‌ ۚ وَمَنۡ اَوۡفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيۡهُ

اللّٰهَ فَسَيُؤۡتِيۡهِ اَجۡرًا عَظِيۡمًا ﴿۱۰﴾

''جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ یقیناً اللہ سے بیعت کرتے ہیں' ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے' تو جو شخص عہد شکنی کرے وہ اپنے نفس پر ہی عہد شکنی کرتا ہے اور جو شخص اس اقرار کو پورا کرے جو اس نے اللہ کے ساتھ کیا ہے تو اسے عنقریب اللہ بہت بڑا اجر دے گا''۔

لَقَدۡ رَضِىَ اللّٰهُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ يُبَايِعُوۡنَكَ تَحۡتَ الشَّجَرَةِ

فَعَلِمَ مَا فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ فَاَنۡزَلَ السَّكِيۡنَةَ عَلَيۡهِمۡ وَاَثَابَهُمۡ

فَتۡحًا قَرِيۡبًا ۙ ﴿۱۸﴾

''یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہو گیا جب وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔

Marfat.com

ان کے دلوں میں جو تھا اُسے اس نے معلوم کر لیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی''۔

۲۹۔فتح مکہ:

مکہ مکرمہ ۸ ھجری میں فتح ہوا۔ سورت النصر کی آیات ۱۔۲ میں فتح مکہ کا ذکر ہے۔ مکہ فتح ہو گیا تو لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے شروع ہو گئے۔

۳۰۔غزوہ تبوک:

حضور اکرمؐ غزوہ تبوک میں خود شریک ہوئے۔ غزوہ تبوک رجب ۹ھ بمطابق ۶۴۵ء میں پیش آیا۔ آپؐ ۳۰ ہزار سواروں کے ساتھ شام روانہ ہوئے اور دنیا کی ایک بڑی طاقت روم کے خلاف محاذ آرا ہوئے۔ آپؐ نے تبوک میں ۲۰ ایام تک قیام فرمایا اور رومی بھاگ گئے۔ سورت توبہ کی آیات ۳۸۔۴۰ میں غزوہ تبوک کا بھی ذکر فرمایا گیا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ
اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ ۚ أَرَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ
الْآخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿۳۸﴾

''اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ چلو اللہ کے راستے میں کوچ کرو تو تم زمین سے لگے جاتے ہو۔ کیا تم آخرت کے عوض دنیا کی زندگانی پر ہی ریجھ گئے ہو۔ سنو! دنیا کی زندگی تو آخرت کے مقابلے میں کچھ یونہی سی ہے''۔

إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا
ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ
لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ
وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا
السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۴۰﴾

''اگر تم ان (نبی ﷺ) کی مدد نہ کرو تو اللہ ہی نے ان کی مدد کی اس وقت جبکہ انہیں کافروں نے (دیس سے) نکال دیا تھا، دو میں سے دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے جب یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے پس جناب باری نے اپنی طرف سے تسکین اس پر نازل فرما کر ان لشکروں سے اس کی مدد کی جنہیں تم نے دیکھا ہی نہیں، اس نے کافروں کی بات پست کردی اور بلند و عزیز تو اللہ کا کلمہ ہی ہے، اللہ غالب ہے حکمت والا ہے''۔

Marfat.com

۳۱۔ فتح خیبر:

فتح خیبر کا ذکر سورت الفتح کی آیت نمبر ۱۸ میں ہے۔ خیبر یہودیوں کا گڑھ تھا۔ حدیبیہ سے واپسی پر مسلمانوں نے اسے فتح کیا۔

۳۲۔ بنو نضیر کا ذکر:

مدینہ شریف کے اطراف میں یہودیوں کے تین قبیلے آباد تھے۔ بنو نضیر، بنو قریظہ اور بنو قینقاع۔ ہجرت مدینہ کے بعد حضور اکرم ﷺ نے ان سے معاہدہ کیا لیکن یہ کفار مکہ سے مل کر مسلمانوں کے خلاف در پردہ سازش کرتے رہے۔ انہیں مدینہ شریف سے جلا وطن کر دیا گیا، یہاں سے یہ خیبر میں جا کر مقیم ہو گئے۔ وہاں سے حضرت عمرؓ نے اپنے دور مبارکہ میں انہیں دوبارہ جلا وطن کیا اور شام کی طرف دھکیل دیا۔ ان کی عہد شکنی کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ نے ان پر لشکر کشی کی۔ اس واقعہ کا ذکر سورت الحشر کی آیت نمبر ۲ میں ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ
لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ
مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ
قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ
فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝۲

''وہی ہے جس نے اہل کتاب میں سے کافروں کو ان کے گھروں سے پہلے حشر کے وقت نکالا، تمہارا گمان (بھی) نہ تھا کہ وہ نکلیں گے اور وہ خود (بھی) سمجھ رہے تھے کہ ان کے (سنگین قلعے انہیں اللہ (کے عذاب) سے بچا لیں گے پس ان پر اللہ (کا عذاب) ایسی جگہ سے آ پڑا کہ انہیں گمان بھی نہ تھا اور ان کے دلوں میں اللہ نے رعب ڈال دیا وہ اپنے گھروں کو اپنے ہی ہاتھوں اجاڑ رہے تھے اور مسلمانوں کے ہاتھوں (برباد کروا رہے تھے) پس اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو''۔

غزوہ بنو قریظہ کا ذکر سورت الاحزاب کی آیت نمبر ۲۷ میں ہے:

وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَــــُٔوْهَا ۭ
وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝۲۷

''اور اس نے تمہیں ان کی زمینوں کا اور ان کے گھر بار کا اور ان کے مال کا وارث کر دیا اور اس زمین کا بھی جس کو تمہارے قدموں نے روندا نہیں، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے''۔

Marfat.com

۳۳۔ حضور اکرمؐ پر جادو کے اثرات:

ایک یہودی نے آپؐ پر جادو کیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام معوذتین لیکر حاضر ہوئے یعنی سورت الفلق اور سورت الناس۔ حضور اکرم ﷺ کو ان دو سورتوں کے پڑھنے سے شفاء نصیب ہوئی۔

۳۴۔ پردے کا حکم:

سورت الحجرات کی آیت نمبر ۲ میں حضور اکرمؐ کے بے پایاں ادب واحترام کا حکم دیا گیا۔ اس کے علاوہ اس سورت میں خواتین کے پردے کا بھی حکم درج ہے۔

۳۵۔ حوض کوثر:

سورت الکوثر میں نبی اکرم ﷺ کے بارے میں ارشاد ہے کہ آپؐ کو قیامت کے دن حوض کوثر عطا ہوگا۔

۳۶۔ وصال نبی اکرمؐ:

سورت الفتح میں حضور اکرم ﷺ کے وصال کا ذکر ہے۔

۳۷۔ خطبہ حجۃ الوداع:

حجۃ الوداع کے موقع پر قرآن حکیم کی سب سے آخری آیت (سورت المائدہ آیت نمبر ۳) نازل ہوئی:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

''آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہوگیا۔''

۳۸۔ ازواج مطہراتؓ:

اُمہات المومنینؓ کے بارے میں بھی قرآن حکیم میں ذکر ہے۔ مولانا صفی الرحمن مبارکپوری رقمطراز ہیں:

''اُمہاتؓ المومنین کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی رہائش نہایت شریفانہ، باعزت، بلند پایہ اور عمدہ انداز کی تھی۔ ازواجؓ مطہرات بھی، شرف، قناعت، صبر، تواضع، خدمت اور ازدواجی حقوق کی نگہداشت کا مرقع تھیں۔ حالانکہ آپؐ بڑی روکھی پھیکی اور سخت زندگی گزار رہے تھے جسے برداشت کر لینا دوسروں کے بس کی بات نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے علم نہیں

Marfat.com

کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی میدے کی نرم روٹی کھائی ہو یہاں تک کہ اللہ سے جا ملے اور نہ آپ ؐ نے اپنی آنکھ سے کبھی بھنی ہوئی بکری دیکھی (صحیح بخاری ۹۵۶/۲)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ دو دو ماہ گزر جاتے' تیسرے مہینے کا چاند نظر آ جاتا اور رسول اللہ ﷺ کے گھر میں آگ نہ جلتی۔ حضرت عروہؓ نے دریافت کیا کہ تب آپ ؐ لوگ کیا کھاتی تھیں۔ فرمایا کہ بس دو کالی چیزیں۔ یعنی کھجور اور پانی۔ اس مضمون کی احادیث بکثرت ہیں (صحیح بخاری ۹۵۶/۲)۔

اس تنگی و ترشی کے باوجود ازواج مطہرات سے کوئی لائق عتاب حرکت صادر نہ ہوئی۔ صرف ایک دفعہ ایسا ہوا اور وہ بھی اس لیے کہ ایک تو انسانی فطرت کا تقاضا ہی کچھ ایسا ہے دوسرے اسی بنیاد پر کچھ احکامات شروع کرنے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسی موقع پر فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾

''اے۔ نبیؐ! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں ساز و سامان دے کر بھلائی کے ساتھ رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کو چاہتی ہو تو بے شک اللہ نے تم میں سے نیکو کاروں کے لیے زبردست اجر تیار کر رکھا ہے'' (سورت الاحزاب: ۲۹۔۲۸)۔

اب ان ازواجؓ مطہرات کے شرف اور عظمت کا اندازہ کیجئے کہ ان سب نے اللہ اور اس کے رسول کو ترجیح دی اور ان میں سے کوئی ایک بھی دنیا کی طرف مائل نہ ہوئیں'' (الرحیق المختوم صفحات ۶۴۳۔۶۴۴)۔

۳۹۔ اسلام غالب آئے گا:

قرآن حکیم میں کئی مقامات پر یہ پیشین گوئی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی آفاقی تعلیمات کی وجہ سے دین اسلام غالب آئے گا۔ سورت الفتح کی آیت نمبر ۲۸ میں اس حقیقت کو بیان فرمایا گیا ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۲۸﴾

''وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے ہر دین پر غالب کرے' اور اللہ تعالیٰ کافی ہے گواہی دینے والا''۔

پس ثابت ہوا قرآن حکیم حضور اکرم ﷺ کی سوانح مبارک پر بہترین کتاب ہے۔

Marfat.com

باب نمبر: 8

حضورؐ اکرم کے انسانیت پر احسانات

اسلام کے انسانیت پر بے شمار احسانات ہیں - اسلام نے فلاحی انقلاب' معاشرتی انقلاب' معاشی انقلاب' سیاسی انقلاب' اخلاقی انقلاب' فکری انقلاب' روحانی انقلاب' علمی انقلاب اور عدل و انصاف کا انقلاب برپا کیا - محسن انسانیتؐ' معلم اعظمؐ' مصلح اعظمؐ اور رحمۃ للعالمینؐ دنیا کے لئے انسان کامل اور ناشر حکمت بن کر جلوہ افروز ہوئے:

ارشاد ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٤٥﴾

''اے نبی! یقیناً ہم نے ہی آپ کو (رسول بنا کر) گواہیاں دینے والا' خوشخبریاں سنانے والا' آگاہ کرنے والا بھیجا ہے''۔

وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ﴿٤٦﴾

''اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ''۔

(سورۃ الاحزاب: ۴۶-۴۵)

انسانیت پر اسلام کے احسانات تو ان گنت ہیں مگر ایک اجمالی خاکہ ملاحظہ ہو:

(۱) توحید کا نظریہ
(۲) سائنس اور ٹیکنالوجی سے متعلقہ علوم
(۳) دیگر علوم کی ترویج
(۴) روحانی جمہوریت - سیاسی انقلاب

Marfat.com

(۵) حقوق نسواں

(۶) غلامی کا خاتمہ (پیغام حریت)

(۷) معاشرتی اصلاحات

(۸) عظیم معاشی اصلاحات

(۹) اقلیتوں کے حقوق

(۱۰) امن عالم

(۱۱) انسانی بنیادی حقوق

(۱) توحید کا نظریہ:

اسلام نے انسانیت کو توحید کی نعمت عطا فرمائی اور اجرام فلکی، بتوں کی پوجا اور تثلیث وغیرہ کے نظریے سے نجات دلائی - ہندومت میں خداؤں کی تعداد 33 کروڑ اور شنٹوازم میں ۴۸ کروڑ ہے- علامہ اقبال نے اپنی کتاب:

The Reconstruction of Religious Thought in Islam

میں تحریر کیا ہے کہ عقیدہ توحید اسلام کا ایک مسلم اصول ہے جو دائمی نظریہ ہے- محسن انسانیت حضرت محمد ﷺ نے توحید کا درس اول دیا :

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ①

اَللّٰهُ الصَّمَدُ ②

لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ③

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ④

"آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک (ہی) ہے، اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا، نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔"

۲۔ سائنس اور ٹیکنالوجی سے متعلقہ علوم:

معلم انسانیت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

الْكَلِمَةُ الْحِكَمة ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ، فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا.

(رواه أبو هريرة).

''حکمت کی بات مومن کی گمشدہ چیز ہے۔ جہاں کہیں اسے پالے تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے'' (السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۸۹۵)

ایک اور جگہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ. (رواه القضاعي).

''دانائی مومن کی گمشدہ میراث ہے''

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۵۴۱)

''حکمت تو مومن کی گم شدہ میراث ہے جسے جہاں تو پائے حاصل کرلے'' کے مصداق پر مسلمانوں نے علوم وفنون اور سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی حاصل کی۔ صُفّہ نظام تعلیم سے علم وفن کی کرنیں پھوٹیں اور رازی' ابن رشد' امام سرخسی' کندی' ابن الہیثم اور ابن العوام پیدا ہوئے۔ قرآن نے سائنسی علوم اور نظام کائنات میں غور وفکر کا حکم دیا۔ Morris Bucaille اپنی شہرہ آفاق کتاب The Bible, The Quran and Science میں اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ قرآن نے سائنسی علوم اور جدید ٹیکنالوجی سے متعلقہ علوم کے مطالعہ کی ترغیب دی۔ یہ انسانیت پر بہت بڑا احسان ہے۔

۳۔ دیگر علوم کی ترویج:

الجبرا مسلمانوں نے متعارف کروایا۔ بے شمار علوم مثلاً علم تفسیر' علم حدیث' طب' فلکیات' معاشیات' علم سیاحت' جغرافیہ' علم آثار قدیمہ' علم الجبر' علم عمرانیات وغیرہ میں مسلمانوں نے کارہائے نمایاں سرانجام دے کر انسانیت پر عظیم احسانات کیے۔ پی۔ کے۔ ہٹی نے اپنی کتاب History of the Arabs میں مسلمانوں کے ان احسانات کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ جان ڈریپر نے بھی اپنی کتاب (A History of the Intellectual Europe) میں تحریر کیا ہے کہ اسلام کی تعلیمات کی وجہ سے یورپ میں تحریک احیائے علوم پیدا ہوئی۔ اس حقیقت کو Robert Briffault نے بھی اپنی کتاب The Making of Humanity میں تسلیم کیا ہے۔

۴۔ روحانی جمہوریت۔۔۔سیاسی انقلاب:

اسلام نے انسانیت کو جمہوریت سے روشناس کرایا۔ بقول علامہ اقبال: یہ جمہوریت

Marfat.com

روحانی جمہوریت ہے-اس شورائی نظام کا مقصد امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے-سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۱۰ میں ارشاد ہے:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ
بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ
وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُم ۚ مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ
وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿١١٠﴾

''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو' اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لیے بہتر تھا' ان میں ایمان والے بھی ہیں لیکن اکثر تو فاسق ہیں''۔

بقول علامہ مودودی (اسلامی ریاست): ''اس نظام میں اقتدار اعلیٰ کا مرکز اللہ کی ذات ہے-'' اگر یہ نظام جمہوریت رائج ہو تو دنیا کے مسائل خود بخود حل ہو جائیں-

۵-حقوقِ نسواں:

اسلام نے خواتین پر عظیم احسانات کئے-سورۃ التکویر کی آیت نمبر ۹ میں ان کے زندہ درگور ہونے کا ذکر ہے- اسلام نے بچیوں کو زندہ درگور ہونے سے بچا لیا اور انہیں معاشی' معاشرتی اور قانونی تحفظ دیا-اسلام نے خواتین کو یہ حقوق عطا فرمائے:

(i) تعلیم کا حق
(ii) جائیداد کا حق
(iii) ملازمت کا حق
(iv) کفالت عامہ کا حق
(v) بے شمار عائلی حقوق

اسلام نے بقول سید ابوالاعلیٰ مودودی (پردہ): ان پر صرف چند پابندیاں عائد کیں:

(i) فتنہ آواز پر پابندی
(ii) فتنہ خوشبو پر پابندی
(iii) فتنہ عریانی پر پابندی

Marfat.com

۶۔ غلامی کا خاتمہ (پیغام حریت)

اسلام نے غلامی کا خاتمہ فرما کر انسانیت پر بہت بڑا احسان کیا۔ سورۃ البلد اور دیگر مقامات پر غلامی کے خاتمے کا اعلان کیا ہے۔

New Encyclopaedia Britannica کے مطابق غلامی کا ادارہ اٹھارہویں صدی کے اواخر تک یورپ، چین اور روس میں بھی قائم رہا۔ حضور اکرم ﷺ غلاموں کی آزادی کے نقیب بن کر جلوہ افروز ہوئے۔

اسلام اقتصادی غلامی سے بھی انسان کو آزاد کرتا ہے۔ اگر اسلام کی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو آئی۔ایم۔ایف اور ورلڈ بنک کی غلامی سے آزادی نصیب ہو جائے۔

۷۔ معاشرتی اصلاحات:

اسلام نے بے شمار معاشرتی اصلاحات کے ذریعے انسانی معاشرے کی تقدیر بدل کر رکھ دی۔ بدعتوں، خرافات، اوہام اور فضول رسموں کو ختم کیا۔ خاندان کے ادارے، تعلیمی اداروں اور دیگر معاشرتی اداروں کی اصلاح فرمائی اور ایک پاکیزہ معاشرہ تشکیل دیا۔ ماں باپ، رشتہ داروں، پڑوسیوں، انسانوں اور حتیٰ کہ حیوانات کے حقوق مقرر فرمائے۔

آپ نے معاشرے کو ہر لحاظ سے پاک کیا۔ حضورؐ نے یہ کام اپنے دور مبارکہ میں سرانجام فرمایا پھر صحابہ کرامؓ اور خلفائے راشدینؓ نے مثالی معاشرہ اور زیادہ مستحکم فرمایا۔ دی آکسفورڈ انسائیکلوپیڈیا آف دی ماڈرن اسلامک ورلڈ جلد سوم کے مطابق:

"Islam has a much better record than other civilizations particularly, the West". (P.112)

میثاق مدینہ کے ذریعے ذمیوں کے حقوق کی پاسداری کی گئی۔ بقول Montgomery Watt:

" This treaty helped to maintain peace in the oasis".

اسلام نے اقلیتوں کو مذہبی آزادی بھی عطا فرمائی:

۸۔ عظیم معاشی اصلاحات:

اسلام نے ایک مکمل معاشی نظام کے ذریعے سے ایک فلاحی ریاست کا تصور دیا۔

۹۔ اقلیتوں کے حقوق:

اسلام نے اقلیتوں کو مذہبی آزادی بھی عطا فرمائی۔

Marfat.com

۱۰۔امن عالم:

اسلام کا ایک اور عظیم احسان قیام امن ہے۔ معاشرے میں عدیم المثال عدالتی نظام کے ذریعے اور احتساب کے ذریعے امن قائم فرمایا۔ حدود وتعزیرات اور نظام قصاص و دیت سے جرائم کو ختم کیا۔ جہاد سے انسانی ظلم کو ختم کیا اور معاشرے میں امن قائم فرمایا۔ اسلام نام ہی سلامتی کا ہے۔حضور اکرمؐ نے غزوات کے ذریعے امن قائم فرمایا:

آج بھی کشمیر 'بوسنیا' چیچنیا 'صومالیہ' مشرق وسطیٰ اور الجزائر وغیرہ میں امن قائم ہو سکتا ہے اگر مسلمان حضورؐ کے اسوہ پر عمل پیرا ہو کر جہاد کا فریضہ سرانجام دیں۔

۱۱۔انسانی بنیادی حقوق:

انسانی بنیادی حقوق کی تاریخ (1215ء)Magna Carta سے شروع ہوتی ہے۔

U.N.Declaration on Fundamental Human Rights (1948) انسانی بنیادی حقوق کا سنگ میل ہے۔

تاہم اسلام نے ۱۴۰۰ سال سے پہلے انسانیت کو بنیادی حقوق عطا فرمائے۔ زندگی کا حق' عزت و مال کا حق' خواتین کے حقوق' غلاموں کے حقوق' حریت کا حق اور بے شمار بنیادی حقوق انسانیت کو ملے۔بقول ڈاکٹر محمد حمید اللہ: خطبہ حجۃ الوداع حقوقِ انسانی کا منشورِ اول ہے۔

بقول عبدالحمید صدیقی:

"It is a sublime message for the whole of human race."

حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

النَّاسُ وَلَدُ آدَمَ، وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ. (رواه ابن سعد عن أبي هريرة).

"تمام لوگ حضرت آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنا ہے"۔

(السید احمد الهاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۱۲۸۹)

انسانی مساوات اور وحدت انسانی اور شرف انسانی جیسے عظیم تصورات اسلام نے انسانیت کو عطا فرمائے۔

Marfat.com

باب نمبر:9

کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کا تصور

علامہ ابن حجر نے گناہوں کی اقسام ۴۶۰ بتائی ہے- امام زین العابدین اور علامہ ابن نجیم نے بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں گناہوں کی کئی قسمیں بتائی ہیں- امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

''جس گناہ پر انسان بے پرواہی کے ساتھ ڈھیٹ ہو کر اقدام کرے وہ کبیرہ ہے خواہ کتنا ہی چھوٹا گناہ ہو اور جو گناہ اتفاقی سرزد ہو گیا اور اس کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے ندامت اور افسوس کے ساتھ' وہ صغیرہ ہے خواہ کتنا ہی بڑا ہو-''

امام ضحاک' امام حسن بصری' سعید بن جبیر اور علامہ ابن نجیم کا بھی یہی خیال ہے-

دل کی سیاہی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

قَالَ اللهُ تَعَالَى: إِذَا هَمَّ عَبْدِي بِحَسَنَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا، كَتَبْتُهَا لَهُ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ، إِلَى سَبْعِمَائِةِ ضِعْفٍ، وَإِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ أَكْتُبْهَا عَلَيْهِ، فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا سَيِّئَةً وَاحِدَةً.

(رواه الشيخان عن أبي هريرة).

''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جب میرے بندے نے کسی نیکی کا ارادہ کیا اور وہ اس پر عمل نہ کر پایا تو میں اس کے لئے ایک نیکی لکھ دیتا ہوں پھر اگر اس نے اُس پر عمل کر لیا تو میں اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہوں- جن کا بدلہ سات سو گنا تک ہو سکتا ہے اور جب اس نے کسی برائی کا ارادہ کیا تو وہ برائی نہ کر پایا تو میں اس پر کچھ نہیں لکھتا اور پھر اگر اس نے اس برائی پر عمل کر لیا تو میں ایک برائی لکھتا ہوں'' (السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۸۳۰)-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

''مومن بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے نتیجہ میں اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے' پھر اگر اس نے اس گناہ سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں معافی اور بخشش کی التجا واستدعا کی تو وہ سیاہ نقطہ زائل ہوتا ہے اور قلب صاف ہو جاتا ہے اور اگر اس نے گناہ کے بعد توبہ واستغفار کے بجائے مزید گناہ کئے اور گناہوں کی وادی میں قدم رکھا تو دل کی وہ سیاہی اور بڑھ جاتی ہے' یہاں تک کہ قلب پر چھا جاتی ہے۔''

آپؐ نے فرمایا کہ یہی وہ زنگ اور سیاہی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے: (ترجمہ) ان لوگوں کی بدکرداریوں کی وجہ سے ان کے دلوں پر زنگ اور سیاہی آ گئی)۔(ابن ماجہ)

گناہوں سے معافی کا طریقہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

إن الشَّيْطَانَ قَالَ: وَعِزَّتِكَ يَا رَبِّ لا أَبْرَحُ أُغْوِي عِبَادَكَ مَا دَامَتْ أَرْوَاحُهُمْ في أَجْسَادِهِمْ. فَقَالَ الرَّبُّ: وَعِزَّتِي وَجَلالِي لا أَزَالُ أَغْفِرُ لَهُمْ مَا آسْتَغْفَرُونِي. (رواه أحمد عن أبي سعيد).

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۳۰۹)۔

گناہوں سے معافی کا طریقہ توبہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

''گناہ سے توبہ کر لینے والا گنہگار بندہ بالکل اس بندے کی طرح ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو''۔(سنن ابن ماجہ)۔

اور بعض روایات میں ہے کہ آدمی گناہوں سے توبہ کے بعد ایسا بے گناہ ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ اپنی پیدائش کے وقت بے گناہ تھا(بحوالہ معارف الحدیث تالیف مولانا محمد منظور نعمانی' جلد پنجم' صفحہ ۳۱۶)۔

استغفار صرف زبان سے نکلنے والے الفاظ کا نام نہیں بلکہ وہ دل کی ایک طلب ہے۔ یعنی دل سے معافی مانگے۔ زبردست احساس ندامت ہو۔

حضرت عبداللہ بن بسرؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خوشی ہو اور مبارک ہو اس بندے کو جو اپنے اعمال نامہ میں بہت زیادہ استغفار پائے۔ (یعنی آخرت میں وہ دیکھے کہ اس کے اعمال نامہ میں استغفار بکثرت درج ہے) (سنن ابن ماجہ وسنن نسائی)۔

نمازِ توبہ:

اسے صلوٰۃ استغفار بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے:

''جس شخص سے کوئی گناہ ہو جائے پھر وہ اٹھ کر وضو کرے، پھر نماز پڑھے پھر اللہ سے مغفرت اور معافی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما ہی دیتا ہے۔ (جامع ترمذی)

جب گناہ سرزد ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا مانگی جائے۔

علامہ ابن نجیم کے نزدیک کبیرہ گناہوں کی فہرست:

علامہ ابن نجیم نے کبیرہ گناہوں کی حسب ذیل فہرست تحریر کی ہے۔ اس فہرست کا خلاصہ مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے اپنے مقالہ 'صغیرہ اور کبیرہ گناہ جن سے توبہ بہت ضروری ہے' مطبوعہ اصلاح امت ۴ تا ۱۰ دسمبر ۱۹۹۲ء ختم نبوت کراچی' کے صفحات ۱۱-۱۰ پر درج کیا ہے:

میں اب اس فہرست کو درج کرتا ہوں:

(۱) زنا کرنا۔

(۲) قوم لوط کا فعل۔

(۳) شراب پینا، اگرچہ ایک قطرہ ہو، اسی طرح تاڑی، گانجہ، بھنگ وغیرہ نشہ کی چیزیں پینا۔

(۴) چوری کرنا۔

(۵) پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا (یعنی قذف)۔

(۶) ناحق کسی کو قتل کرنا۔

(۷) شہادت کو چھپانا جب کہ اس کے سوا اور کوئی شاہد نہ ہو۔

Marfat.com

(۸) جھوٹی گواہی دینا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

شَاهِدُ الزُّورِ لا تَزُولُ قَدَمَاهُ حَتَّى يُوجِبَ اللهُ لَهُ النَّارَ.
(رواه الحاكم).

''جھوٹے گواہ کے دونوں قدم نہیں ٹلتے ۔ یہاں تک کہ اللہ اس کے لئے آگ کو واجب کر دیتا ہے''۔

(السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم الحمدیہ' حدیث نمبر:۶۹۳)

(۹) جھوٹی قسم کھانا یا جھوٹ بولنا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ، حَتى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِّيقاً، وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلى النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ، حَتى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّاباً. (رواه البخاري ومسلم عن ابن مسعود).

''بیشک سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور بیشک آدمی سچ بولتا رہتا ہے ۔ یہاں تک کہ اس کو بہت سچا لکھ دیا جاتا ہے' بیشک جھوٹ برائی اور گناہ کا راستہ دکھاتا ہے اور گناہ جہنم میں لے جاتا ہے اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے حتی کہ اس کو بہت جھوٹا لکھدیا جاتا ہے''۔

(السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم الحمدیہ' حدیث نمبر:۳۵۶)

إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ مُجَانِبٌ لِلإِيمَانِ. (رواه أحمد).

''جھوٹ سے بچ کیونکہ جھوٹ ایمان سے دور کرنے والی چیز ہے''۔

(السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم الحمدیہ' حدیث نمبر:۳۹۷)

(۱۰) کسی کا مال غصب کرنا۔

Marfat.com

(۱۱) سود کھانا۔

(۱۲) یتیم کا مال ناحق کھانا۔

(۱۳) رشوت لینا۔

(۱۴) ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔

(۱۵) قطع رحمی کرنا (قریبی رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرنا)

(۱۶) رسول ﷺ کی طرف کسی قول وفعل کو بالقصد جھوٹ منسوب کرنا۔

(۱۷) رمضان میں بلا عذر قصداً روزہ توڑنا۔

(۱۸) ناپ تول میں کمی کرنا۔

(۱۹) کسی فرض نماز کو اپنے وقت سے مقدم یا موخر کرنا۔

(۲۰) زکوٰۃ یا روزہ کو اپنے وقت پر ادا نہ کرنا (عذر مرض کی صورتیں مستثنیٰ ہیں)۔

(۲۱) حج فرض ادا کئے بغیر مر جانا (اگر موت کے وقت وصیت کر دی اور حج کا انتظام چھوڑا تو اس گناہ سے نکل گیا)۔

(۲۲) کسی مسلمان کو ظلماً نقصان پہنچانا۔

(۲۳) کسی صحابی کو برا کہنا۔

(۲۴) علماء اور حفاظ قرآن کو برا کہنا' ان کو بدنام کرنے کے درپے ہونا۔

(۲۵) کسی ظالم کے پاس کسی کی چغل خوری کرنا۔

(۲۶) دیاثت یعنی اپنی بیوی بیٹی وغیرہ کو باختیار خود حرام میں مبتلا کرنا یا اس پر راضی ہونا۔

(۲۷) کسی اجنبی عورت کو حرام پر آمادہ کرنا اور اس کے لئے دلالی کرنا۔

(۲۸) باوجود قدرت کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑنا۔

(۲۹) جادو سیکھنا اور سکھانا یا اس کا عمل کرنا۔

(۳۰) قرآن کو یاد کر کے بھلا دینا (یعنی باختیار خود لاپرواہی سے بھلا دیں کبھی مرض و ضعف وغیرہ سے ایسا ہو جائے وہ اس میں داخل نہیں اور بعض علماء نے فرمایا کہ نسیان قرآن گناہ کبیرہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایسا بھول جائے کہ دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکے۔)

(۳۱) کسی جاندار کو آگ میں جلانا (سانپ یا بچھو وغیرہ سے بچنے کی اگر کوئی اور صورت جلانے کے سوا نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں)۔

Marfat.com

(۳۲) کسی عورت کو اس کے شوہر کے پاس جانے اور حقوقِ شوہری ادا کرنے سے روکنا۔

(۳۳) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا۔

(۳۴) اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف ہونا۔

(۳۵) مردار جانور کا گوشت کھانا (حالت اضطرار میں مستثنیٰ ہے۔)

(۳۶) چغل خوری کرنا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

وقال رسول الله ﷺ: لا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ.

(رواه الشيخان).

''رسولؐ نے ارشاد فرمایا کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا''۔

(السید احمد الهاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر :۲۳۱)

(۳۷) کسی مسلمان یا غیر مسلم کی غیبت کرنا۔

(۳۸) جوا کھیلنا۔

(۳۹) مال میں اسراف (مصلحت وضرورت سے زائد خرچ کرنا)۔

(۴۰) زمین میں فساد پھیلانا۔

(۴۱) حاکم اگر وہ کسی کا حق ادا نہ کرے۔

(۴۲) اپنی عورت کو ماں بیٹی کے مثل کہنا جس کو عربی میں ظہار کہا جاتا ہے۔

(۴۳) ڈاکہ زنی۔

(۴۴) کسی صغیرہ گناہ کا بار بار کرنا ۔

(۴۵) گناہوں پر کسی کی اعانت کرنا یا گناہ پر آمادہ کرنا۔

(۴۶) لوگوں کو گانا سنانا اور عورت کا گانا سننا۔

(۴۷) لوگوں کے سامنے ستر کھولنا۔

(۴۸) کسی حق واجب کے ادا کرنے میں بخل کرنا۔

(۴۹) غیبت کرنا۔

(۵۰) خودکشی کرنا یا اپنے کسی عضو کو باختیار خود تلف کرنا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خودکشی کے بارے میں فرمایا:

مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى فِيهَا خَالِداً مَخلَّداً فِيهَا أبداً، وَمَنْ تَحَسَّى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسَمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهنَّمَ خَالِداً مُخَلداً فِيهَا أبداً، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يجأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِداً مُخَلَّداً فِيهَا أَبداً.

(رواه البخاري عن أبي هريرة).

''جس آدمی نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرایا اور خودکشی کر لی تو وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گرایا جاتا رہے گا اور جس آدمی نے اپنے آپ کو زہر کے ذریعہ قتل کیا تو زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زہر پیتا رہے گا جس آدمی نے کسی آلہ سے اپنے آپ کو قتل کیا تو وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسی آلہ کو اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا'' (السید احمد الهاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر: ۱۱۷۹)

(۵۱) پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا۔

(۵۲) صدقہ (ہدیہ) دے کر احسان جتلانا اور تکلیف پہنچانا۔

(۵۳) قضا وقدر (تقدیر) کا انکار کرنا۔

(۵۴) اپنے امیر سے غداری کرنا۔

(۵۵) خنزیر کا گوشت وغیرہ کھانا (حالتِ اضطرار میں مستثنیٰ ہے)۔

(۵۶) نجومی یا کاہن کی تصدیق کرنا۔

(۵۷) لوگوں کے نسب پر طعنے دینا۔

(۵۸) کسی مخلوق کے لئے بطور نذر تقرب جانور کی قربانی کرنا۔

(۵۹) تہبند یا پاجامہ وغیرہ کا ازراہ تکبر ٹخنوں سے نیچے لٹکانا۔

(۶۰) کسی گمراہی کی طرف لوگوں کو بلانا یا کوئی بری رسم نکالنا۔

(۶۱) اپنے مسلمان بھائی کی طرف تلوار یا چاقو وغیرہ سے مارنے کا اشارہ کرنا۔

(۶۲) جھگڑے لڑائی کا خوگر ہونا۔

(۶۳) احسان کرنے والے کی ناشکری کرنا۔

(۶۴) ضرورت سے زائد پانی سے غسل کرنا۔

(۶۵) حرم محترم میں الحاد و گمراہی پھیلانا (یہ ہر جگہ گناہ ہے مگر حرم میں اشد ہے)۔

(۶۶) لوگوں کے پوشیدہ عیوب کو تلاش کرنا اور ان کے در پے ہونا۔

(۶۷) چوسر کھیلنا یا طبلہ سارنگی وغیرہ بجانا (اور ہر کھیل جس کی حرمت پر علماء کا اتفاق ہے گناہ کبیرہ میں داخل ہے)

(۶۸) بھنگ کھانا و پینا۔

(۶۹) مسلمان کا کسی مسلمان کو کافر کہنا۔

(۷۰) ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان کے حقوق میں برابری نہ کرنا۔

(۷۱) حائضہ عورت سے جماع کرنا۔

(۷۲) مسلمانوں پر اشیاء کی گرانی سے خوش ہونا۔

(۷۳) عالم کا اپنے علم پر عمل نہ کرنا۔

(۷۴) کسی کھانے کو برا کہنا (بنانے یا پکانے کی خرابی بیان کرنا اس میں داخل نہیں)۔

(۷۵) گانے بجانے کے ساتھ رقص کرنا۔

(۷۶) دنیا کی محبت (یعنی دین کے مقابلے میں دنیا کو ترجیح دینا)۔

(۷۷) کسی دوسرے کے گھر میں جھانکنا۔

(۷۸) دوسرے کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونا۔

صغیرہ گناہوں کی فہرست:

چھوٹے گناہ جو بار بار کرنے سے کبیرہ یعنی بڑے گناہ بن جاتے ہیں:

(۱) غیر محرم عورت کی طرف جان بوجھ کر دیکھنا۔

(۲) اجنبی عورت کے ساتھ تنہا مکان میں بیٹھنا یا اس کو ہاتھ لگانا۔

(۳) کسی انسان یا جانور پر لعنت کرنا۔

(۴) وہ جھوٹ جس میں کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

(۵) کسی مسلمان سے بلا عذر ترک تعلق رکھنا تین دن سے زیادہ۔

(۶) بغیر علم و تحقیق کے کسی کی طرف سے جھگڑا کرنا اور بعد علم و تحقیق کے خلاف حق پر جھگڑا کرنا۔

(۷) نماز میں با اختیار خود ہنسنا یا کسی مصیبت کی وجہ سے رونا۔

Marfat.com

(۸) مرد کو ریشمی لباس پہننا۔

(۹) اکڑا اور اترا کر چلنا۔

(۱۰) کسی مسلمان کی ہجو کرنا اگرچہ اشارہ و کنایہ سے ہو۔

(۱۱) بالا خانہ وغیرہ پر بلا ضرورت چڑھنا جس سے لوگوں کے مکانات سامنے پڑیں۔

(۱۲) کسی فاسق کے پاس بیٹھنا اٹھنا۔

(۱۳) مکروہ اوقات میں طلوع و غروب اور نصف النہار کے وقت میں نماز پڑھنا۔

(۱۴) ممنوع ایام عیدین اور ایام تشریق میں روزہ رکھنا۔

(۱۵) کسی مسجد میں نجاست داخل کرنا۔

(۱۶) مسجد میں کسی مجنون یا اتنے چھوٹے بچے کو لے جانا جس سے مسجد کی ناپاکی کا خطرہ ہو۔

(۱۷) پیشاب وغیرہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے بیٹھنا۔

(۱۸) صوم وصلوٰۃ یعنی اس طرح روزہ پر روزہ رکھنا کہ درمیان میں بالکل افطار نہ کرے۔

(۱۹) جس عورت سے ظہار کر لیا ہو کفارہ ظہار ادا کرنے سے پہلے اس سے جماع کرنا۔

(۲۰) عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا (مجبوری میں سفر کرنا پڑے تو وہ اس سے مستثنٰی ہے)۔

(۲۱) کھانے پینے کی ضروری چیزیں اناج وغیرہ کو گرانی کے انتظار میں روکنا۔

(۲۲) کسی چیز کا معاملہ دو شخصوں میں خرید و فروخت کا ہو رہا ہے یا کسی کی منگنی کسی جگہ ہو رہی ہے اس جگہ سے جواب ہونے سے پہلے اس کی خریداری یا اس پیغام میں رکاوٹ ڈالنا۔

(۲۳) گاؤں والے جو مال شہر میں بیچنے کے لئے لائیں اس کو بطور آڑھت کے فروخت کرنا۔

(۲۴) شہر میں آنے والا مال بازار میں آنے سے پہلے شہر سے باہر خریدنا۔

(۲۵) جمعہ کی اذان کے بعد خرید و فروخت کرنا۔

(۲۶) سودے کے عیب کو اس کی بیع کے وقت چھپانا۔

(۲۷) شوقیہ کتا پالنا (شکار کے لئے، کھیت، باغ یا گھر کی حفاظت کے لیئے پالا جائے تو جائز ہے)۔

(۲۸) شراب کو اپنے گھر میں رکھنا۔

(۲۹) شطرنج کھیلنا۔

(۳۰) شراب کی خرید و فروخت کرنا۔

(۳۱) معمولی چیزیں مثلاً ایک دو لقمے کی چوری کرنا۔

Marfat.com

(۳۲) حدیث سنانے یا بتلانے پر اجرت وصول کرنا۔

(۳۳) کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔

(۳۴) غسل خانہ یا پانی کے گھاٹ پر پیشاب کرنا۔

(۳۵) نماز میں سدل کرنا یعنی کپڑا درست کرنا۔

(۳۶) بحالت جنابت (حاجت غسل) اذان دینا۔

(۳۷) بحالت جنابت مسجد میں بلا عذر داخل ہونا۔

(۳۸) نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا۔

(۳۹) نماز میں ایک لمبی چادر میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ نکالنا مشکل ہو۔

(۴۰) نماز میں کپڑے یا بدن کے ساتھ کھیل کرنا یعنی بلا ضرورت کسی عضو کو حرکت دینا یا کپڑے کو الٹ پلٹ کرنا۔

(۴۱) کسی نماز پڑھنے والے کے آگے یا اس کی طرف رخ کر کے بیٹھنا یا کھڑا ہونا۔

(۴۲) نماز میں دائیں بائیں یا آسمان کی طرف دیکھنا۔

(۴۳) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا۔

(۴۴) مسجد میں ایسے کام کرنا جو عبادت نہیں۔

(۴۵) زکواۃ ردی مال سے ادا کرنا۔

(۴۶) جانور کو پشت کی طرف سے ذبح کرنا۔

(۴۷) سڑی ہوئی مچھلی یا جو مر کر پانی کے اوپر آجائے اس کو کھانا۔

(۴۸) مچھلی کے سوا کوئی دوسرا جانور مرا ہوا کھانا۔

(۴۹) حکومت کی طرف سے (بلا ضرورت) چیزوں کا بھاؤ مقرر کرنا۔

(۵۰) لڑکی عاقلہ بالغہ کا اپنا نکاح خود بلا اجازت ولی کرنا (جب کہ ولی بلا وجہ نکاح میں مانع نہ ہو)۔

(۵۱) نکاح شغار (یعنی ایک لڑکی کے مہر میں بجائے روپے پیسے کے اپنی لڑکی دینا اور وہ صورت جس کو ہمارے یہاں عرف عام میں آنٹا سانٹا وٹہ سٹہ کہتے ہیں جس میں دونوں لڑکیوں کا مہر علیحدہ علیحدہ مقرر ہو وہ اس میں داخل نہیں جائز ہے)۔

(۵۲) زوجہ کو ایک وقت میں ایک سے زائد طلاق دینا۔ زوجہ کو بلا وجہ اور بلا ضرورت بائن طلاق دینا (بلکہ رجعی طلاق دینا چاہیے)۔

Marfat.com

کس وقت تک گناہوں سے توبہ قبول ہوتی ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک غرغرہ کی کیفیت شروع نہ ہو'' (جامع ترمذی شریف)۔

مولانا محمد منظور نعمانی رقمطراز ہیں:

''موت کے وقت جب بندے کی روح جسم سے نکلنے لگتی ہے تو حلق کی نالی میں ایک قسم کی آواز پیدا ہو جاتی ہے جسے عربی میں غرغرہ اور اردو میں ''خرہ چلنا'' کہتے ہیں۔ اس کے بعد زندگی کی کوئی آس اور امید نہیں رہتی'' (معارف الحدیث' جلد پنجم' صفحہ ۳۲۲)۔

سورۃ النساء کی آیات نمبر ۱۷' ۱۸ میں ارشاد ہے:

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوٓءَ بِجَهَالَةٍ
ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ فَأُولٰٓئِكَ يَتُوبُ اللّٰهُ
عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿۱۷﴾

''اللہ تعالیٰ صرف انہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو بوجہ نادانی کوئی برائی کر گزریں پھر جلد اس سے باز آ جائیں اور توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی توبہ قبول کرتا ہے' اللہ تعالیٰ بڑے علم والا حکمت والا ہے''۔

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّـَٔاتِ ۚ حَتّٰٓى
إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْـَٔانَ
وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۚ أُولٰٓئِكَ
أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۱۸﴾

''ان کی توبہ نہیں جو برائیاں کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آ جائے تو کہہ دے کہ میں نے اب توبہ کی اور ان کی توبہ بھی قبول نہیں جو کفر پر ہی مر جائیں' یہی لوگ ہیں جن کے لئے ہم نے المناک عذاب تیار کر رکھا ہے''۔

حدیث بالا اور آیات مبارکہ کا یہی مفہوم ہے کہ انسان کو چاہیئے کہ توبہ کے معاملہ میں ٹال مٹول نہ کرے۔ موت کا کچھ پتہ نہیں کب آ جائے اور خدانخواستہ توبہ کرنے کا وقت ہی نہ مل سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے بچائے۔ آمین!

Marfat.com

باب نمبر:10

نبیؐ التوبہ

(توبہ کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا اسوہ حسنہ)

توبہ قرآن حکیم کی روشنی میں:

ارشاد ربانی ہے:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّن

تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ ۝

''بے شک جو لوگ اپنے ایمان لانے کے بعد کفر کریں پھر کفر میں بڑھ جائیں، ان کی توبہ ہرگز ہرگز قبول نہ کی جائے گی، یہی گمراہ لوگ ہیں'' (سورۃ ال عمران، ۹۰)۔

مولوی محبوب عالم رقمطراز ہیں:

''توبہ اس ندامت اور پشیمانی کا نام ہے جو گناہ پر اس کے گناہ ہونے کے لحاظ سے حاصل ہو اور ساتھ اس بات کا بھی پختہ ارادہ ہو کہ آئندہ وہ کام نہ کیا جائے گا''۔

(بحوالہ: اسلامی انسائیکلو پیڈیا، الفیصل ناشران، ۱۹۹۲ء ایڈیشن، صفحہ نمبر ۲۱۰)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

وقال رسول الله ﷺ: والذي نَفْسِي بِيَدِهِ لو لم تُذْنِبُوا لَذَهَبَ الله تَعَالَى بِكُمْ وَجَاءَ بِقَومٍ يُذْنِبُونَ فَيَسْتَغْفِرُونَ الله تَعَالَى فَيَغْفِرُ لَهُمْ. (رواه مسلم).

''اللہ کے رسول نے فرمایا کہ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تمہارے پاس ایک ایسی قوم کو لائے گا جو گناہ کریں گے اور پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں گے پس اللہ تعالیٰ اُن سب کو معاف کردے گا''۔

(السید احمد الھاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر: ۱۲۵)

Marfat.com

یہ چند روزہ زندگی کیا ہے؟ اس کی کیا حقیقت ہے؟ یہ زندگی ظلم، جھوٹ، فریب اور گناہوں کی داستان ہے۔ یہ زندگی اخلاقی تنزل کی داستان ہے۔ یہ زندگی سنہری اقدار کا مدفن ہے۔ یہ عالم آب وگل رعنائیوں سے بھرپور ہے۔ عمر رفتہ کتاب زندگی کے اوراق پارینہ ہیں۔ اس دنیا میں کسی کو ثبات نہیں۔

قرآن حکیم ہمیں تصور دیتا ہے کہ انسان فانی ہے ایک دن اس نے اپنے خالق حقیقی کے حضور پیش ہونا ہے۔ اس دن ایک کٹھن امتحان ہوگا۔ اس امتحان میں کامیابی کے لئے لازم ہے کہ ابھی سے اس کی تیاری کرلی جائے۔ اللہ گناہوں کو معاف فرمانے والا ہے۔ زندگی ہی میں توبہ کی جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی التوبہ بھی ہیں۔

اللہ کی بے کراں بخشش:

اگر ہم اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں میں غور وفکر کریں تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اس کے بے کراں لطف وکرم کا پتہ چلتا ہے۔ مندرجہ ذیل اسمائے حسنیٰ اس بات کی دلیل ہیں کہ اس کی ذات گرامی انسانوں کی خطاؤں کو بخشنے والی ہے اگر ہم اس سے بخشش طلب کریں:

الرحمن: بے حد رحم کرنے والا

الرحیم: بڑا مہربان

اللطیف: بڑا لطف وکرم کرنے والا

الکریم: بہت کرم کرنے والا

الودود: بہت محبت کرنے والا

البّر: بڑا اچھا سلوک کرنے والا

التوّاب: بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا

العفو: بہت زیادہ معاف کرنے والا

الرؤف: بہت بڑا مشفق

(بحوالہ: حصن حصین، صفحات ۵۸-۴۴)

اس سے وہ توبہ مراد ہے جو موت کے وقت ہو۔ ورنہ توبہ کا دروازہ تو ہر ایک کے لئے ہر وقت کھلا ہے۔ علاوہ ازیں قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بار بار توبہ کی اہمیت اور قبولیت کو بیان فرمایا:

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّئَاتِ
وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٢٥﴾

Marfat.com

"وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو (سب) جانتا ہے" (الشوریٰ ۔ ۲۵)۔

ارشاد ربانی ہے:

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾

"کیا ان کو یہ خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہی صدقات کو قبول فرماتا ہے اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے میں اور رحمت کرنے میں کامل ہے" (التوبۃ ۔ ۱۰۴)۔

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى
اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ
وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰٓىِٕكَ
اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِـيْمًا ﴿۱۸﴾

"اُن کی توبہ نہیں جو برائیاں کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آجائے تو کہہ دے کہ میں نے اب توبہ کی اور ان کی توبہ بھی قبول نہیں جو کفر پر ہی مر جائیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے ہم نے المناک عذاب تیار کر رکھا ہے" (النساء ۔ ۱۸)۔

توبة النصوح :

سورت تحریم کی آیت نمبر ۸ میں ارشاد ربانی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ
اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ
يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا
نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۸﴾

"اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو ۔ قریب ہے کہ تمارا رب تمہارے گناہ دور کر دے اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ۔ جس دن اللہ تعالیٰ نبی کو اور ایمان والوں کو جو ان کے ساتھ ہیں رسوا نہ

Marfat.com

کرے گا۔ ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہو گا۔ یہ دعائیں کرتے ہوں گے اے ہمارے رب ہمیں کامل نور عطا فرما اور ہمیں بخش دے یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"توبۃ النصوح یہ ہے کہ دل سے نادم ہو۔ زبان سے استغفار کرے' جسم کو گناہ سے قطعاً روکے اور نیت کرے کہ آئندہ پھر اس گناہ کا ارتکاب نہ کرونگا"

سورت تحریم کی آیت نمبر ۸ کی تفسیر ملاحظہ ہو:

خالص توبہ کی تفصیل :

خالص توبہ کی تفصیل یوں ہے:

(۱) جس گناہ سے وہ توبہ کر رہا ہے' اسے ترک کر دے۔

(۲) اس پر اللہ کی بارگاہ میں ندامت کا اظہار کرے۔

(۳) آئندہ اسے نہ کرنے کا عزم رکھے۔

(۴) اگر اس گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہے تو جس کا حق غصب کیا ہے' اس کا ازالہ کرے' جس کے ساتھ زیادتی کی ہے' اس سے معافی مانگے' محض زبان سے توبہ کر لینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

(مولانا محمد جونا گڑھی ومولانا صلاح الدین یوسف' قرآن حکیم مع اردو ترجمہ وتفسیر' صفحہ نمبر ۱۶۰۰)

سورت النساء کی آیت نمبر ۱۱۰ میں ارشاد ہے:

وَمَنْ يَعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

"جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے استغفار کرے تو وہ اللہ کو بخشنے والا' مہربانی کرنے والا پائے گا۔"

تفسیر ابن کثیر میں سورت النسآء کی آیت نمبر ۱۸ کی تفسیر یوں بیان فرمائی گئی:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جب تک غرغرہ شروع نہ ہو (ترمذی) جو بھی مومن بندہ اپنی موت سے مہینہ بھر پہلے توبہ کر لے اس کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتا ہے یہاں تک کہ اس کے بعد بھی بلکہ موت

Marfat.com

سے ایک دن پہلے بھی بلکہ ایک ساعت پہلے بھی جو بھی اخلاص اور سچائی کے ساتھ اپنے رب کی طرف جھکے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جو اپنی موت سے ایک سال پہلے توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور جو مہینہ بھر پہلے توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ بھی قبول فرماتا ہے اور جو ہفتہ بھر پہلے توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ بھی قبول فرماتا ہے''۔ (تفسیر ابن کثیر' اردو ترجمہ' مکتبہ تعمیر انسانیت' جلد اول' صفحہ ۵۵۶)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

وقال رسول الله ﷺ: إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَبْسُطُ يَدَهُ بِـاللَّيْلِ لِيَتُـوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا. (رواه مسلم).

''رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالےٰ اپنا ہاتھ رات کو پھیلاتا ہے تاکہ دن کا گنہگار شخص توبہ کرلے اور اللہ تعالےٰ اپنا ہاتھ دن کو پھیلا دیتا ہے تاکہ رات کے گنہگار کی توبہ قبول کی جائے۔ (یہ توبہ جاری رہے گی) یہاں تک کہ مغرب سے سورج طلوع ہوگا''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۳۲)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ تَابَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبها تَابَ اللهُ عَلَيْهِ. (رواه مسلم).

''جس شخص نے مغرب سے سورج طلوع ہونے سے قبل توبہ کی۔ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائیں گے'' (السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۳۳)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

طُوبَى لِمَنْ مَلَكَ لِسَانَهُ، وَوَسِعَهُ بَيْتُهُ، وَبَكَى عَلَى خَطِيئَتِهِ.
(رواه الطبراني عن ثوبان).

''سب سے بہتر ہے وہ جس نے اپنی زبان کو قابو میں رکھا اور اپنے گھر کو کھلا رکھا اور اپنی خطاؤں پر رویا'' (السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۷۴۳)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

طُوبَى لِمَنْ وَجَدَ فِي صَحِيفَتِهِ اسْتِغْفَاراً كَثِيراً. (رواه ابن ماجة).

''سب سے بہتر ہے وہ شخص جس نے اپنے نامۂ اعمال میں زیادہ بخشش مانگنے کو پالیا''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۷۴۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ قبول کرتا ہے اور اسے بخش دیتا ہے جب تک پردہ نہ پڑ جائے۔ عرض کیا گیا کہ پردہ پڑنے سے کیا مطلب ہے؟ فرمایا شرک کی حالت میں جان نکل جانا' ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے سخت دردناک' المناک اور ہمیشہ رہنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے'' (مسند احمد)۔

توبہ کی اہمیت وقبولیت احادیث کی روشنی میں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم (زیادہ سے زیادہ) اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کیا کرو اس لئے کہ میں (خود) دن میں سو (۱۰۰) مرتبہ توبہ کرتا ہوں (صحیح مسلم)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''جو شخص چاہے کہ قیامت کے دن اس کا نامہ اعمال اس کو خوش کر دے تو اس کو کثرت سے (توبہ و) استغفار کرتے رہنا چاہیے''۔

ایک اور جگہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو بھی مسلمان کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے گناہ لکھنے پر مقرر فرشتہ تین گھڑی (کچھ دیر) توقف کرتا ہے۔ اگر اس نے اس تین ساعت کے وقفہ کے کسی بھی حصہ میں اللہ سے اپنے اس گناہ کی مغفرت مانگ لی تو وہ فرشتہ (اس گناہ کو نہیں لکھتا اور) قیامت کے دن اس کو اس گناہ پر واقف نہ کرے گا اور نہ اس پر عذاب دیا جائے گا''۔

آپ کا ارشاد گرامی ہے:

''ابلیس (شیطان) نے اپنے پروردگار سے عرض کیا: تیری عزت وجلال کی قسم! میں اولاد آدم کو جب تک ان کے (بدن میں) جانیں ہیں برابر گمراہ کرتا رہوں گا۔ تو اس پر اس کے پروردگار نے فرمایا: ''تو مجھے بھی اپنی عزت وجلال کی قسم ہے کہ میں بھی ان کی برابر مغفرت کرتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے مغفرت مانگتے رہیں گے''۔

ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنا شروع کر دیا

Marfat.com

:ہائے میرے گناہ (تو اس پر حضورؐ نے فرمایا: تو استغفار کیوں نہیں کرتا)۔

توبہ کی اہمیت ایک اور حدیث سے بھی اجاگر ہوتی ہے:

''جو بھی دو محافظ فرشتے کسی بھی دن (کسی بندے کا) نامہ اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کرتے ہیں اور وہ اس نامہ اعمال کے اول و آخر میں استغفار دیکھتے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: بے شک میں نے معاف کر دیئے وہ تمام گناہ جو اس نامہ اعمال کے دونوں طرفوں (اول و آخر) کے درمیان (لکھے ہوئے) ہیں''۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ أَكْثَرَ مِنَ الاِسْتِغْفَارِ جَعَلَ اللهُ لَهُ مِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجاً وَمِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَخْرَجاً وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لا يَحْتَسِبُ. (رواه أحمد).

''جو شخص کثرت سے استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے ہر غم کو دور کر دیتے ہیں اور ہر تنگی میں راستہ نکالتے ہیں اُس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتے ہیں کہ جہاں اس کا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا'' (السید احمد الھاشمی مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ حدیث نمبر: ۱۱۵۹)

آپؐ کا ارشاد گرامی ہے:

''جو کوئی تمام مومن (بھائیوں) اور مومن (بہنوں) کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتا ہے اللہ تعالیٰ ہر مومن مرد اور مومن عورت کے (استغفار) کے بدلے ایک نیکی اس کے لئے لکھ دیتے ہیں۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''اللہ تعالیٰ (اولادِ آدم سے خطاب فرما کر) کہتے ہیں: اے آدم کی اولاد! بے شک تو جب تک مجھ سے دعا مانگتا رہے گا اور (مغفرت کی) امید رکھے گا میں تجھ کو معاف کرتا رہوں گا چاہے کتنے ہی گناہ کیوں نہ ہوں اور (مطلق) پرواہ نہیں کروں گا۔ اے آدم کی اولاد! اگر تیرے گناہ (زمین سے) آسمان کی بلندی تک بھی پہنچ جائیں گے اور پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرے گا تو میں تیرے گناہ بخش دونگا۔ اے آدم کی اولاد! اگر تو زمین بھر گناہ بھی میرے سامنے لائے گا اور پھر تو میرے سامنے اس حالت میں پیش ہوگا کہ تو نے کسی بھی چیز کو میرے ساتھ شریک نہ کیا ہوگا تو میں بھی زمین بھر مغفرت تیرے لئے

Marfat.com

ضرور لاؤں گا۔ (وسیع تر مغفرت سے سرفراز کردوں گا)۔"

ایک اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اگر چہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کی مانند (بے شمار) ہوں۔

توبہ کا طریقہ اور دُعا:

انسان سے جب بھی کوئی خطا سرزد ہو جائے یا گناہ کر بیٹھے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر کہے:

اے اللہ! میں تیرے سامنے اس (خطا یا گناہ) سے توبہ کرتا ہوں اور (عہد کرتا ہوں کہ) پھر کبھی یہ (گناہ یا خطا) نہیں کروں گا۔

جو شخص اس طرح توبہ کرے گا اس کا گناہ بخش دیا جائے گا بشرطیکہ دوبارہ وہی گناہ نہ کرے۔

نمازِ توبہ:

"جو شخص بھی کوئی گناہ کر بیٹھے تو فوراً اُٹھ کھڑا ہو اور اچھی طرح غسل کرے یا وضو کرے پھر دو رکعت نمازِ توبہ پڑھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے اس گناہ کی مغفرت طلب کرے"۔

دُعا ہی کی ایک خاص قسم استغفار ہے، یعنی اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں اور قصوروں کی معافی اور بخشش مانگنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اللہ کے یہاں کوئی چیز دعا سے زیادہ عزیز اور قیمتی نہیں ہے"۔

(معارف الحدیث، مولانا محمد منظور نعمانی، جلد ۵، ۳۱۰)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کا سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ فرماتے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ۔

"یعنی اے اللہ میں تجھ سے بخشش و معافی چاہتا ہوں"۔

توبہ واستغفار کے باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُسوہ حسنہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مومن بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے نتیجہ میں اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ

جاتا ہے' پھر اگر اس نے اس گناہ سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں معافی اور بخشش التجا و استدعا کی تو وہ سیاہ نقطہ زائل ہو جاتا ہے اور قلب صاف ہو جاتا ہے۔ اگر اس نے گناہ کے بعد توبہ و استغفار کی بجائے مزید گناہ کیے اور گناہوں کی وادی میں قدم بڑھائے تو دل کی وہ سیاہی اور بڑھ جاتی ہے' یہاں تک کہ قلب پر چھا جاتی ہے''۔

(مسند احمد' جامع ترمذی' سنن ابن ماجہ)۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی وفات کے وقت فرمایا:

''میں نے ایک بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی تھی اور تم سے اب تک چھپائی تھی (اب جبکہ میرا آخری وقت ہے وہ میں تم کو بتاتا ہوں اور وہ امانت تمہارے سپرد کرتا ہوں)۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ آپ فرماتے تھے: اگر بالفرض تم سب (ملائکہ کی طرح) بے گناہ ہو جاؤ اور تم سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو' تو اللہ اور مخلوق پیدا کرے گا جن سے گناہ بھی سرزد ہوں گے' پھر اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کا فیصلہ فرمائے گا (اور اس طرح اس کی شان غفاریت کا ظہور ہو گا)'' (صحیح مسلم)۔

بار بار استغفار کرنے والوں کی فضیلت:

حدیث قدسی ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اور مردوں کے لئے زندوں کا خاص ہدیہ ان کے لئے دعائے مغفرت ہے''۔

(شعب الایمان للبیہقی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت میں کسی مرد صالح کا درجہ ایک دم بلند کر دیا جاتا ہے تو وہ جنتی بندہ پوچھتا ہے کہ اے پروردگار! میرے درجہ اور مرتبہ میں یہ ترقی کس وجہ سے اور کہاں سے ہوئی؟۔ جواب ملتا ہے کہ تیرے واسطے تیری فلاں اولاد کے دُعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے'' (مسند احمد)

Marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَن آسْتَغْفَرَ اللهَ فِي كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْكَاذِبِينَ، وَمَنِ آسْتَغْفَرَ اللهَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ سَبْعِينَ مَرَّةً، لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ.

(رواه ابن السني عن السيدة عائشة).

''جو آدمی ہر (دن) روز ستر دفعہ استغفار کرے تو جھوٹوں میں نہیں لکھا جائے گا اور اگر ہر رات ستر مرتبہ استغفار کرے تو غافلین میں نہیں لکھا جائے گا''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۱۱۴۲)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لا ذَنْبَ لَهُ، وَالْمُسْتَغْفِرُ مِنَ الذَّنْبِ وَهُوَ مُقِيمٌ عَلَيْهِ كَالْمُسْتَهْزِيءِ بِرَبِّهِ.

(رواه البيهقي).

''گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں اور گناہ سے بخشش چاہنے والا اور پھر اس (گناہ) پر قائم رہنے والا ایسا ہے۔ جیسے کہ وہ اپنے رب سے مذاق کرنے والا ہے'' (السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۴۸۰)۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو بندہ عام ایمان والوں اور ایمان والیوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے گا اس کے لیے ہر مومن مرد و عورت کے حساب سے ایک ایک نیکی لکھی جائے گی'' (معجم کبیر للطبرانی)۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو بندہ عام مومنین و مومنات کے لئے ہر روز (۲۷ دفعہ) اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت کی دعا کرے گا وہ اللہ کے ان مقبول بندوں میں سے ہو جائے گا جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور جن کی برکت سے دنیا والوں کو رزق ملتا ہے'' (معجم کبیر طبرانی)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

''جس بندے نے اخلاص اور دل کے یقین کے ساتھ دن کے کسی حصے میں اللہ کے حضور میں یہ عرض کیا اللھم انت ربی (یعنی ان کلمات کے ساتھ استغفار کیا) اور اسی دن رات شروع ہونے سے پہلے اس کو موت آ گئی تو وہ بلاشبہ جنت میں جائے گا اور اسی طرح اگر کسی نے رات کے کسی حصے میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ عرض کیا اور صبح ہونے سے پہلے اس رات میں وہ چل بسا تو بلاشبہ وہ جنت میں جائے گا'' (صحیح بخاری)۔

مندرجہ بالا حدیث میں استغفار کے ایک کلمہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''سید الاستغفار'' بتایا ہے اور اس کی غیر معمولی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو بندہ استغفار کو لازم پکڑ لے (یعنی اللہ تعالیٰ سے برابر اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہے) تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی اور مشکل سے نکلنے اور رہائی پانے کا راستہ بتا دے گا اور اس کی ہر فکر اور ہر پریشانی کو دور کر کے کشادگی اور اطمینان عطا فرما دے گا اور اس کو ان طریقوں سے رزق دے گا جن کا کہ اس کو خیال و گمان بھی نہ ہو گا۔''

(مسند احمد، سنن ابی داؤد)

استغفار کی فضیلت چند اور احادیث میں ملاحظہ ہو:

صَاحِبُ الْيَمِينِ أَمِيرٌ عَلَى صَاحِبِ الشِّمَالِ، فَإِذَا عَمِلَ الْعَبْدُ حَسَنَةً كَتَبَهَا بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، وَإِذَا عَمِلَ سَيِّئَةً فَأَرَادَ صَاحِبُ الشِّمَالِ أَنْ يَكْتُبَهَا، قَالَ لَهُ صَاحِبُ الْيَمِينِ: أَمْسِكْ، فَيُمْسِكُ سِتَّ سَاعَاتٍ، فَإِنِ اسْتَغْفَرَ اللهَ مِنْهَا، لَمْ يَكْتُبْ عَلَيْهِ شَيْئاً، وَإِنْ لَمْ يَسْتَغْفِرِ اللهَ كَتَبَ عَلَيْهِ سَيِّئَةً وَاحِدَةً. (رواه البيهقي عن أبي أمامة).

''دائیں ہاتھ والا فرشتہ بائیں ہاتھ والے فرشتے پر حاکم ہوتا ہے۔ پھر جب بندے نے کوئی اچھا کام کیا تو دائیں ہاتھ کا فرشتہ (دس نیکیوں کے برابر لکھ لیتا ہے) اور جب اس نے برا کام کیا۔ تو بائیں ہاتھ کا فرشتہ چاہتا ہے کہ لکھے تو اس کو دائیں ہاتھ کا فرشتہ کہتا ہے کہ رک جا۔ تو وہ رکا رہتا ہے چھ گھنٹوں تک۔ پھر اگر اس نے اللہ سے بخشش مانگ لی تو وہ اس کے خلاف کچھ نہیں لکھتا اور اگر اس نے بخشش نہ مانگی تو اس نے اس کے خلاف

ایک برائی لکھ لی''(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۷۰۳)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، كَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ حَسَنَةً. (رواه الطبراني عن عبادة).

''جو آدمی مومنین اور مومنات کے لئے استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ ہر مومن اور مومنہ کے بدلے ایک نیکی لکھے گا''(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۱۱۴۳)۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے:

إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تُكْثِرُوا مِنَ الاسْتِغْفَارِ فَافعلوا فَإِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ أَنْجَحَ عِنْدَ اللهِ تَعَالَى وَلا أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهُ. (رواه الحكيم).

''اگر تم استغفار میں کثرت کی طاقت رکھتے ہو تو خوب کثرت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سے زیادہ کامیابی اور محبوب کوئی چیز نہیں ہے''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۳۴۷)

عَلَيْكُمْ بِلا إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَالاِسْتِغْفَارِ، فَأَكْثِرُوا مِنْهُمَا، فَإِنَّ إِبْلِيسَ قَالَ: أَهْلَكْتُ النَّاسَ بِالذُّنُوبِ وَأَهْلَكُونِي بِلا إِلَهَ إِلاَّ اللهُ والاسْتِغْفَارِ، فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ أَهْلَكْتُهُمْ بِالأَهْوَاءِ، وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ. (رواه أبو يعلى عن أبي بكر).

''لا الٰہ الا اللہ کہنا اور استغفار کرنا تم پر لازم ہے' ان دونوں میں کثرت اختیار کرو کیونکہ شیطان نے کہا کہ میں نے لوگوں کو گناہوں کی وجہ سے ہلاک کر دیا اور انہوں نے مجھے لا الٰہ الا اللہ اور استغفار سے ہلاک کر دیا۔ جب میں نے یہ منظر دیکھا تو میں نے ان کو خواہشات کے ذریعے ہلاک کر دیا جس سے وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں۔ (حالانکہ ایسا نہیں)''(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۷۸۰)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

سَيِّدُ الاسْتِغْفَارِ أَنْ يَقُولَ الْعَبْدُ: «اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لا إِلٰهَ إِلاَّ أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ ما اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلاَّ أَنْتَ».

(رواه البخاري).

''سب سے بڑی استغفار یہ ہے کہ بندہ کہے اے میرے اللہ! تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تو نے مجھ کو پیدا کیا اور میں مقدور بھر تیرے وعدے پر قائم ہوں۔ میں اس برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو برائی میں نے کی ہے میں تیری نعمت کا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ تو مجھے معاف فرما دے۔ بیشک تیرے علاوہ کوئی بھی گناہ کو معاف نہیں کرسکتا'' (السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۱۲۶)۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا' آپ ارشاد فرماتے تھے:

''خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس مسافر آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو (اثنائے سفر میں) کسی ایسی غیر آباد اور سنسان زمین پر اُتر گیا ہو جو سامان حیات سے خالی اور اسباب ہلاکت سے بھرپور ہو اور اس کے ساتھ بس اس کی سواری کی اونٹنی ہو اسی پر اس کے کھانے پینے کا سامان ہو' پھر وہ (آرام لینے کے لئے) سر رکھ کے لیٹ جائے پھر اسے نیند آ جائے پھر اس کی آنکھ کھلے تو دیکھے کہ اس کی اونٹنی (پورے سامان سمیت) غائب ہے' پھر وہ اس کی تلاش میں سرگرداں ہو' یہاں تک کہ گرمی اور پیاس وغیرہ کی شدت سے جب اس کی جان پر بن آئے تو وہ سوچنے لگے کہ (میرے لئے اب یہی بہتر ہے) کہ میں اسی جگہ جا کر پڑ جاؤں (جہاں سویا تھا) یہاں تک کہ مجھے موت آ جائے' پھر وہ (ارادہ سے وہاں آ کر) اپنے بازو پر سر رکھ کر مرنے کے لئے لیٹ جائے' پھر اس کی آنکھ کھلے تو وہ دیکھے کہ اس کی اونٹنی اس کے پاس موجود ہے اور اس پر کھانے پینے کا پورا سامان (جوں کا توں محفوظ) ہے' تو جتنا خوش یہ مسافر اپنی اونٹنی کے ملنے سے ہوگا خدا کی قسم! مومن بندے کے توبہ کرنے سے خدا اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے'' (صحیح بخاری و صحیح مسلم)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث پاک میں قسم کھا کے فرمایا:

''خدا کی قسم! بندہ جب جرم و گناہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور سچے دل

Marfat.com

سے توبہ کر کے اس کی طرف آتا ہے تو اس رحیم و کریم رب کو اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی کہ اس بدو کو اپنی بھاگی ہوئی اونٹنی کے ملنے سے ہوتی ہے"۔

(بحوالہ:: مولانا محمد منظور نعمانی، معارف الحدیث، جلد پنجم، صفحہ ۳۴۷)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ کی ذات میں اپنے بندوں کے لئے اس سے زیادہ پیار اور رحم ہے جتنا کہ ایک ماں میں اپنے بچے کے لئے ہے" (صحیح مسلم، صحیح بخاری)۔

باب نمبر:11

حضور اکرم ﷺ کی چند منتخب عاداتِ برگزیدہ

بارگاہ نبوتؐ میں معافی کی علامت' مہمانوں کی مہمان نوازی' کھانا تناول فرماتے وقت حضور اکرمؐ کا اسوہ حسنہ' حضور اکرمؐ کی نشست' حضورؐ کی تفریح' بکریوں کی تعداد' آنحضرتؐ کا مسکرانا' غم کے وقت کیفیت' خوشی کے وقت کیفیت' آنحضرتؐ کے خانگی مشاغل' بازار کے کام میں عار نہ ہونا' بارش برستے وقت خوشی کا اظہار' خطوط لکھوانے میں حضورؐ کی عادت' خواب پوچھنے کا شوق' گھوڑے سے محبت' کبھی کبھی باغات میں تفریح اور حضور انورؐ کے تیرنے کا شوق ---حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ چند مبارک خصائل سیرت طیبہ کے وہ چند گلہائے رنگ رنگ ہیں جن کو دیکھ کر طبیعت خوشگوار ہو جاتی ہے اور چمنستان سیرت کی سیر کو جی چاہتا ہے۔

امام المحدثین حافظ محمد بن عیسٰی ترمذیؒ نے شمائل ترمذی تالیف فرمائی جس میں حضور اکرمؐ کے خلقِ عظیم کے بارے میں نہایت عمدہ انداز میں عکاسی کی گئی ہے۔ علماء کرام نے ترمذی شریف کے بارے میں فرمایا تھا کہ جس گھر میں حدیث کی یہ کتاب ہو وہاں حضور اکرمؐ چلتے' پھرتے اور مسکراتے نظر آتے ہیں۔

حضور انورؐ کی چند عاداتِ برگزیدہ شمائل ترمذی سے اکٹھی کی گئی ہیں تاکہ اُسوہ حسنہ کے منتخب پہلو سامنے آئیں اور ہم ان سے رہنمائی حاصل کر سکیں۔ اب تفصیل ملاحظہ ہو:

۱۔ بارگاہ نبوتؐ میں جس کسی قصوروار کا قصور اخلاقِ کریمانہ سے معاف ہو جاتا تو اس کی معافی کی علامت میں اپنا عمامہ مبارک اس کے پاس ارسال فرماتے۔

۲۔ خاص معزز مہمانوں کی مہمان نوازی بنفسِ نفیس انجام فرماتے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

الضَّيْفُ: يَأْتِي بِرِزْقِهِ، وَيَرْتَحِلُ بِذُنُوبِ الْقَوْمِ يُمَحِّصُ عَنْهُمْ ذُنُوبَهُمْ.

(رواه أبو الشيخ عن أبي الدرداء).

Marfat.com

"مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے اس طرح کہ ان سے ان کے گناہوں کو صاف کر دیتا ہے"۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۷۲۹)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا دَخَلَ الضَّيْفُ عَلَى الْقَوْمِ دَخَلَ بِرِزْقِهِ، وإِذَا خَرَجَ خَرَجَ بِمَغْفِرَةِ ذُنُوبِهِمْ. (رواه الديلمي عن أنس).

"جب کوئی مہمان کسی قوم کے پاس آتا ہے وہ اپنا رزق لے کر آتا ہے اور جب وہ نکلتا ہے تو ان کے گناہوں کی بخشش سے واپس جاتا ہے"۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۸۸)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

الضِّيَافَةُ: ثَلاثَةُ أَيَّامٍ: وَجَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ. وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْراً أَوْ يَسْكُتْ. (رواه البخاري ومسلم).

"مہمان نوازی تین دن کی ہے اور اس کا لطف واحسان ایک دن اور ایک رات کا ہے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ بھلائی کی بات کہے یا چپ رہے" (السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۷۲۸)۔

۳۔ کھانے کی چیز کبھی تنہا تناول نہ فرماتے بلکہ حاضرین کو شریک فرماتے اور غیر حاضر کا حصہ رکھتے۔

۴۔ کسی وقت کسی شخص کو اس کی کسی نشانی سے پکارتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص جوتا پہن کر قبروں پر پھر رہا تھا تو آپؐ نے اُس کو منع فرمایا اور ارشاد فرمایا: "او جوتی والے! جوتی اُتار"۔

۵۔ کسی شخص کو اگر اتفاقاً آپؐ کے ہاتھ سے کوئی تکلیف پہنچ جاتی تو آپؐ تکلیف زدہ کو بدلہ لینے کا حق دیتے اور کبھی اس تکلیف کے عوض میں اُس کو کوئی چیز عنایت فرماتے۔

۶۔ نشست میں عادتِ طیبہ مختلف رہی۔ کبھی بیٹھ کر اپنے دونوں ہاتھ دونوں زانوؤں کے آس پاس لپیٹ لیتے۔ کبھی بجائے ہاتھوں کے کپڑا لپیٹ لیتے۔

Marfat.com

۷۔ بیٹھے ہوئے ٹیک لگاتے تو اکثر اُلٹی جانب اور اُلٹے ہاتھ کی طرف لگاتے۔

۸۔ کبھی بطور تفریح کنوئیں کے دہانے میں پاؤں لٹکا کر اور پنڈلیاں کھول کر بیٹھتے۔

۹۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس (۱۰۰) سو بکریاں تھیں۔ آپؐ پسند نہیں فرماتے تھے کہ اُن کی تعداد (۱۰۰) سو سے بڑھ جائے۔ چنانچہ جب تعداد بڑھنے لگتی تو ان میں سے کسی ایک کو ذبح کر ڈالتے تاکہ (۱۰۰) سو کی تعداد باقی رہے۔

۱۰۔ کوئی شخص اپنی گم شدہ چیز کے لئے (جو مسجد سے باہر کہیں گم ہو گئی ہو) مسجد میں اعلان کرتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت ناراض ہوتے اور فرماتے: اللہ تیری گم شدہ چیز نہ ملائے۔

۱۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی نہ ہنستے بلکہ صرف تبسم فرماتے۔ آپؐ کی انتہائی ہنسی میں صرف چند دندان مبارک نظر آتے۔

احمد بن ابی الدرداء سے روایت ہے:

كَانَ لا يُحَدِّثُ حَدِيثاً إلاّ تَبَسَّمَ.

''آپؐ ہر بات میں مسکراتے تھے''۔

(السید احمد الهاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۹۳۱)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام میں فصاحت ہوتی:

كَانَ كَلامُهُ كَلاماً فَصْلاً، يَفْهَمُهُ كلُّ مَنْ سَمِعَهُ.

(رواه أبو داود).

''آپؐ کا کلام واضح کلام ہوتا کہ اس کو ہر سننے والا سمجھ جاتا''۔

(السید احمد الهاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۹۰۱)

۱۲۔ حضور اکرمؐ کے رونے میں بھی آواز نہیں نکلتی تھی بلکہ ٹھنڈا سانس لیتے' آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور سینے سے ایسی آواز سنائی دیتی جیسے کوئی ہانڈی اُبل رہی ہے یا کوئی چکی چل رہی ہے۔

۱۳۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غم و صدمہ طاری ہوتا تو دستِ مبارک سر اور داڑھی مبارک پر بار بار پھیرتے۔ ریش مبارک کو پکڑتے اور کبھی انگلیوں سے اُس میں خلال

Marfat.com

کرتے اور فرماتے: حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ۔

۱۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشی کے وقت نظر نیچی فرما لیتے۔

۱۵۔ کہیں سے صدقہ وغیرہ کی رقم آتی تو جب تک آپؐ اس کو غریبوں اور مستحقین میں تقسیم نہ فرما دیتے، گھر تشریف نہیں لے جاتے۔

۱۶۔ آپؐ جب تک اپنے خانہ اقدس میں رہتے خانگی کاموں میں مصروف رہتے۔ خالی و بے کار ہرگز نہ بیٹھتے۔ گھر کے معمولی سے معمولی کام انجام دینے میں آپؐ کو عار نہیں تھا۔ مثلاً دودھ دوہ لیتے۔ جانوروں کو چارہ ڈال دیتے۔ کپڑے یا ڈول وغیرہ میں پیوند لگا لیتے۔ اپنا جوتا مبارک خود سی لیتے۔ خادم کے ساتھ مل کر آٹا پسوا لیتے۔

۱۷۔ بازار سے سودا سلف لانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عار نہیں کرتے تھے۔ بازار خود تشریف لے جاتے اور سودا کپڑے میں باندھ کر لے آتے۔

۱۸۔ بارش کا پہلا پانی برستا تو آپؐ سوائے تہبند کے سب لباس اُتار دیتے اور اُوپر کے بدن کو بارش کے پانی سے تر فرماتے۔

۱۹۔ خطوط لکھوانے میں عادتِ طیبہ تھی کہ بسم اللہ کے بعد مُرسِل کا نام لکھواتے اور پھر مرسل الیہ کا۔ اس کے بعد خط کا مضمون لکھواتے۔

۲۰۔ جب آپؐ کسی کو کوئی چیز دیتے تو سیدھے ہاتھ سے دیتے اور اگر کوئی چیز لیتے تو سیدھے ہاتھ سے لیتے۔

۲۱۔ عادتِ طیبہ تھی کہ صبح کی نماز کے بعد آلتی پالتی مار کر بیٹھ جاتے اور لوگوں سے اُن کے خواب پوچھتے۔ جس نے جو خواب دیکھا ہوتا وہ خواب سُناتا۔

۲۲۔ آپؐ کو سواری کے جانوروں میں گھوڑا بہت پسند تھا۔ اس کے بالوں کو انگلیوں سے بٹتے اور فرماتے کہ بھلائی اس کی پیشانی سے قیامت تک بندھی ہوئی ہے۔

۲۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باغات کی تفریح کو پسند فرماتے اور کبھی کبھی باغات میں تفریح کے لئے تشریف لے جاتے۔

۲۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی تیرنے کا بھی شوق فرماتے۔ ایک مرتبہ ایک تالاب

میں آپؐ اور چند اصحابؓ تیرے۔ آپؐ نے ہر ایک کی جوڑی مقرر فرما دی کہ ہر ایک اپنے ساتھی کی طرف تیر کر جاتے۔ چنانچہ آپؐ کے ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ قرار پائے اور آپؐ تیرتے ہوئے اُنؓ کے پاس گئے اور اُنؓ کی گردن پکڑ لی۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: شمائل ترمذی مؤلفہ حافظ محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ مع اُردو شرح خصائل نبویؐ از حضرت مولانا محمد زکریاؒ وشبوی لیل ونہار مرتبہ مولانا سعد حسن یوسفی، نور محمد اصح المطابع، کراچی، صفحات ۴۳۵-۴۳۲)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹھنڈے کھانے کو پسند فرماتے:

بَرِّدُوا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ فِيهِ. (رواه ابن عدي).

''کھانا ٹھنڈا کر کے کھایا کرو اس میں برکت ہوتی ہے''۔

(السید احمد الهاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر: ۴۳۹)

کھانے کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند اور احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں:

طَعَامُ الاثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ، وَطَعَامُ الثَّلاثَةِ كَافِي الأَرْبَعَةِ.

(رواه البخاري ومسلم عن أبي هريرة).

''دو کا کھانا تین کے لئے کافی ہے اور تین کا کھانا چار کے لئے کافی ہے''۔

(السید احمد الهاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر: ۷۳۲)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا تَأْكُلوا بِالشِّمَالِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِالشِّمَالِ.

(رواه ابن ماجة)

''بائیں ہاتھ سے مت کھاؤ بے شک شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے''۔

(السید احمد الهاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر: ۱۳۳۴)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الْوُضُوءُ قَبْلَ الطَّعَامِ وَبَعْدَهُ يَنْفِي الْفَقْرَ وَهُوَ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ.

(رواه الطبراني عن ابن عباس).

Marfat.com

''کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھوں کو دھونا غربت کو دور کرتا ہے اور یہ ہاتھ دھونے انبیاء اکرام کے طریقوں میں سے ہے'' (السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۱۳۳۰)۔

نهى أنْ يشْرَبَ الرَّجُلُ قائماً.

(رواه الترمذي عن أنس).

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آدمی کو کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۱۳۰۸)

نهى عَنْ أكْلِ الطَّعَامِ الحارِّ حتى يُمْكِنَ. (رواه الطبراني).

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گرم کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ممکن ہو'' (السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۱۳۰۵)۔

نهى عَنِ النَّفْخِ في الطعامِ والشرَابِ. (رواه ابن عباس).

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانے اور پینے میں پھونکنے سے منع فرمایا ہے''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۱۳۰۶)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مریضوں کی عیادت فرماتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

عَائِدُ الْمَرِيضِ يَخُوضُ فِي الرَّحْمَةِ، فَإِذَا جَلَسَ عِنْدَهُ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ.

(رواه أحمد عن أبي أمامة).

''مریض کی عیادت کرنے والا (اللہ کی) رحمت میں غوطہ زن ہوتا ہے اور جب وہ مریض کے پاس بیٹھتا ہے تو (اللہ کی) رحمت اسے ڈھانپ لیتی ہے''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۷۵۶)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد سو جاتے اور جلدی اٹھتے تھے:

كَانَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَيُحْيِي آخِرَهُ.

(رواه ابن ماجة عن السيدة عائشة).

''آپؐ رات کے شروع میں آرام فرماتے اور آخری حصے میں بیدار ہوتے''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۹۳۳)

صحابہ کرامؓ سے فجر کی نماز کے بعد پوچھتے کہ آیا کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

لا تَقصَّ الرُّؤيا إلا عَلَى عَالِمٍ ، أَوْ نَاصِحٍ . (رواه الترمذي).

''خوابوں کو کسی عالم یا کسی ناصح کے سامنے کھول کر بیان کر''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۱۳۴۸)

نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہد کو بہت پسند فرماتے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

مَنْ لَعِقَ الْعَسَلَ ثَلاثَ غَدَوَاتٍ(۲) كُلَّ شَهْرٍ، لَمْ يُصِبْهُ عَظِيمٌ مِنَ الْبَلاءِ .

(رواه ابن ماجة عن أبي هريرة).

''جس شخص نے ہر ماہ میں تین صبح شہد چکھا تو اُسے کوئی بڑی (تکلیف) بیماری نہیں پہنچے گی''(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۱۳۴۹)۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم حضور اکرمؐ کی سیرت مبارکہ کے ہر پہلو کا مطالعہ کریں' اس پر غور کریں اور اس پر عمل کریں کیونکہ اسی میں ہماری فلاح ہے۔آمین!

باب نمبر: 12

رمضان المبارک کی خصوصی عبادات

رمضان المبارک بیکراں رحمت کے ظہور، گناہوں کی گرد دُھلنے کا نام، گناہوں کے صحرائے اعظم میں موسلا دھار بارش، گناہوں کی جلتی دھوپ میں مغفرت الٰہی کا سائبان، جلتے ٹیلوں اور تپتے دشت میں موسم گل، بوند کو ترستی مٹی پر ساون اور مغفرتِ یزداں کے جوش مارتے سمندر کا نام ہے۔

زندگی کی دھوپ میں سب سے گھنا سایہ تو ہی
اس زمین پر موتیوں والا سخی دریا تو ہی
جس کی آہٹ پر رواں صدیوں کی اُجلی ساعتیں
رنگ اور خوشبو کی وہ موجِ سفر پیما تو ہی
اور بادل بھی تھے لیکن ٹوٹ کر برسا تو ہی

(سید ضمیر جعفری)

اُم المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب رمضان المبارک آتا تھا تو تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ مبارک بدل جاتا تھا اور نماز میں اضافہ ہو جاتا تھا اور دُعا میں بہت عاجزی فرماتے تھے اور خوف غالب ہو جاتا تھا۔ یہ غم خواری کا مہینہ ہے لہذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مساکین اور غرباء کی امداد فرماتے اور اپنے افطار وسحری کے کھانے میں انہیں بھی شریک فرماتے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس شخص نے کسی روزہ دار کو افطار کرایا تو اس کو گناہوں کی مغفرت اور دوزخ سے نجات ملے گی اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا۔

رمضان المبارک میں حسب ذیل خصوصی عبادات ہیں:

Marfat.com

(۱) استغفار اور کلمہ طیبہ کا ورد

(۲) نمازِ تراویح

(۳) نماز تہجد

(۴) نفلی عبادات

(۵) قرآنِ حکیم کی تلاوت

(۶) غرباء اور مساکین سے غم خواہی

(۷) اعتکاف

(۸) شبِ قدر میں قیام

امام غزالیؒ اپنی تصنیف "مکاشفة القلوب" کے صفحہ ۱۸۶ پر لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب ماہِ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو تمام جنتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور سارا مہینہ ایک دروازہ بھی بند نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ ایک آواز دینے والے کو حکم دیتا ہے کہ یہ آواز دو! اے بھلائی کے طلب گارو آگے بڑھو' اے بُرائی کے طلب گارو پیچھے ہٹو۔ پھر فرماتا ہے: ہے کوئی بخشش مانگنے والا تاکہ اسے بخش دیا جائے؟ کوئی مانگنے والا ہے؟ تاکہ جو مانگتا ہے' اُسے دیا جائے؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا تاکہ اس کی توبہ قبول کی جائے؟ صبح طلوع ہونے تک اسی طرح آوازیں دی جاتی ہیں۔ افطار کے وقت ہر شب اللہ تعالیٰ دوزخ سے دس لاکھ گناہ گاروں کو آزاد فرماتا ہے جن پر عذاب لازم ہو چکا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِحَتْ أبوابُ السَّمَاءِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ.
(رواه الشيخان).

"جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں' جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے"۔

(السید احمد الهاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۹۲)

۱۔ استغفار اور کلمہ طیبہ کا ورد:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ یہ مہینہ ایسا ہے کہ اس کا آغاز رحمت

Marfat.com

ہے' اس کا درمیانی حصہ مغفرتؔ ہے اور اس کا آخری حصہ دوزخ سے آزادی ہے۔ جس نے اپنے غلام کا بوجھ اس میں ہلکا کر دیا' اللہ تعالیٰ اسے آگ سے آزاد کر دے گا۔ پس اس میں چار کام کثرت سے کرو۔ دو کاموں کے ساتھ تم اپنے رب کو راضی کر لو گے اور دو کاموں کے بغیر چارہ کار نہیں۔ وہ دو کام کہ جن کے ساتھ تم اپنے رب کو کثرت سے راضی کر لو گے وہ یہ ہیں:

(۱) گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود نہیں
(لا الہ الا اللہ کثرت سے پڑھنا)۔

(۲) اور اس سے معافی مانگنا (یعنی استغفار کرنا)

اور جن دو کاموں کے بغیر تمہیں چارہ کار نہیں وہ یہ ہیں:

(۱) اپنے رب سے جنت مانگنا۔ (۲) دوزخ سے پناہ مانگنا۔

(مکاشفة القلوب، ص ۶۸۷)

۲۔ نمازِ تراویح:

تراویح کا لفظ ترویحہ سے نکلا ہے جس کا مطلب آرام کرنے کے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم رمضان کی راتوں میں باجماعت نماز پڑھتے اور ہر دو سلاموں کے بعد (چار رکعت کے بعد) کچھ آرام کرتے تھے۔ اس باجماعت نماز کو تراویح کہا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیام رمضان کی ترغیب دیتے اور فرماتے: ''جو شخص رمضان کی راتوں میں تراویح پڑھے اور وہ ایمان کے دوسرے تقاضوں کو بھی پورا کر رہا ہو اور ثواب کی نیت سے یہ عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیں گے''۔

رمضان کی تمام راتوں میں عشاء کے فرائض کے بعد وتروں سے پہلے باجماعت نماز تراویح میں قرآن مکمل کرنے کا باضابطہ سلسلہ عہد فاروقی میں شروع ہوا اور بیس تراویح پڑھی جانے لگیں۔ اور صحابہ کرامؓ ' اسلاف صحابہ اور تابعین و اسلاف فقہاء اُمت کا بھی یہی معمول رہا۔

حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے ہمراہ رمضان میں مسجد میں گیا تو دیکھا کہ لوگ مختلف گروپوں میں علیحدہ علیحدہ نماز تراویح پڑھ رہے ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا: بخدا میرا خیال ہے کہ اگر ان سب کو ایک امام کی اقتداء میں جمع کر دیا جائے تو بہت اچھا ہے اور سب کو حضرت ابی بن کعبؓ کی اقتداء میں جمع کر دیا۔ عہد عثمانیؓ میں بھی بیس تراویح کا سلسلہ برقرار رہا۔

حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں صحابہ کرامؓ رمضان میں بیس

Marfat.com

رکعت پڑھتے تھے اور ایک سو سے زائد آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور حضرت عثمانؓ کے دور میں تو بعض لوگ شدتِ قیام کی وجہ سے لاٹھیوں کا سہارا لے لیا کرتے تھے۔

حضرت علیؓ کے دور خلافت میں بھی بیس تراویح پڑھنے کا حکم تھا۔

(تفصیل کے لئے بیہقی ملاحظہ ہو۔)

حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے رمضان میں قراء حضرات کو بلایا اور ان میں سے ایک کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائے۔ عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ وتر حضرت علیؓ پڑھاتے تھے۔ حضرت علیؓ کے ساتھیوں میں سے حضرت شیتر بن شکل رمضان میں بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔ امام شافعیؒ امام ابوحنیفہؒ امام حنبلؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک تراویح باجماعت پڑھنا بہتر ہے نہ کہ گھر میں اکیلے ماسوائے خواتین کے یا بیمار یا بہت ضعیف شخص کے۔

مکہ مکرمہ میں حضرت عمرؓ کے زمانہ سے آج تک مسلسل بیس تراویح کا معمول چلا آرہا ہے اور کسی بھی دور میں بیس سے کم یا زیادہ تراویح باجماعت پڑھنا تاریخی طور پر ثابت نہیں ہے۔ پندرہ سو سالہ تاریخی جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ مدینہ بھی بیس تراویح ہی پڑھتے تھے۔

رمضان المبارک جیسے بابرکت مہینے میں رحمت الٰہی کا لامتناہی سمندر جوش مار رہا ہوتا ہے جس میں ایک رکعت کا ثواب کم از کم ستر گنا اور خاص اخلاص اور خشوع کی مناسبت سے سات سو تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو اشخاص بیس کی بجائے آٹھ رکعتیں پڑھیں وہ یقیناً خسارے میں ہیں۔

بیس تراویح پڑھنے والے کو صرف ایک ماہ میں کم از کم بیالیس ہزار رکعت کا ثواب ملتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

۳۔ نماز تہجد:

نماز تہجد کی بڑی فضیلت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَضْلُ صَلاةِ اللَّيْلِ عَلَى صَلاةِ النَّهَارِ كَفَضْلِ صَدَقَةِ السِّرِّ عَلَى صَدَقَةِ الْعَلانِيَةِ.

(رواه ابن مالك عن ابن مسعود).

”رات کی نماز کو دن کی نماز پر ایسے فضیلت حاصل ہے جیسے چھپ کر صدقہ کرنے کی فضیلت کھل کر صدقہ کرنے پر“۔

(السید احمد الهاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر: ۸۱۵)۔

Marfat.com

حضور اکرمؐ کے چند اور ارشادات عالیہ ملاحظہ ہوں:

رَكْعَتَانِ يَرْكعهُمَا ابنُ آدمَ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ الأخِيرِ، خَيرٌ لَهُ مِنَ الدُّنْيا وَما فِيهَا، وَلَوْلَا أَنَّ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتي لَفَرَضْتُهُمَا عَلَيْهِمْ.

(رواه النضر عن حسان بن عطية).

"رات کے آخری حصے میں ابن آدم کی دو رکعتیں جو وہ پڑھے۔ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہیں اور اگر میری امت پر زیادہ سخت نہ ہوتا تو میں ان پر رات کی نماز کو فرض کر دیتا"۔

(السید احمد الہاشمی مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ حدیث نمبر:٦٤١)۔

إذَا آسْتَيْقَظَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّيلِ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ، وَصَلَّيَا رَكْعَتَينِ كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِينَ الله كَثِيراً وَالذَّاكِرَات. (رواه ابن حبان عن أبي سعيد).

"جب آدمی رات کو بیدار ہو اور اپنے اہل کو جگا دے اور دونوں دو رکعت نماز پڑھ لیں تو ان کو کثرت سے اللہ کے ذکر کرنے والوں میں لکھ دیا جاتا ہے"۔

(السید احمد الہاشمی مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ حدیث نمبر:٦٥)۔

صَلاَةُ اللَّيْلِ مَثْنى، فَإذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبحَ، صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى. (رواه البخاري ومسلم عن ابن عمر).

"رات کی نماز دو دو رکعت میں ہو گی۔ پھر اگر کوئی تم میں سے ڈرے صبح ہونے سے تو وہ بیشک دو رکعت ہی پڑھ لے اور اس کے ساتھ وتر پڑھ لے"۔

(السید احمد الہاشمی مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ حدیث نمبر:٧١٢)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک میں عبادت کا زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔ اسی لئے حضرت اُم سلمہؓ نے پوچھ لیا کہ شاید رکعت تہجد میں بھی اضافہ فرما دیا ہو تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جواب سے واضح ہوا کہ تہجد میں آپ کا رمضان و غیر رمضان کا عمل یکساں تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اتنی محنت کرتے کہ اس کے علاوہ اتنی محنت نہ کرتے۔ جو شخص رمضان المبارک میں عشاء کے وقت نمازِ تراویح پڑھ لے وہ پھر آخری رات میں تہجد پڑھ سکتا ہے۔

۴۔ نفلی عبادات:

حضور پُرانوار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ اور تراویح کا ذکر فرمانے کے بعد عام فرض اور نفلی عبادات کے اہتمام کی طرف متوجہ فرمایا کہ اس میں ایک نفل کا ثواب دوسرے مہینوں کے فرائض کے برابر ہے اور اس کے ایک فرض کا ثواب دوسرے مہینوں کے ستر فرائض کے برابر ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک میں اللہ کو یاد کرنے والا شخص بخشا بخشایا ہے اور اللہ سے مانگنے والا نامراد نہیں رہتا۔

۵۔ قرآن حکیم کی تلاوت:

رمضان المبارک میں قرآن حکیم کی تلاوت کا بڑا ثواب ہے۔

۶۔ غرباء اور مساکین سے غم خواہی:

رمضان المبارک میں غرباء اور مساکین کی مدد کی جائے۔ رمضان المبارک غرباء اور مساکین سے غم خواہی کا مہینہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مبارک مہینے میں غرباء اور مساکین کی مدد فرماتے اور انہیں افطار میں شامل فرماتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ذَاكِرُ اللهِ فِي رَمَضَانَ مَغْفُورٌ لَهُ وَسَائِلُ اللهِ فِيهِ لا يَخِيبُ.

(رواه البيهقي عن عمر).

''رمضان میں اللہ کا ذکر کرنے والا بخشا ہوا ہے اور اس مہینے میں اللہ سے سوال کرنے والا محروم نہیں ہوگا'' (السید احمد الہاشمی مختار الاحادیث النبویہ والحکم الحمدیہ حدیث نمبر: ۶۱۸)۔

۷۔ اعتکاف:

حضرت عبدالقادر جیلانیؒ (غنیتہ الطالبین حصہ اول) کے صفحہ ۲۹ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ روزے دار کے لئے اعتکاف میں بیٹھنا مستحب ہے۔ اعتکاف اسی مسجد میں ہوتا ہے جس میں باجماعت نماز پڑھی جاتی ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے تھے۔

دوران اعتکاف تلاوت قرآن پاک، سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ اور لا الہ الا اللّٰہ کی کثرت اور اللہ تعالیٰ کے افعال وصفات میں غور وفکر اللہ تعالیٰ کی قربت کا سبب بنتے ہیں۔ فضول گفتگو سے بچا جائے۔ معتکف کو ضرورت کے بغیر گوشہ خلوت سے باہر آنا جائز نہیں مثلاً غسل واجب ہو جائے تو غسل کے لئے آنا جائز ہے، یا کسی مصیبت میں پڑ جانے کا ڈر ہو یا سخت بیماری کا ڈر ہو یا ضرورت بشری۔ عورت گھر میں اعتکاف کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص عشرہ رمضان میں اعتکاف کرے اس کو دو حج اور دو عمروں کا اجر ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ کی رضا کے واسطے کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ، اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ فرما دیتے ہیں جن کی مسافت آسمان اور زمین کی درمیانی مسافت سے زیادہ چوڑی ہے۔

۸۔ شبِ قدر میں قیام:

رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے ایک رات ''شب قدر'' کہلاتی ہے۔

اس ایک رات کی عبادت ایک ہزار ماہ کی مقبول عبادت سے بہتر ہے۔

لہٰذا ۲۱ رمضان المبارک، ۲۳ اور ۲۵ نیز ۲۷ اور ۲۹ رمضان المبارک کی پانچ راتوں میں جاگنے والے اور قیام کرنے والے نے یقیناً شب قدر کو حاصل کر لیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں اسے تلاش کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تَحَرَّوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

(رواه الشيخان).

''لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو''۔

(السید احمد الھاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر: ۴۵۹)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

(رواه البخاري).

''جو شخص ایمان اور اللہ کی خوشنودی کی خاطر رمضان کی تراویح کے لئے کھڑا رہا تو اس

Marfat.com

کے گناہ گزشتہ معاف کر دیئے جائیں گے"۔

(السید احمد الھاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر: ۱۲۲۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں صدق دل سے ہادی برحق صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اُسوہ حسنہ اور ارشادات عالیہ پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

Marfat.com

باب نمبر:13

شب برات..... ذکر و فکر کی رات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

خَمْسُ لَيَالٍ لا تُرَدُّ فِيهِنَّ الدَّعْوَةُ: أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ، وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، وَلَيْلَةُ الجُمُعَةِ، وَلَيْلَةُ الْفِطْرِ، وَلَيْلَةُ النَّحْرِ.

(رواه ابن عساكر عن ابي أمامة).

''پانچ راتیں ہیں کہ جن میں اللہ دعا کو رد نہیں کرتا۔ ماہِ رجب کی پہلی رات ماہِ شعبان کی نصف رات' جمعہ کی رات' عید الفطر کی رات اور قربانی کی رات''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۵۶۸)

شعبان کی پندرہویں رات شب برات کہلاتی ہے۔ یہ رحمتوں اور برکتوں والی رات ہے۔ یہ توبہ کی رات ہے۔ یہ رات سعادت کی رات ہے۔ یہ رات کرامت و پرہیز گاری کی رات ہے۔ یہ رات نیک بختی کی رات ہے اور یہ رات کسی کے لئے بدبختی اور عنقریب ہلاک لکھے جانے کی رات ہے۔ یہ رات قسمتوں کے لکھے جانے کی رات ہے۔ اس جہان فانی میں کئی لوگ ہنس کود رہے ہوتے ہیں اور خوشی و شادمانی میں مشغول ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی اسی سال موت لکھ دی جاتی ہے۔ کئی خنداں چہرے ہوتے ہیں جو اپنی آخری منزل سے غافل ہوتے ہیں لیکن ان کی قبریں عنقریب کھودی جاتی ہیں۔ بقول ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی:

کشت امید پہ ہے فضل خدا آج کی رات
ہر طرف چھائی ہے رحمت کی گھٹا آج کی رات
کوئی محروم نہ رہ جائے زمین پر سائل

Marfat.com

آسمانوں سے یہ آتی ہے صدا آج کی رات
ہم خطا کاروں پہ لطف اور فراواں کرنے
چرخ اول پہ اُتر آیا خدا آج کی رات

قرآن شریف میں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے قسم ہے کتاب واضح کی کہ ہم نے اس (کتاب) کو برکت والی رات میں اُتارا ہے' بے شک ہم آگاہ کرنے والے ہیں' ایسی رات میں ہر حکمت والا معاملہ ہمارے حکم سے طے کیا جاتا ہے' بے شک ہم (آپ کو) پیغمبر بنانے والے ہیں۔

ابن جریرؒ اور عکرمہ کے مطابق اس آیت میں برکت والی رات سے شعبان کی پندرہویں رات مراد ہے' پس اس آیت سے اس ماہ کی اور خاص کر پندرھویں رات کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوگئی۔

(۱) اس کے چاند کا بہت اہتمام کرنا چاہیے۔

(۲) پندرھویں شب کو عبادت کرنا اور پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھنا مستحب ہے۔ رسول ﷺ شعبان کا اتنا خیال رکھتے تھے کہ کسی ماہ (کے چاند) کا اتنا خیال نہ فرماتے تھے (ابوداؤد)۔

حضورؐ نے ارشاد فرمایا: جب آدھے شعبان کی یعنی پندرھویں رات ہو تو شب بیداری کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو (ابن ماجہ)۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ نے روایت کی ہے کہ میں نے اسی رات (نفل) نماز کے سجدہ میں آنحضرتؐ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا:

ترجمہ: ''تیرے غصہ سے تیری رضا مندی کی پناہ لیتا ہوں اور تیرے عتاب سے تیرے درگزر کرنے کی پناہ لیتا ہوں اور تجھ سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں' برتر ہے تو۔ میں تیری تعریف پوری نہیں کرسکتا تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے اپنی تعریف کی ہے''۔

پھر جب صبح ہوئی تو میں نے اس دعا کا آپؐ سے ذکر کیا۔ اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہؓ! اس کو سیکھ لے اور دوسروں کو بھی سکھا دے کیونکہ جبرائیلؑ نے مجھ کو سکھائی ہے اور کہا ہے کہ اسے سجدہ میں بار بار پڑھوں۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ میں نے آنحضرتؐ کو شعبان سے زیادہ روزہ رکھتے ہوئے کسی ماہ میں نہیں دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ (کل) ماہ شعبان میں روزہ رکھتے

Marfat.com

تھے سوائے تھوڑے دنوں کے (متفق علیہ)۔

شب برآت میں حدیث شریف سے اس قدر ثابت ہے کہ حضور بحکم حق تعالے جنت البقیع میں تشریف لے گئے اور اہل قبور کے لئے استغفار فرمایا۔

لوگ شب برات کو چراغاں کرتے ہیں اور آتش بازی کرتے ہیں۔ جو شرعی لحاظ سے غلط ہے۔

علی بن ابراہیم نے کہا ہے کہ روشنی کی بدعت برامکہ سے شروع ہوئی' وہ لوگ آتش پرست تھے۔ پس جب وہ مسلمان ہوئے تو انہوں نے اسلام میں وہ بات داخل کر لی جس کو اپنی ملمع سازی سے اسلامی طریقہ قرار دے دیا۔

حضرت اسامہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ماہ رجب اور رمضان کے درمیان ایک ایسا مہینہ ہے جسے شعبان کہتے ہیں اور جس کی فضیلت وعظمت و بزرگی سے لوگ غفلت میں ہیں حالانکہ اس ماہ میں بندوں کو ان کی نیکیوں کا ثواب زیادہ دیا جاتا ہے اور ان کے اعمال بارگاہ رب العزت میں پیش ہو رہے ہوں تو مجھے زیادہ یہ بات پسند ہے کہ میں روزہ دار رہوں''۔

بقول ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی:

مغفرت ڈھونڈتی پھرتی ہے گنہ گاروں کو
مہربان کتنا ہے بندوں پہ خدا آج کی رات

Marfat.com

باب نمبر:14

عید الفطر کی روحانی و معاشرتی حیثیت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

خَمْسُ لَيَالٍ لا تُرَدُّ فِيهِنَّ الدَّعْوَةُ: أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ، وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، وَلَيْلَةُ الجُمُعَةِ، وَلَيْلَةُ الْفِطْرِ، وَلَيْلَةُ النَّحْرِ.

(رواه ابن عساكر عن ابي أمامة).

''پانچ راتیں ہیں کہ جن میں اللہ دعا کو رد نہیں کرتا۔ ماہِ رجب کی پہلی رات ماہِ شعبان کی نصف رات، جمعہ کی رات، عید الفطر کی رات اور قربانی کی رات''۔

(السید احمد الهاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر:۵۶۸)

روحانی اور معاشرتی لحاظ سے عید الفطر کی بہت اہمیت ہے۔ عید کے ایام میں اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں کی خطاؤں کی معافی کا اعلان فرماتے ہیں۔

عید کے دن دوسروں کی خوشیوں میں شامل ہونا دلوں میں محبت پیدا کرتا ہے۔ بعض عزیز و اقارب ایسے بھی ہوتے ہیں جو عید کے دن گہری سوچ میں گم سم ہوتے ہیں۔ انہوں نے دکھوں کی اجرک اوڑھ رکھی ہوتی ہے جس میں نہ جانے کتنے چھید ہوتے ہیں۔ ایسے غمزدہ عزیز و اقارب کے دکھ میں شرکت ان کے زخموں کو مندمل کرتی ہے۔ الغرض عید اسلام میں ایک عظیم معاشرتی اور روحانی برکتوں والا تہوار ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۲ ہجری میں پہلی دفعہ عید الفطر کی نماز ادا فرمائی۔ یہ نماز سنتِ مؤکدہ ہے۔ عید کی اصل روح دو رکعت نفل ہے جو انسان ادا کرتا ہے۔ عید خوشیوں اور مسرتوں کا پیغام لاتی ہے۔ یہ عبادت اس عہد کو تازہ کرتی ہے کہ زندگی بھر کے ہر خوشی و غمی کے لمحات یادِ الٰہی سے خالی نہیں ہونے چاہیں۔

Marfat.com

حضرت اُنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ نے دو دن کھیل تماشا کے لئے مختص کر رکھے تھے۔ آپؐ نے پوچھا کہ دونوں کی حقیقت کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ زمانہ جاہلیت سے ہم نے ان دنوں کو کھیل تماشے کے لئے مختص کیا ہوا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اب اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان دنوں کی بجائے دو بہتر دن عطا فرمائے ہیں۔

عیدالفطر کی فضیلت احادیث کی روشنی میں:

امام غزالی رحمتہ اللہ مکاشفۃ القلوب (صفحات ۶۹۳-۶۹۲) پر رقمطراز ہیں:

''حضرت ابو ہریرہ' رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ تکبیروں کے ساتھ اپنی عیدوں کو آراستہ کرو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے عید کے دن تین سو بار یہ ورد پڑھا:۔ سُبحَانَ اللہِ وَ بِحَمدِہٖ (اللہ پاک ہے اور اس کی حمد ہے) پھر اس کا ثواب تمام مسلمان مُردوں کو بخش دیا جائے' تو ہر قبر میں ایک ہزار نور داخل ہوگا اور جب یہ آدمی فوت ہوگا' تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں بھی ایک ہزار نور داخل کریگا۔''

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ ہر عید کے دن ابلیس چلا کر روتا ہے۔ دوسرے شیاطین اس کے پاس جمع ہوتے ہیں اور پوچھتے ہیں: اے ہمارے سردار کیوں ناراض ہو؟ وہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ نے اس دن میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کو معاف کر دیا اب تم پر لازم ہے کہ انہیں شہوات ولذات میں ڈال کر غافل کر دو۔

حضرت وہبؒ سے یہ بھی مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیدالفطر کے دن جنت کو پیدا کیا اور عیدالفطر کے دن ہی اس میں طوبیٰ (فرحت) کا درخت لگایا اور عیدالفطر کے دن حضرت جبرائیل علیہ السّلام وحی لے کر پہلی بار آئے' اور عیدالفطر کے دن فرعون کے جادوگروں کی توبہ قبول ہوئی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو عید کی رات کو اپنا محاسبہ کرتے ہوئے قیامِ شب کرے' اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن دل مر جائینگے''۔

حضرت ابو الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ

Marfat.com

وسلم نے عمرو بن حزم کو جب کہ وہ نجران میں تھے لکھا کہ نماز دیر سے پڑھو اور لوگوں کو وعظ سناؤ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عیدین کی نماز بغیر اذان واقامت کے پڑھی ہے ایک بار نہیں بلکہ کئی بار۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ عید الفطر کے دن جب تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند کھجوریں نہ کھا لیتے عید گاہ کو تشریف نہ لے جاتے اور آپؐ طاق کھجوریں تناول فرماتے۔

عید الفطر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادتِ مبارکہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ عید الفطر کے دن جب تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ کھا نہ لیتے عید گاہ تشریف نہ لے جاتے اور عید الاضحیٰ کے دن اس وقت تک کچھ نہ کھاتے جب تک کہ نماز نہ پڑھ لیتے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کے دن دو مختلف راستوں سے جاتے تھے۔ نماز عید کو طلوع آفتاب کے بعد سویرے ادا کرنا مسنون ہے۔ عید کے روز نماز عید سے پہلے گھر میں، مسجد میں یا عید گاہ میں کسی قسم کے نوافل مسنون نہیں۔

عید کے موقع پر مندرجہ ذیل امور سنت ہیں: (۱) غسل کرنا؛ (۲) مسواک کرنا؛ (۳) خوشبو لگانا؛ (۴) نئے یا صاف کپڑے پہننا؛ (۵) عید الفطر کے روز کچھ (خاص طور پر میٹھی چیز) کھانا؛ (۶) عید الفطر کی نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کر دینا؛ (۷) تکبیرات تشریق: اللہ اکبر اللہ اکبر لاالہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد، پڑھتے ہوئے عید گاہ کو جانا اور واپس لوٹنا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (المرغینانی : الھدایۃ) عید کے موقع پر خوشی کے اظہار کے لئے بغلگیر ہونا اور خندہ پیشانی سے پیش آنا بھی مستحب ہے۔

عید کے دن صدقۂ فطر بھی ادا کریں جو صاحب نصاب پر واجب ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ صدقہ فطر روزوں کو لغو اور گندی باتوں سے پاک کرنے کے لئے اور مسکینوں کی روزی کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ (ابوداؤد) صدقہ فطر کی ادائیگی کے بغیر روزے قبول نہیں ہوتے ہیں۔ فطرانہ کی ادائیگی کے بغیر روزے آسمان پر معلق رہتے ہیں۔

طریقہ نماز عید الفطر:

طلوع آفتاب سے کچھ دیر بعد بغیر اذان واقامت کے چھ زائد تکبیروں کے ساتھ دو رکعت

Marfat.com

نمازعید باجماعت پڑھی جاتی ہے۔ پہلی رکعت میں ثناء کے بعد تین تکبیریں زائد کہی جاتی ہیں ہر تکبیر میں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لئے جاتے ہیں اور امام جہراً قرآت کرتا ہے۔ پھر رکوع وسجدہ کے بعد دوسری رکعت کا آغاز قرآت سے ہوگا۔ قرآت کے بعد رکوع سے پہلے تین زائد تکبیروں میں ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ چوتھی تکبیر کے بعد رکوع اور باقی نماز مکمل کی جاتی ہے۔ گویا پہلی رکعت میں تکبیر افتتاح اور تکبیرات زائد کل چار تکبیریں ہوئیں۔ اسی طرح دوسری رکعت میں تین تکبیرات زائد اور تکبیر رکوع کل چار تکبیریں ہوئیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ' فرماتے ہیں کہ عیدین کی چار تکبیریں ہیں۔ نمازعیدین کی طرح پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھ کر فاتحہ سے پہلے تین تکبیریں زائد ہیں پھر رکوع کی تکبیر سمیت پہلی رکعت میں پانچ تکبیریں ہوئیں۔ دوسری رکعت میں اِخلاص کے بعد تین تکبیریں زائد کہیں اور چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع کریں۔

خطبہ نمازِ عیدالفطر:

نبی اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق نماز کے بعد خطبہ دیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ اس خطبہ میں وعظ ونصیحت فرماتے اور دو خطبوں کے درمیان ذرا بیٹھ جاتے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ آپؐ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کو مصلیٰ کی طرف نکلتے' سب سے پہلے نماز پڑھاتے پھر نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کھڑے ہو جاتے اور لوگ اپنی اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے۔ آپؐ انہیں وعظ ونصیحت فرماتے' احکامات جاری فرماتے اور اگر کسی لشکر کو روانہ کرنا ہوتا تو اسی وقت روانہ فرماتے اور حکم صادر کرنا ہوتا تو حکم صادر فرماتے اور پھر تشریف لے جاتے۔

رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر دو خطبے دیا کرتے تھے اور دونوں کے درمیان فرق کے لئے ذرا بیٹھ جاتے۔ عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے۔ عید کے دن روزہ نہ رکھنا عبادت ہے۔

نهى عنْ صِيامِ يومينِ: يومِ الفطرِ، ويومِ النحْرِ.

(متفق عليه).

"آپؐ نے دو دن کے روزوں سے منع فرمایا ہے۔ ایک یوم فطر اور دوسرا قربانی کا دن"۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۱۳۰۰)

Marfat.com

باب نمبر:15

احکام فطرانہ عید

عید الفطر مسلمانوں کے لیے خوشی و انبساط کا دن ہے۔ اس تہوار کو منانے سے پہلے فطرانہ ادا کیا جائے وگرنہ روزے آسمان میں معلق رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرفِ قبولیت نہیں پاتے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ مُعْلَقٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، لا يُرْفَعُ إِلَى اللهِ إِلاَّ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ. (رواه ابن شاهين عن جرير).

"رمضان کا مہینہ آسمان اور زمین کے درمیان معلق ہے۔ اس کو اللہ کی جانب اٹھایا نہیں جائے گا مگر عید الفطر کی زکوٰۃ کے بعد"

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۶۹۸)

اب احکام فطرانہ عید مختصراً ملاحظہ ہوں:

ا۔ فطرانہ کی مقدار:

عید کے دن صدقہ فطر بھی ادا کریں' جو صاحب نصاب پر واجب ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ صدقۂ فطر روزوں کو لغو اور گندی باتوں سے پاک کرنے کے لئے اور مسکینوں کی روزی کے لئے مقرر کیا گیا ہے (ابوداؤد)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے صدقۃ الفطر کو ضروری قرار دیا۔ (فی کس) ایک صاع (قریباً ساڑھے تین سیر) کھجوریں یا اس قدر جو دیئے جائیں۔ غلام اور آزاد' مذکر اور مونث (یعنی مرد اور عورت) اور ہر چھوٹے بڑے مسلمان

کی طرف سے' اور نماز عید کے لئے لوگوں کو جانے سے پہلے ادا کرنے کا حکم فرمایا (بحوالہ: مشکوٰۃ' ص ۱۶۰' بخاری و مسلم)۔

۲۔ کس پر واجب ہے:

صدقہ فطر اس شخص پر واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہے یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت اس کی ملکیت میں ہو یا اگر سونا چاندی اور نقد رقم نہ ہو اور ضرورت سے زائد سامان موجود ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی بن سکتی ہو تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔ زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مال پر چاند کے حساب سے ایک سال گزر جائے لیکن صدقۃ الفطر واجب ہونے کے لئے یہ شرط نہیں ہے۔ اگر رمضان کی تیس تاریخ کو کسی کے پاس مال آ گیا جس پر صدقۃ الفطر واجب ہو جاتا ہے' تو عید الفطر کی صبح صادق ہوتے ہی اس پر صدقۂ فطر واجب ہو جائے گا۔

۳۔ روزوں کی قبولیت:

صدقۃ الفطر ادا کر دینے سے روزوں کی قبولیت کی راہ میں کوئی اٹکانے والی چیز باقی نہیں رہ جاتی ہے۔

۴۔ ادائیگی فطرانہ:

صدقۂ فطر بالغ عورت پر اپنی طرف سے دینا واجب ہے۔ شوہر کے ذمہ اس کا صدقہ فطر ادا کرنا ضروری نہیں' اور جو نابالغ اولاد ہے اس کی طرف سے والد پر صدقہ دینا واجب ہے۔ بچوں کی والدہ کے ذمے بچوں کا صدقہ فطر دینا لازم نہیں ہے۔

۵۔ جو اور گیہوں وغیرہ:

حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں جو اور گیہوں وغیرہ ناپ کر فروخت کیا کرتے تھے اور ان چیزوں کو تولنے کی بجائے ناپنے کا رواج تھا۔ اس زمانے میں ناپنے کا جو ایک پیمانہ تھا اسی کے حساب سے حدیث شریف میں صدقہ فطر کی مقدار بتائی ہے۔ ایک صاع کچھ اوپر ساڑھے تین سیر کا ہوتا تھا۔

۶۔ وقت ادائیگی:

صدقہ فطر عید کے دن کی صبح کے طلوع ہونے پر واجب ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس

Marfat.com

سے پہلے مرجائے تو اس کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں۔ صدقۃ الفطر عید سے پہلے بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔ اگر پہلے ادا نہ کیا تو عید کی نماز کے لئے جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔ اگر کسی نے نماز عید سے پہلے یا بعد نہ دیا تو ساقط نہ ہوگا۔ اس کی ادائیگی برابر ذمہ رہے گی۔ جو بچہ عید الفطر کی صبح صادق ہو جانے کے بعد پیدا ہوا ہو اس کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب نہیں۔

۷۔ نابالغ شخص:

اگر کسی نابالغ کی ملکیت میں خود اپنا مال ہو جس پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے تو اس کا وارث اسی کے مال سے اس کا صدقہِ فطر ادا کرے۔ اس صورت میں اپنے مال سے دینا واجب نہیں۔

۸۔ رشتہ داروں کو صدقہ فطر:

جن رشتہ داروں کو زکوۃ اور صدقہِ فطر دینا جائز ہے ان کو دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے۔

۹۔ غریب نوکروں کو ادائیگی:

اپنے غریب نوکروں کو بھی زکوۃ اور صدقہ فطر دیا جا سکتا ہے مگر ان کی تنخواہ میں لگانا درست نہیں۔

۱۰۔ دیگر رشتہ داروں کو ادائیگی:

اپنی اولاد کو یا ماں باپ اور نانا نانی، دادا دادی کو زکوۃ اور صدقہ فطر نہیں دے سکتے البتہ دوسرے رشتہ داروں مثلاً بھائی، بہن، چچا، ماموں، خالہ وغیرہ کو دے سکتے ہیں۔ شوہر بیوی کو، بیوی شوہر کو بھی صدقہِ فطر ادا نہیں کر سکتی ہے۔

۱۱۔ کن کو دینا جائز نہیں:

جس پر زکوۃ خود واجب ہو یا زکوۃ واجب ہونے کے بقدر اس کے پاس مال ہو یا ضرورت سے زائد سامان ہو جس کی وجہ سے صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے تو ایسے شخص کو صدقہ فطر دینا جائز نہیں۔ جس کی حیثیت اس سے کم ہو شریعت کے نزدیک اسے فقیر کہا جاتا ہے اسے زکوۃ اور صدقہِ فطر دے سکتے ہیں۔

۱۲۔ ایک ہی محتاج کو دینا:

صدقہِ فطر ایک محتاج کو دے دینا یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی محتاجوں کو دے دینا دونوں

صورتیں جائز ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چند آدمیوں کا صدقۂ فطر ایک ہی محتاج کو دے دیا جائے۔

۱۳۔ روزے نہ رکھنے کی صورت میں بھی ادائیگی واجب ہے:

اگر کسی بالغ مرد و عورت نے کسی وجہ سے روزے نہ رکھے تب بھی صدقہ فطر کا نصاب ہونے پر صدقۂ فطر کی ادائیگی واجب ہے۔

۱۴۔ متبادل جنس:

صدقہ فطر میں جَو یا گیہوں یا کوئی اور متبادل جنس مثلاً نقد قیمت بھی دی جاسکتی ہے بلکہ اس کا دینا افضل ہے۔

باب نمبر:16

نماز تہجد کی فضیلت

نماز تہجد عظیم ترین دولت ہے۔ رات کے وقت سکون غالب ہوتا ہے۔ عبادت گزار دنیا کی کلفتوں' بے جا آوازوں اور ہنگاموں سے بے نیاز ہو کر اللہ کی عبادت کرتا ہے۔

قرآن مجید میں نماز تہجد کی فضیلت:

ارشاد ربانی ہے:

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ
إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ﴿۷۸﴾
وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى أَنْ يَّبْعَثَكَ
رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ﴿۷۹﴾

"نماز کو قائم کریں آفتاب کے ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک اور فجر کا قرآن پڑھنا بھی یقیناً فجر کے وقت کا قرآن پڑھنا حاضر کیا گیا ہے اور رات کو تہجد پڑھو یہ زائد عبادت آپ کے لیے ہے۔ عنقریب آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود میں کھڑا کرے گا"۔

(سورۃ بنی اسرائیل' آیت ۷۸-۷۹)۔

سورت بنی اسرائیل کی ان آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تہجد کا حکم دینے کے ساتھ آپ کو "مقامِ محمود" کی اُمید دلائی گئی ہے۔ "مقامِ محمود" عالمِ آخرت میں اور جنت میں بلند ترین مقام ہوگا۔

"تہجد کا مفہوم رات کے پچھلے پہر اٹھ کر نوافل پڑھنا ہے۔ ساری رات قیام اللیل کرنا خلاف سنت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے پہلے حصے میں سوتے اور پچھلے حصے میں اٹھ کر تہجد پڑھتے۔ یہی طریقہ سنت ہے۔ تہجد کی نماز آپ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وآلہ وسلم کے رفع درجات کے لئے زائد چیز ہے''۔

(بحوالہ: مولانا محمد جونا گڑھی و مولانا صلاح الدین یوسف: قرآن کریم مع اُردو ترجمہ وتفسیر، صفحہ ۷۸۹)

سورۃ السجدہ میں ارشاد ہے:

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا
وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿١٦﴾

''ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں۔ اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے وہ خرچ کرتے ہیں''

(سورۃ السجدۃ، آیت ۱۶)۔

اگر عشاء کے بعد آدمی کچھ دیر کے لیے سو جائے اور آدھی رات گزرنے کے بعد کسی وقت اُٹھ جائے تو یہ تہجد کا اصلی وقت ہے۔

سورت المزمل کی آیت نمبر ٦ میں بھی فرمایا گیا:

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ﴿٦﴾

''رات میں نماز کے لیے کھڑا ہونا نفس کو بہت زیادہ دبانے والا عمل ہے اور اس وقت (دُعا یا قرآت میں) جو زبان سے نکلتا ہے وہ بالکل ٹھیک اور دل کے مطابق یعنی دل سے نکلتا ہے''۔

احادیث میں نمازِ تہجد کی فضیلت:

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کے آخری حصے میں اللہ تعالیٰ اپنے پورے لُطف وکرم اور اپنی خاص شانِ رحمت کے ساتھ اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

نمازِ تہجد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے:

كَانَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَيُحْيِي آخِرَهُ.

(رواہ ابن ماجة عن السيدة عائشة).

''آپ رات کے شروع میں آرام فرماتے اور آخری حصے میں بیدار ہوتے''۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ ، فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ ، وَقُرْبَةٌ إِلَى اللهِ تَعَالَى وَمَنْهَاةٌ عَنِ الإِثْمِ ، وَتَكْفِيرٌ لِلسَّيِّئَاتِ ، وَمَطْرَدَةٌ لِلدَّاءِ عَنِ الْجَسَدِ .

(رواه أحمد عن بلال).

''تم پر رات کا قیام لازم ہے کیونکہ تم سے پہلے نیکوکاروں کی یہ عادت رہی اور یہ اللہ کی جانب قربت کا ذریعہ ہے اور گناہ سے دور رہنے کا موقع اور گناہوں کے کٹ جانے کا ذریعہ اور جسم سے بیماری دور کرنے کا آلہ''۔

(السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۷۷۸)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَضْلُ صَلاةِ اللَّيْلِ عَلَى صَلاةِ النَّهَارِ كَفَضْلِ صَدَقَةِ السِّرِّ عَلَى صَدَقَةِ الْعَلانِيَةِ .

(رواه ابن مالك عن ابن مسعود).

''رات کی نماز کو دن کی نماز پر ایسے فضیلت حاصل ہے جیسے چھپ کر صدقہ کرنے کی فضیلت کھل کر صدقہ کرنے پر''۔

(السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۸۱۵)

ایک اور مقام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اسْتَيْقَظَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّيْلِ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ ، وَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِينَ اللهَ كَثِيراً وَالذَّاكِرَاتِ .

(رواه ابن حبان عن أبي سعيد).

''جب آدمی رات کو بیدار ہو اور اپنے اہل خانہ کو جگا دے اور دونوں دو رکعت نماز پڑھ لیں تو ان کو کثرت سے اللہ کے ذکر کرنے والوں میں لکھ دیا جاتا ہے''۔

(السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۶۵)

تہجد کی فضیلت کے بارے میں چند اور احادیث ملاحظہ ہوں:

Marfat.com

صَلاَةُ اللَّيْلِ مَثْنَى ، فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ ، صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى . (رواه البخاري ومسلم عن ابن عمر).

''رات کی نماز دو دو رکعت میں ہوگی۔ پھر اگر کوئی تم میں سے ڈرے صبح ہونے سے تو وہ بیشک دو رکعت ہی پڑھ لے۔ کہ اس کے ساتھ وتر پڑھ لے''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۷۱۲)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

رَكْعَتَانِ يَرْكعهُمَا ابنُ آدَمَ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ الأخِيرِ، خَيرٌ لَهُ مِنَ الدُّنْيَا وَما فِيهَا، وَلَوْلاَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَفرَضْتُهُمَا عَلَيْهِمْ.

(رواه النضر عن حسان بن عطية).

''رات کے آخری حصے میں ابن آدم کی دو رکعت جو وہ پڑھے۔ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہیں اور اگر میری امت پر زیادہ سخت نہ ہوتا۔ تو میں ان پر رات کی نماز کو فرض کر دیتا''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۶۴۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہمارا مالک اور رب تبارک وتعالیٰ ہر رات کو جس وقت آخری تہائی رات باقی رہ جاتی ہے سماء دُنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے: کون ہے جو مجھ سے دُعا کرے اور میں اُس کی دُعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے' میں اس کو عطا کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مغفرت اور بخشش چاہے' میں اس کو بخش دوں'' (صحیح بخاری ومسلم)۔

حضرت عمرو بن عبسہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ بندے سے سب سے زیادہ قریب رات کے درمیانی حصے میں ہوتا ہے' پس اگر تم سے ہو سکے کہ تم اُن بندوں میں سے ہو جاؤ جو اُس مبارک وقت میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو تم اُن میں ہو جاؤ'' (جامع ترمذی)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رُسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا:

”فرض نماز کے بعد سب سے افضل درمیانی رات کی نماز ہے“ (یعنی تہجد)۔۔۔(صحیح مسلم)۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”تم ضرور پڑھا کرو تہجد، کیونکہ وہ تم سے پہلے صالحین کا طریقہ اور شعار رہا ہے اور قربِ الٰہی کا خاص وسیلہ ہے اور وہ گناہوں کے بُرے اثرات کو مٹانے والی اور گناہوں سے روکنے والی چیز ہے“ (جامع ترمذی)۔

اس حدیث میں نماز تہجد کی چار خصوصیتیں بیان فرمائی گئی ہیں:

۱۔ نماز تہجد دورِ قدیم سے اللہ کے نیک بندے ادا کرتے رہے ہیں۔

۲۔ یہ نماز تقربِ الٰہی کا خاص وسیلہ اور ذریعہ ہے۔

۳۔ نمازِ تہجد گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔

۴۔ نمازِ تہجد گناہوں سے روکنے کی خاصیت رکھتی ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قدر قیام فرمایا (یعنی رات کو نماز تہجد اتنی طویل پڑھی) کہ آپؐ کے قدم مبارک متورم ہو گئے، تو آپ سے عرض کیا گیا کہ آپؐ ایسا کیوں کرتے ہیں جبکہ آپؐ کی اگلی پچھلی ساری تقصیریں معاف ہو گئی ہیں (اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا اعلان فرما کے آپؐ کو اس بارے میں مطمئن بھی کر دیا ہے)؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا:

”تو کیا میں (اس کے احسان عظیم کا) زیادہ شکر کرنے والا بندہ نہ بنوں (اور اس شکر گزاری میں اس کی اور زیادہ عبادت نہ کروں)“ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)۔

وروى الشيخان عن السيدة عائشة رضي الله عنها أنها قالت: كان النبي ﷺ يَقومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَنْفَطِرَ قَدَمَاهُ، فقلتُ لَهُ: لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا يَا رَسُولَ الله وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مِنْ ذَنْبِكَ مَا تَقَدَّمَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قالَ: «أَفَلا أَكُونُ عَبْداً شَكُوراً».

''امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ نبی پاکؐ رات کو کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم (مبارک) متورّم ہو جاتے۔ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں حالانکہ آپ کے اگلے اور پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں''

(السید احمد الھاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر: ۷۲)

نماز تہجد کا طریقہ:

عشاء کی نماز پڑھ کر سو جانے کے بعد رات کو اُٹھ کر تہجد پڑھی جائے۔ استغفار، تسبیح و تحمید اور دُعا کی جائے۔ تہجد کے اوقات کا ذکر اوپر کر دیا گیا ہے۔ اب نماز تہجد کا طریقہ ملاحظہ ہو:

جاگ کر خوب اچھی طرح مسواک کی جائے۔ پھر وضو کرنے کے بعد کم از کم ۴ رکعت اور زیادہ سے زیادہ ۱۲ رکعت ادا کی جائیں۔ رکعت دو دو کر کے ادا کی جائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی معمول تھا تاہم آپؐ نے نماز تہجد میں رکعت کا تعین نہیں فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو تعداد ثابت ہے اُس کا اوپر ذکر کر دیا گیا ہے۔

Marfat.com

باب نمبر:17

دُعا کی اہمیت

(تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں)

سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۸۶ میں دُعا کے بارے میں ارشاد ہے:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ
الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ
يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾

''جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کے جب کبھی وہ مجھے پکارے' قبول کرتا ہوں اس لئے لوگوں کو بھی چاہئے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں' یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے''۔

سورۃ ہود کی آیت نمبر ۶۱ میں ارشاد ربانی ہے:

فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ﴿٦١﴾

''پس تم اس سے معافی طلب کرو اور اس کی طرف رجوع کرو۔ بیشک میرا رب قریب اور دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے''۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری فرماتے ہیں:

''ممکن ہے یہاں پر کسی کو شک گزرے کہ بسا اوقات دعا کرتے کرتے سالہا سال گزر

جاتے ہیں لیکن قبول نہیں ہوتی۔ اس کی ایک بڑی وجہ رحمت دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بیان فرمائی ہے۔ انه صلّی اللّٰه تعالیٰ علیه وآله وسلّم ذکر الرجل یطیل السفر یمد یده الی السماء یارب اشعث اغبر مطعمه حرام و ملبسه حرام وغذی بالحرام فانّی یستجاب لذالک (رواه مسلم) حضورؐ نے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ وہ دور دراز کا سفر کرتا ہے' آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہے۔ بال اس کے پریشان' جسم اس کا گرد آلود۔ اس کا کھانا لباس سب حرام کمائی سے ہے۔ اس کے پیٹ میں جو غذا ہے وہ بھی حرام (تو وہ لاکھ پکارے اور دعائیں کرے) ایسے حرام خور کی دعا کب قبول ہونے کے لائق ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے صحابہ کو فرمایا تھا کہ اگر چاہتے ہو کہ تمہاری ہر دعا قبول ہو تو رزق حلال کھایا کرو۔ دعا کی قبولیت کی ان شرائط کو ہم نے فراموش کر دیا۔ بلکہ ہم نے تو حلال و حرام میں فرق کرنے کی زحمت بھی کبھی گوارا نہیں کی۔ اگر ہماری دعائیں قبول نہ ہوں تو جائے تعجب نہیں بلکہ تعجب و حیرت تو اس کی رحمت بے پایاں پر ہے کہ پھر بھی وہ فریادیں سن لیتا ہے۔ (ضیاء القرآن' جلد اول' صفحات ۱۲۷۔۱۲۶)

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

نِعْمَ سِلاحُ المومِنِ الصَّبْرُ وَالدُّعَاءُ.

(رواه الديلمي عن ابن عباس).

''صبر اور دعا مومن کے لئے بہترین ہتھیار ہیں''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۱۱۸۲)

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

قَالَ اللهُ تَعَالَى: مَنْ لا يَدْعُونِي أَغْضَبْ عَلَيْهِ.

(رواه أبو هريرة).

''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو بندہ مجھے نہیں پکارتا تو میں اس پر غصہ ہو جاتا ہوں''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۸۴۶)

Marfat.com

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے :

''(قضا و) قدر سے بچنے کی کوئی تدبیر فائدہ نہیں دیتی' (ہاں) اللہ سے دعا مانگنا اس (مصیبت اور آفت) میں بھی نفع دیتا ہے جو نازل ہو چکی اور اس (مصیبت) میں بھی جو ابھی تک نازل نہیں ہوئی اور بے شک بلا نازل ہونے کو ہوتی ہے کہ اتنے میں دعا اس سے جا ملتی ہے۔ پس قیامت تک ان دونوں میں کشمکش ہوتی رہتی ہے۔''

ایک اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ دُعا کے سوا کوئی چیز قضا یعنی تقدیر کے فیصلے کو رد نہیں کر سکتی اور نیکی کے سوا کوئی چیز عمر کو نہیں بڑھا سکتی۔

رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دُعا مومن کا ہتھیار ہے' دین کا ستون ہے اور آسمان و زمین کا نور ہے۔

دُعا کے قبول ہونے کی تین صورتیں ہیں:

(۱) اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو دعا کو فوراً قبول کر لے۔

(۲) بہ تاخیر' مناسب وقت پر پوری ہوتی ہے۔

(۳) دیگر صورت میں اس کا نعم البدل یہ ہے کہ آخرت میں اس دعا کو ذخیرہ کر دیا جاتا ہے۔

دُعا مانگنے کے آداب:

(۱) کھانے پینے اور کمانے میں حرام سے بچا جائے ورنہ دعا قبول نہیں ہوگی۔

(۲) دعا اخلاص سے مانگی جائے نیز دعا مانگنے سے پہلے کوئی نیک کام کیا جائے۔ مثلاً صدقہ دینا تاکہ مصائب اور سختیاں ٹل جائیں۔

(۳) پاک صاف حالت میں دعا مانگی جائے' باوضو مانگی جائے' قبلہ رو ہو کر مانگی جائے۔ دعا مانگنے سے پہلے اور بعد اللہ کی حمد و ثناء بیان کی جائے۔ نیز دعا کے اول اور آخر میں نبی ﷺ پر درود شریف بھیجا جائے ورگرنہ دعا فضا میں معلق رہے گی اور بارگاہ ایزدی میں

Marfat.com

نہیں پہنچ سکے گی۔

(۴) ہاتھ کھول کر سائل کی طرح دعا مانگی جائے' آسمان کی طرف نہ دیکھا جائے' دعا سے فارغ ہو کر دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے جائیں۔

۵) دعا میں انتہا درجہ کی انکساری اور عاجزی ہو۔ نیز دعا مانگنے والا اور سننے والا دونوں آمین کہیں۔

وہ اوقات جن میں دعا قبول ہوتی ہے:

مندرجہ ذیل اوقات میں دعا قبول ہوتی ہے:

(۱) شب قدر میں۔

(۲) ذی الحجہ کی نویں تاریخ میں۔

(۳) شب کو۔

(۴) جمعہ کے پورے دن۔

(۵) سحر کے وقت۔

(۶) رمضان المبارک کے پورے مہینے میں۔

(۷) جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات۔

(۸) سب سے زیادہ دعا کے قبول ہونے کی امید جمعہ کی **ساعت اجابت** ہے۔ اس سے مراد دعا قبول ہونے کی گھڑی ہے۔ احادیث میں لکھا ہے کہ یہ ساعت امام کے خطبہ کے لئے منبر پر بیٹھنے سے لے کر جمعہ کی نماز ختم ہونے تک ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ ساعت جمعہ کے دن سورج طلوع ہونے کے بعد تک ہے۔

علاوہ ازیں نماز کی اذان ہونے کے وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے۔ اذان اور تکبیر کے درمیان بھی دعا قبول ہوتی ہے۔ جب گھمسان کی جنگ ہو رہی ہو تو پھر بھی دعا قبول ہوتی ہے۔ قرآن حکیم کی تلاوت کے بعد اور سجدہ کی حالت میں اور مرغ کی اذان کے وقت دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اَلدُّعَاءُ لَا یُرَدُّ بَیْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ. (رواہ أحمد).

Marfat.com

''اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والی دعا ہرگز رد نہیں ہوتی''۔

(السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۶۰۲)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَمْسُ لَيَالٍ لا تُرَدُّ فِيهِنَّ الدَّعْوَةُ: أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ، وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، وَلَيْلَةُ الجُمُعَةِ، وَلَيْلَةُ الْفِطْرِ، وَلَيْلَةُ النَّحْرِ.

(رواه ابن عساكر عن ابي أمامة).

''پانچ راتیں ہیں کہ جن میں اللہ دعا کو رد نہیں کرتا۔ ماہ رجب کی پہلی رات' ماہ شعبان کی نصف رات' جمعہ کی رات' عیدالفطر کی رات اور قربانی کی رات''۔

(السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۵۶۸)۔

سورج غروب ہونے کا وقت بھی دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔ امام شافعیؒ اپنی کتاب ''الام'' میں لکھتے ہیں کہ بارش برسنے کے وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے۔فرماتے ہیں:

''میں نے بہت سے علماء حدیث سے بارش برسنے کے وقت دعا قبول ہونے کی حدیث کو سنا اور حفظ کیا ہے''۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تُفْتَحُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَيُسْتَجَابُ الدُّعَاءُ فِي أَرْبَعَةِ مَوَاطِنَ: عِنْدَ الْتِقَاءِ الصُّفُوفِ فِي سَبِيلِ الله، وَعِنْدَ نُزُولِ الْغَيْثِ، وَعِنْدَ إِقَامَةِ الصَّلاةِ، وَعِنْدَ رُؤْيَةِ الْكَعْبَةِ.

(رواه الطبراني عن أبي أمامة).

آسمانوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور چار مقامات پر دعا قبول کی جاتی ہے اللہ کی راہ میں جہاد کے وقت صفیں سیدھی کرنے پر' بارش برسنے پر' نماز قائم کرنے پر اور کعبہ کی طرف پہلی نظر ڈالنے پر''۔

(السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۴۷۱)۔

اس طرح روزہ افطار کے وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے۔

Marfat.com

وہ مقامات جہاں دعا جلد قبول ہوتی ہے:

کعبہ شریف کو پہلی مرتبہ دیکھتے وقت یا جس وقت بھی نظر پڑے دعا قبول ہوتی ہے۔ ذکر کی محفلوں میں بھی دعا قبول ہوتی ہے۔ دینی اجتماعات میں بھی دعا قبول ہوتی ہے۔ مطاف، ملتزم، میزابِ رحمت، بیت اللہ شریف کے اندر، چاہ زمزم کے پاس، صفا اور مروہ کی پہاڑیوں پر، صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے وقت، مقامِ ابراہیم، میدانِ عرفات (۹ ذی الحجہ کے زوال کے بعد غروب تک)، مزدلفہ، منیٰ اور شیطانوں پر کنکریاں مارتے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔"

روضہ اطہر ﷺ پر دعا بالخصوص قبول ہوتی ہے۔ امام جزریؒ فرماتے ہیں:

"اگر نبی اکرم ﷺ کے روضہ اقدس کے پاس دعا قبول نہیں ہوگی تو پھر کس جگہ قبول ہو گی" (حصن حصین، صفحہ ۳۹)۔

وہ لوگ جن کی دعائیں بالخصوص اور جلد قبول ہوتی ہیں:

احادیث شریف سے ثابت ہے کہ مندرجہ ذیل لوگوں کی دعائیں بالخصوص اور جلد قبول ہوتی ہیں:

(۱) مفلوک الحال، مجبور، لاوارث اور بے بس اور لاچار لوگ۔

(۲) ماں باپ کی دعا اولاد کے لئے۔

(۳) امام عادل کی دعا۔

(۴) ہر نیک انسان کی دعا۔

(۵) مسافر کی دعا اور روزہ دار کی دعا افطار کے وقت۔

(۶) ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے والی اولاد کی دعا اپنے ماں باپ کے لئے۔

(۷) ایک مسلمان کی دعا دوسرے مسلمان بھائی کے لئے جو اس کے پس پشت کی جائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

دُعَاءُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ مُسْتَجَابٌ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ(۱)، عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ بِهِ، كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ «آمِينَ» وَلَكَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

(رواه أحمد عن أبي الدرداء).

''مسلمان شخص کی دعا اپنے بھائی کے لئے قبول ہونے والی ہے۔ جو اس کی غیر حاضری میں کی جائے۔ اس وقت اس کے سر پر ایک فرشتہ بیٹھا ہوتا ہے۔ جس کو وہ دعا سپرد کی جاتی ہے۔ اس واسطے جونہی کوئی اپنے بھائی کے لئے خیر کی دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے۔ آمین اور تیرے واسطے بھی وہی کچھ ہو جو تو اس کے لئے مانگتا ہے''

(السید احمد الهاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۵۹۸)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

أَرْبَعُ دَعَوَاتٍ لا تُرَدُّ: دَعْوَةُ الحاجِّ حَتَّى يَرْجِعَ، وَدَعْوَةُ الْغَازِي حَتَّى يَصْدُرَ، وَدَعْوَةُ الْمَرِيضِ حَتى يَبْرَأَ، وَدَعْوَةُ الأخِ لأخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ وَأَسْرَعُ هَؤلاءِ الدَّعواتِ إجابَةً دَعْوَة الأخِ لأخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ.

(رواه الديلمي عن ابن عباس).

''چار دعائیں رد نہیں کی جاتیں ایک حاجی کی دعا واپس لوٹنے تک دوسرے غازی (مجاہد) کی دعا واپس لوٹنے تک تیسرے بیمار کی دعا تندرست ہونے تک چوتھے ایک بھائی کی دوسرے بھائی کے لئے پس پشت دعا اور ان دعاؤں میں سے سب سے جلد قبول ہونے والی دعا ایک بھائی کی دوسرے کے لئے ہے جو وہ اس کے پیچھے کرے''۔

(السید احمد الهاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۱۳۸)۔

وقال رسول الله ﷺ: دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ، عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ، مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لأخِيهِ بِخَيْرٍ، قَالَ الملك الموكلُ «آمين» وَلَكَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ. (رواه مسلم عن أبي الدرداء).

''رسول اللہ نے فرمایا: کسی مسلمان آدمی کا غیر موجودگی میں اپنے بھائی کے لئے دعا مانگنا قابل قبول ہوتا ہے۔ آدمی کے سر کے اوپر ایک مقرر کردہ فرشتہ ہوتا ہے۔ جب بھی انسان اپنے بھائی کی بھلائی کے لئے دعا مانگتا ہے تو مقرر کردہ فرشتہ آمین کہتا ہے'' (السید احمد الهاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۱۳۰)۔

Marfat.com

(۸) حاجی کی دعا یہاں تک کہ وہ اپنے گھر حج سے واپس آ جائے۔

(۹) مظلوم اور ستم رسیدہ لوگوں کی دعا اگرچہ وہ گنہگار ہی ہوں۔ بعض روایتوں میں ہے کہ اگرچہ وہ کافر ہی ہوں۔ (حصن حصین: محمد بن محمد الجزری" (اردو ترجمہ از مولانا محمد ادریس)، صفحہ ۴۰)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ مُسْتَجَابَةٌ، وَإِنْ كَانَ فَاجِراً فَفُجُورُهُ عَلَى نَفْسِهِ.

(رواه الطيالسي عن أبي هريرة).

''مظلوم کی دعا قبول ہونے والی ہے اور اگر وہ مظلوم برا ہو تو اس کی برائی اس کی جان پر ہے'' (السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۶۰۳)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثَلاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ: دَعْوَةُ الصَّائِمِ: وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ. (رواه العقيلي عن أبي هريرة).

''تین دعائیں ہیں جو قبول ہونے والی ہیں۔ روزہ دار کی دعا' مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا'' (السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۴۹۱)۔

ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب دعائیں قبول ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔

Marfat.com

باب نمبر:18

ذکرِ الٰہی کی فضیلت

(تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں)

سورت الزمر کی آیت ۲۳ میں ذکر الٰہی کے بارے میں ارشاد ہے:

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ
جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ
اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ
يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾

”اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے نہایت عمدہ کلام یعنی وہ کتاب جس کی آیتیں ایک جیسی ہیں، بار بار دہرائی جاتی ہیں اور کانپنے لگتے ہیں اس کے (پڑھنے) سے بدن ان کے جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے پھر نرم ہو جاتے ہیں ان کے بدن اور ان کے دل اللہ کے ذکر کی طرف یہ اللہ کی ہدایت ہے راہنمائی کرتا ہے اس کے ذریعے جسے چاہتا ہے“۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک آدمی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی: ”یارسول اللہ! اہل ایمان میں سے زیادہ عقل مند کون ہے؟ فرمایا: جو موت کو کثرت سے یاد کرے اور اس کے لیے اچھی طرح تیاری کرے۔

اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا: جب دل میں نور داخل ہو جاتا ہے تو دل کشادہ اور وسیع ہو جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی، اے اللہ تعالیٰ کے نبی! اس کی علامت کیا ہے فرمایا: اس کی نشانی یہ ہے

Marfat.com

کہ وہ شخص ہر وقت دارِ آخرت کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ وہ اس دھوکہ والی دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لیے تیاری شروع کر دیتا ہے (بحوالہ: ضیاء القرآن' جلد چہارم' صفحات: ۲۳۴۸-۲۳۴۹)۔

یعنی یہ دل موہ لینے والی باتیں جو ایک کتاب کی صورت میں تمہارے پاس موجود ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اس کی اثر انگیزی کا یہ عالم ہے کہ جب عذاب الٰہی کا ذکر ہوتا ہے تو پرہیز گاروں پر خوف اور دہشت طاری ہو جاتی ہے اور وہ کانپنے لگتے ہیں اور جب اس کی رحمت کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل اور چہرے خوشی سے چمک اٹھتے ہیں اور اس کے ذکر میں شوق و رغبت سے مشغول ہو جاتے ہیں۔ (بحوالہ: ضیاء القرآن' جلد چہارم' صفحہ نمبر ۲۳۴۹)

ذکرِ الٰہی انوار کی کنجی ہے' بصیرت کا آغاز ہے' جمال فطرت کا اقرار ہے۔ یہ حصول علم کا جال ہے۔ یہ تماشہ گاہِ ہستی کی جلوہ آرائیوں اور حُسن آفرینیوں کا اقرار ہے۔ ذاکر کے ذکر میں اور زاہد کے فکر میں خالقِ آفاق کی جھلک نظر آتی ہے۔ ذکرِ الٰہی دراصل خالقِ حقیقی سے رابطے کی ایک شکل ہے۔

سورۃ العنکبوت کی آیت ۴۵ میں ارشاد ربانی ہے:

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ۭ
اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝

''جو کتاب آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھئے اور نماز قائم کریں' یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے' بیشک اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے' تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے اللہ خبردار ہے''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذکر کی فضیلت یوں بیان فرمائی:

ذِكْرُ اللهِ شِفَاءُ الْقُلُوبِ.

(رواه الديلمي عن أنس).

''اللہ کی یاد میں دلوں کے لیے شفاء ہے''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۶۲۱)

Marfat.com

آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

زَيِّنُوا أَعْيَادَكُمْ بِالتَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّحْمِيدِ وَالتَّقْدِيسِ .

(رواه الطبراني) .

''اپنی عبادتوں کو اللہ اکبر' لا الہ الا اللہ' الحمد للہ اور سبحان اللہ سے سجاؤ''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۶۵۵)

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا قَالَ الْعَبْدُ : «يارَبِّ يارَبِّ» قَالَ الله : لَبَّيْكَ عَبْدِي ، سَلْ تُعْطَ .

(رواه ابن أبي الدنيا عن عائشة) .

''جب بندہ کہتا ہے اے میرے رب اے میرے رب تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جی میرے بندے مانگ لے جو مانگے گا مل جائے گا''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۱۱۷)

ایک اور مقام پر آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قَالَ الله تَعَالَى : عَبْدِي ، أَنَا عِنْدَ ظَنِّكَ ، وَأَنَا مَعَكَ إذا ذَكَرْتَنِي .

(رواه الحاكم عن أنس) .

''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے میرے بندے! میں وہاں ہوں جہاں تو مجھے خیال کرتا ہے اور جب تو مجھے یاد کرتا ہے تو میں تیرے ساتھ ہوتا ہوں''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۸۴۴)

اللہ کے ذکر میں نماز' تلاوتِ قرآن حکیم' دعاء اور استغفار سب شامل ہیں۔ بقول حافظ ابن القیم (بحوالہ مدارج السالکین) ذکر اللہ کی بڑی عظمت' اہمیت اور برکات ہیں۔ ذکر الٰہی سے اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے اور انسان کی روحانی ترقی ہوتی ہے۔ ذکر الٰہی سے قلوب منور ہو جاتے ہیں۔ ذکرِ الٰہی وہ راستہ اور دروازہ ہے جس کے ذریعے ایک بندہ بارگاہ عالی تک پہنچ سکتا ہے۔

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جب بھی اور جہاں بھی کچھ بندگانِ خدا اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو لازمی طور پر فرشتے ہر طرف سے ان کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور ان کو گھیر لیتے ہیں اور رحمتِ الٰہی ان پر چھا جاتی ہے اور ان کو اپنے سایہ میں لے لیتی ہے اور ان پر سکینہ کی کیفیت نازل ہوتی ہے اور اللہ اپنے مقربین فرشتوں میں ان کا ذکر کرتے ہیں'' (صحیح مسلم)۔

بخاری شریف میں بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ درج ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس وقت بندہ میرا ذکر کرتا ہے اور میری یاد میں اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں تو اس وقت میں اپنے اس بندہ کے ساتھ ہوتا ہوں''۔

حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''کیا میں تم کو وہ عمل بتاؤں جو تمہارے سارے اعمال میں بہتر اور تمہارے مالک کی نگاہ میں پاکیزہ تر ہے اور تمہارے درجوں کو دوسرے تمام اعمال سے زیادہ بلند کرنے والا ہے اور اللہ کی راہ میں سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بھی زیادہ اس میں خیر ہے اور اس میں جہاد سے بھی زیادہ تمہارے لئے خیر ہے جس میں تم اپنے دشمنوں اور خدا کے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتارو اور وہ تمہیں ذبح کریں اور شہید کریں؟ صحابہؓ نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہؐ! ایسا قیمتی عمل ضرور بتایئے! آپؐ نے فرمایا: وہ اللہ کا ذکر ہے'' (بحوالہ جامع ترمذی)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَحَبُّ الكلامِ إِلَى اللهِ أَنْ يَقُولَ الْعَبْدُ «سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ».

(رواه الترمذي عن أبي ذرّ)

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام کلاموں میں سے پسندیدہ کلام یہ ہے کہ بندہ کہے ''سبحان اللہ و بحمدہ''۔

''(السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۳۶)

Marfat.com

حدیث پاک میں سبحان اللہ وبحمدہ کی بڑی فضیلت بیان فرمائی گئی:

مَنْ قَالَ: «سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ» فِي كُلِّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. (رواه الشيخان عن أبي هريرة).

''جس شخص نے ہر دن سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھا۔ اس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کی مانند ہوں''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۱۲۲۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے:

وروى الشيخان عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: يقول الله تعالى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُ.

''کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہوں اور میں اس بندے کے ساتھ ہوتا ہوں۔ جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اسے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۱۱۲)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

قَالَ اللهُ تَعَالَى: إِذَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ الْعَبْدُ شِبْراً، تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعاً وَإِذَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعاً، تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعاً، وَإِذَا أَتَانِي مَشْياً أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً.

(رواه البخاري عن أنس).

''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جب بندہ مومن میری طرف ایک بالشت آتا ہے تو میں ایک گز اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ ایک گز میری طرف آتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ میری طرف چل کے آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ

Marfat.com

کرجاتا ہوں'' (السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۸۳۶)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ شَطْرُ الإيمانِ، وَالْحَمْدُ لله تَمْلأُ الميزانَ، والتَّسْبيحُ وَالتَّكْبيرُ يَمْلآنِ السمٰوَاتِ وَالأرْضَ، والصَّلاةُ نُورٌ وَالزَكَاةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ - كلُّ النَّاسِ يَغْدُو فبائعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا، أَوْ مُوبِقُها. (رواه ابن حبان عن أبي مالك الأشعري).

''وضو کو مکمل کرنا ایمان کی علامت ہے' الحمد للہ میزان عمل کو بھر دیتا ہے' سبحان اللہ اور اللہ اکبر آسمان وزمین کو بھر دیتے ہیں' نماز نور ہے زکوۃ اللہ کی طرف سے برھان ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن کریم تیرے لئے حجت ہے یا تیرے خلاف حجت ہے' ہر انسان صبح کو اپنے نفس کو بیچتا ہے تو کچھ اس کو آزاد کرا لیتے ہیں اور کچھ لوگ اس کو ہلاک کر دیتے ہیں'' (السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۱۵۵)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اسْتَكْثِرُوا مِنْ قَوْلِ «لا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إلاّ بالله» فإنَّهَا تَدْفَعُ تِسْعَةَ وَتِسْعِينَ بَاباً مِنَ الضُرِّ أَدْنَاها الْهَمُّ. (رواه العقيلي عن جابر).

''لاحول ولاقوۃ الا باللہ کے پڑھنے میں خوب کثرت کرو کیونکہ یہ مصیبت کے ننانوے دروازے بند کرتی ہے جس کا ادنیٰ درجہ غم ہے''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۱۶۳)

ذکر الٰہی کی فضیلت ایک اور حدیث پاک میں ملاحظہ ہو:

ذَاكِرُ الله فِي رَمَضَانَ مَغْفُورٌ لَهُ وَسَائِلُ الله فِيه لا يَخِيبُ. (رواه البيهقي عن عمر).

''رمضان میں اللہ کا ذکر کرنے والا بخشا ہوا ہے اور اس مہینے میں اللہ سے سوال کرنے والا محروم نہیں ہوگا'' (السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۶۱۸)۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ ذَكَرَ اللهَ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ حَتَّى يُصِيبَ الْأَرْضَ مِنْ دُمُوعِهِ، لَمْ يُعَذِّبْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه الحاكم).

''جس آدمی نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا پھر اس کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو نکل کر زمین پر گر گئے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن عذاب نہیں دیں گے''۔

(السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۱۱۹۲)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، دَوَاءٌ مِنْ تِسْعَةٍ وَتِسْعِينَ دَاءً، أَيْسَرُهَا الْهَمُّ. (رواه ابن أبي الدنيا عن أبي هريرة).

''لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنا ننانوے (۹۹) بیماریوں کی دوا ہے اور سب سے معمولی بیماری غم ہے'' (السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۱۳۵۵)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَرَوَى البخاري عن أبي موسى رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ، وَالَّذِي لا يَذْكُرُهُ، مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ.

''امام بخاری نے ابوموسیٰ سے روایت کی ہے اور وہ نبی پاک سے روایت کرتے ہیں۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔ جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو شخص اپنے رب کو یاد نہیں کرتا۔ اُس کی مثال زندہ اور مردے کی مانند ہے'' (السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۱۱۳)۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اس دنیا کی وہ تمام چیزیں جن پر سورج کی روشنی اور اس کی شعاعیں پڑتی ہیں' ان سب چیزوں کے مقابلے میں مجھے یہ زیادہ محبوب ہے کہ میں ایک دفعہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہوں''۔

سوکھے پتوں والے درخت کی مثال:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسے درخت کے

Marfat.com

پاس سے گزرے جس کے پتے سوکھ چکے تھے۔ آپؐ نے اس پر اپنا عصا مبارک مارا تو اس کے سوکھے پتے جھڑ پڑے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: ''یہ کلمے: سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر بندے کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتے ہیں جس طرح تم نے اس درخت کے پتے جھڑتے دیکھے'' (جامع ترمذی)۔

صحرا صحرا عصیاں:

صحرا صحرا ہیں کہ عصیاں مرے
دریا دریا ہے مگر رحمت تری

اگر ریت کے ذرات کے برابر بھی گناہ ہوں تو ذکرِ الٰہی سے معاف ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس نے روزانہ سو دفعہ سبحان اللہ وبحمدہٖ کہا اس کے قصور معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ کثرت میں سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں'' (صحیح مسلم و بخاری)۔

حضرت ابو ذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کلاموں میں کون سا کلام افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ کلام جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ملائکہ کے لئے منتخب فرمایا یعنی سبحان اللہ وبحمدہٖ (صحیح مسلم)۔

سب سے افضل ذکر:

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے۔''

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو بندہ دل کے اخلاص سے کہے لا الہ الا اللہ اس کے لئے لازماً آسمانوں کے دروازے کھل جائیں گے یہاں تک وہ کہ عرشِ الٰہی تک پہنچے گا۔ بشرطیکہ وہ آدمی کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔''

ترمذی شریف میں ایک اور حدیث ہے:

''کلمہ لا الہ الا اللہ کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔ یہ کلمہ سیدھا اللہ کے پاس پہنچتا ہے''۔

Marfat.com

حضرت شاہ ولی اللہ اپنی شہرہ آفاق کتاب (حجۃ اللہ البالغہ) میں ارشاد فرماتے ہیں کہ لا الہ الا اللّٰہ کے تین خواص ہیں:

(۱) یہ کلمہ شرکِ جلی کو ختم کرتا ہے۔

(۲) یہ کلمہ شرکِ خفی کو بھی ختم کرتا ہے۔

(۳) یہ کلمہ حصولِ معرفت اور قربِ الٰہی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

امام بغویؒ (شرح السنہ) میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کیا کہ اے میرے رب! مجھ کو کوئی کلمہ تعلیم فرما جس کے ذریعے میں تیرا ذکر کروں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ! لا الٰہ الا اللّٰہ کہا کرو۔ انہوںؑ نے عرض کیا کہ اے میرے رب! یہ کلمہ تو تیرے سارے ہی بندے کہتے ہیں، میں تو وہ کلمہ چاہتا ہوں جو آپ خصوصیت سے مجھے ہی بتائیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ اے موسیٰؑ! اگر ساتوں آسمان اور میرے سوا وہ سب کائنات جس سے زمین کی آبادی ہے اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھی جائیں اور لا الہ الا اللّٰہ دوسرے پلڑے میں تو لا الہ الا اللّٰہ کا وزن ان سب سے زیادہ ہوگا''۔

حضور اکرم ﷺ کی عادتِ مبارکہ: دوامِ ذکرِ الٰہی:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

أَحَبُّ الأَعْمَالِ إِلَى اللهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ.

(رواه الشيخان عن عائشة)

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل وہ جو دائمی ہو اگرچہ تھوڑا ہو''۔

(السید احمد الهاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر: ۳۳)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَحَبُّ الأَعْمَال إلى الله أَنْ تَموتَ وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ الله.

(رواه البيهقي عن معاذ)

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب عمل یہ ہے کہ تیری موت اس حال میں آئے کہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو''۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر لحظہ اور ہر لمحہ اللہ کی یاد میں مصروف رہتے تھے۔ ابن ماجہ میں لکھا ہے کہ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمیؓ رات کو آپؐ کے آستانہ اقدس پر پہرہ دیتے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ کی تسبیح اور تہلیل کی آواز سنتے سنتے میں تھک جاتا تھا اور مجھے نیند آ جاتی تھی۔

بقول علامہ شبلی نعمانیؒ و علامہ سید سلیمان ندویؒ:

''اُٹھتے بیٹھتے' چلتے پھرتے' کھاتے پیتے' سوتے' جاگتے' وضو کرتے' نئے کپڑے پہنتے' سوار ہوتے' سفر میں جاتے' واپس آتے' گھر میں داخل ہوتے' مسجد میں قدم رکھتے' غرض ہر حالت میں دل و جان سے ذکر الٰہی میں مصروف رہتے''۔

(سیرت النبیؐ: جلد سوم' صفحہ ۱۵۸)۔

آپؐ سواری پر بیٹھے بیٹھے نفل ادا فرماتے۔ سواری کا جانور جدھر چل رہا ہے آپؐ ادھر ہی چہرہ مبارک کر کے نماز کی نیت فرما لیتے۔ اس کی پرواہ نہیں فرماتے تھے کہ قبلہ کی طرف رُخ مبارک ہے یا نہیں۔ آپؐ میدانِ جنگ میں بھی یادِ الٰہی سے غافل نہیں تھے۔ بدر کے غزوہ میں خشوع و خضوع سے دونوں ہاتھ پھیلا کر بارگاہِ ایزدی میں دعا کر رہے تھے۔ اس بے خودی کے عالم میں ردائے مبارک کندھے سے گر پڑتی ہے اور حضورؐ کو خبر تک نہیں۔ حضرت علیؓ تین مرتبہ میدان جنگ میں حاضر ہوتے ہیں اور ہر دفعہ یہ دیکھتے ہیں کہ پیشانی مبارک زمین پر ہے۔

دورِ حاضر کی بے سکونی اور ذکر الٰہی:

دورِ حاضر میں بے سکونی کی کیفیت ذکر الٰہی سے بہتر بنائی جا سکتی ہے۔ اہل مغرب کے ہاں خودکشیاں روحانیت سے فرار کی وجہ سے ہیں۔ پاکستانی معاشرے میں بھی بے سکونی یادِ الٰہی سے غفلت کی وجہ سے ہے۔ نت نئی جسمانی اور نفسیاتی بیماریاں یادِ الٰہی سے غفلت کی وجہ سے ہیں۔ بلاشبہ ذکر الٰہی دلوں کو سکون بخشتا ہے۔

باب نمبر:19

شعبان المبارک کی فضیلت

شعبان دراصل شعب سے مشتق ہے۔ اس کا معنی ہے پہاڑ کو جانے کا راستہ اور یہ بھلائی کا راستہ ہے۔ نصف شعبان کی رات کو شب بیداری کا حکم ہے۔ یہ رات بڑی فضیلت والی رات ہے۔ امام غزالیؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب مکاشفۃ القلوب (اُردو ترجمہ از مولانا قاری محمد عطا اللہ ؒ) کے صفحات ۴۸۲-۴۴۳ پر اس شب کے اور نام بھی گنوائے ہیں:

(i) لیلۃ التکفیر (گناہوں کی معافی کی رات)۔

(ii) شب حیات۔

(iii) شب مغفرت۔

(iv) شب آزادی۔

(v) شب شفاعت (لیلۃ الشفاعۃ)۔

(vi) لیلۃ القسمۃ و التقدیر (تقسیم اور تقدیر کی رات)۔

حضرت انسؓ بن مالک کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمام مہینوں پر رجب کی فضیلت اس طرح ہے جس طرح تمام کلاموں پر اللہ کے کلام کو فضیلت حاصل ہے اور تمام مہینوں پر شعبان کو اس طرح فضیلت حاصل ہے جیسے تمام نبیوں پر مجھے فضیلت حاصل ہے اور تمام مہینوں پر رمضان کی اسی طرح فضیلت ہے جیسے اللہ کو تمام مخلوق پر فضیلت حاصل ہے۔

شبِ برآت کی وجہ تسمیہ:

شب برآت کو شب برآت اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں دو براتیں ہیں گناہ گاروں کو رحمٰن کی طرف سے آگ سے برآت ملتی ہے اور اولیائے رحمان کو رسوائی سے۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نصف شعبان کی رات کو حق

حق تعالیٰ ، اپنی مخلوق کو جھانک کر دیکھتا ہے ۔ پھر اہل ایمان کو بخشا ہے اور کافروں کو مہلت عطا فرماتا ہے اور حاسدوں کو ان کے حسد پر چھوڑ دیتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنا حسد چھوڑ دیں ۔ کہا جاتا ہے کہ فرشتے آسمان پر دو راتوں میں دو عیدیں مناتے ہیں جیسے مسلمان دنیا میں دو دنوں میں دو عیدیں مناتے ہیں ۔ فرشتوں کی عیدوں کی راتیں شب برآت اور شب قدر ہیں اور مومنوں کی عیدیں عیدالفطر اور بقر عید ہیں ۔ فرشتوں کی عیدیں رات میں منائی جاتی ہیں کیونکہ وہ سوتے نہیں اور مومن دن میں عیدیں مناتے ہیں کیونکہ وہ راتوں میں سو جاتے ہیں ۔

شبِ برآت کی نماز:

نصف شعبان کی رات کی نماز سو رکعت ہیں جن میں مجموعی طور پر سورۃ الاخلاص ایک ہزار بار پڑھی جاتی ہے اور ہر رکعت میں دس دس بار پڑھی جاتی ہے ۔ اس نماز کو صلوٰۃ الخیر کہتے ہیں اس نماز کے پڑھنے سے برکتیں پھیل جاتی ہیں ۔ بزرگان دین اس نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور اس کے لئے جمع ہوا کرتے تھے ۔ اس نماز کے فضائل بہت ہیں اور اس کا ثواب گراں قدر ہے ۔

بقول حسن بصریؒ مجھ سے تیس صحابیوں نے بیان کیا کہ جو شخص یہ نماز اس رات میں پڑھ لے حق تعالیٰ اس پر ستر بار نگاہ ڈالتا ہے اور ہر نگاہ میں اس کی ستر ضرورتیں پوری کرتا ہے جن میں سے ادنیٰ ضرورت اس کی بخشش کی ہے ۔ اس نماز کو ان چودہ راتوں میں بھی پڑھنا مستحب ہے جن میں جاگ کر عبادت کرنا مستحب ہے ۔

شب برآت کی فضیلت:

حق تعالیٰ نے فرمایا مجھے قسم ہے اس روشن کتاب کی بلاشبہ ہم نے ایک برکت والی رات میں قرآن اتارا ۔ یعنی حق تعالیٰ نے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس کا فیصلہ فرمایا ہے ، روشن کتاب سے قرآن پاک مراد ہے ، انزلنٰہُ میں ضمیر کا مرجع قرآن پاک ہے برکت والی رات نصف شعبان کی رات ہے جسے شب برآت بھی کہا جاتا ہے اکثر مفسروں نے برکت والی رات کی تفسیر شب برآت سے کی ہے ۔ البتہ عکرمہؒ نے شب قدر سے کی ہے ۔ حق تعالیٰ نے کئی چیزوں کو مبارک فرمایا ہے ۔ مثلاً قرآن عزیز کو مبارک فرمایا ہے ۔

چنانچہ فرمایا یہ برکت والا ذکر ہے ۔ جو ہم نے اتارا ہے ۔ اس کی ایک برکت یہ ہے کہ

جو اس کی تلاوت کرتا ہے اور اس پر ایمان اور یقین رکھتا ہے وہ راہ پا جاتا ہے اور آگ سے بچ جاتا ہے اور یہ برکت اس کے باپوں اور اولاد تک متعدی ہوتی ہے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو قرآن پاک دیکھ کر پڑھے حق تعالیٰ اس کے ماں باپ کے عذاب میں تخفیف فرما دے گا۔ اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔

حضرت علیؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: حق تعالیٰ شانہ نصف شعبان میں دنیوی آسمان پر اتر آتا ہے اور ہر مسلمان کو بخش دیتا ہے ہاں مشرک کو، کینہ پرور کو، قطع رحمی کرنے والے کو اور بدکار عورت کو نہیں بخشتا۔

حضرت انسؓ بن مالک نے فرمایا صحابہ کرامؓ، ہلال شعبان دیکھتے ہی قرآن کے نسخوں کو کھولتے تھے اور کثرت سے قرآن عزیز پڑھا کرتے تھے اور مسلمان اس مہینہ میں کثرت سے اپنے مالوں کی زکوٰۃ نکالا کرتے تھے تاکہ کمزور ومساکین کھا پی کر رمضان کے روزوں کے لئے طاقتور ہو جائیں اور حکام قیدیوں کو طلب کرتے تھے اگر کسی پر حد قائم کرنی ہوتی اس پر حد قائم کرتے تھے ورنہ اسے چھوڑ دیا کرتے تھے اور تاجر پورے سال کا حساب کرتے تھے اور اپنا فریضہ ادا کرتے تھے اور دوسروں سے اپنا پیسہ وصول کرتے تھے حتیٰ کہ ہلال شعبان دیکھ کر غسل کر لیتے تھے اور عبادت میں لگ جایا کرتے تھے۔

شعبان میں پانچ حرف ہیں:

ش ع ب ا ن ش سے شرف کی طرف، عین سے علو (بلندی) کی طرف، ب سے بر (نیکی) کی طرف، ا سے الفت (محبت) کی طرف اور ن سے نور کی طرف اشارہ ہے۔ یہ تمام کے تمام حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے اس مہینہ میں بندوں کے لئے تحائف ہیں۔ یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس میں بھلائیوں کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے، برکتیں اتاری جاتی ہیں، گناہوں سے درگزر کی جاتی ہے اور برائیاں مٹا دی جاتی ہیں چونکہ اس ماہ میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجا جاتا ہے اس لئے اسے درود کا مہینہ بھی کہتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا دیکھو اللہ اور اس کے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی آپؐ پر درود وسلام بھیجو۔ اگر درود کی نسبت اللہ کی طرف کی جائے تو رحمت مراد ہوتی ہے اگر فرشتوں کی طرف کی جائے تو شفاعت واستغفار مراد ہوتا ہے اور اگر مومنوں کی طرف کی جائے تو دعا وثنا مراد ہوتی ہے۔

Marfat.com

حضرت انس بن مالکؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھے حق تعالیٰ جنت میں اس کے لئے مروارید و یاقوت کا محل بنا دے گا اور آگ سے برآت نامہ لکھ دے گا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو حرمت والے مہینوں کے تین دن جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کے روزے رکھے حق تعالیٰ اس کے لئے نو سو سال کی عبادت کا ثواب لکھ لیتا ہے۔

ایام بیض کے روزے:

ایام بیض کے یعنی ہر ماہ کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں تاریخوں کے روزوں کے فضائل بہت ہیں۔ ابو اسحاق جریر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ماہ کے تین دن تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کے روزے تمام عمر کے روزوں کے برابر ہیں۔ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہر ماہ کے تین دن روزے رکھے اس نے عمر بھر روزے رکھے۔ اس کی تصدیق حق تعالیٰ نے اپنی معزز کتاب میں بھی فرما دی ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ جو ایک نیکی لائے اس کے لئے دس نیکیاں ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایام بیض کے روزے سفر و حضر میں کسی حال میں بھی نہیں چھوڑتے تھے۔

علی بن حسین بن علی بن ابو طالب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا تیرہ تاریخ کا روزہ تیس ہزار سال کے روزوں کے برابر ہے۔ چودھویں کا روزہ دس ہزار سال کے روزوں کے برابر ہے اور پندرھویں کا روزہ ایک لاکھ سال کے روزوں کے برابر ہے۔

عبدالملک بن مروان اپنے والد سے اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب سے سنا فرماتے تھے کہ ایک دن میں نصف دن کے قریب سرکار رسالت مآب کی خدمت میں آپؐ کے حجرے میں حاضر ہوا اور میں نے آپ کو سلام کیا۔ آپؐ نے مجھے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا: اے علیؓ! یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں اور تم کو سلام کر رہے ہیں۔ میں نے کہا آپؐ پر اور ان پر سلام ہو۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: میرے قریب آجاؤ۔ میں آپؐ کے قریب ہو گیا، فرمایا: علیؓ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ سے فرماتے ہیں کہ ہر ماہ کے تین دن کے

Marfat.com

روزے رکھ لیا کرو۔ پہلے دن کے روزے کے عوض تمہارے لئے دس ہزار روزوں کا، دوسرے دن کے عوض تیس ہزار روزوں کا اور تیسرے دن کے عوض ایک لاکھ روزوں کا ثواب لکھا جائے گا۔ میں نے کہا یا رسولؐ اللہ کیا یہ ثواب میرے ہی لئے خاص ہے یا تمام لوگوں کے لئے ہے فرمایا: علیؓ یہ ثواب حق تعالیٰ تم کو عطا فرمائے گا اور انہیں بھی جو تمہارے بعد تمہارے جیسے عمل کریں گے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں آپؐ نے فرمایا: وہ ایام بیض ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخیں ہیں۔

Marfat.com

باب نمبر:20

رجب کی فضیلت

رجب توبہ کا مہینہ ہے' شعبان محبت کا مہینہ ہے اور رمضان تقرب کا مہینہ ہے۔ رجب عبادت کا' شعبان زہد و ریاضت کا اور رمضان زیارت کا مہینہ ہے۔ رجب میں اللہ تعالیٰ نیکیاں دگنی فرما دیتا ہے' شعبان میں برائیاں مٹا دیتا ہے اور رمضان میں بزرگیوں کا انتظام کیا جاتا ہے اور رجب نیکیوں میں سبقت کرنے والوں کا' شعبان درمیانے مومنوں کا اور رمضان گنہگاروں کا مہینہ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

خَمْسُ لَيَالٍ لا تُرَدُّ فِيهِنَّ الدَّعْوَةُ: أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ، وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، وَلَيْلَةُ الجُمُعَةِ، وَلَيْلَةُ الْفِطْرِ، وَلَيْلَةُ النَّحْرِ.

(رواه ابن عساكر عن ابي أمامة).

''پانچ راتیں ہیں کہ جن میں اللہ دعا کو رد نہیں کرتا' ماہِ رجب کی پہلی رات' ماہِ شعبان کی نصف رات' جمعہ کی رات' عید الفطر کی رات اور قربانی کی رات''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۵۶۸)

ماہ رجب بڑی فضیلت کا حامل ہے۔ رجب لفظ ترجیب سے نکلا ہے جس کے معنی تعظیم کے ہیں۔ اس کے دیگر معانی بھی ملاحظہ فرمائیں:

(i) الاصب (سب سے تیز بہاؤ): اس ماہ میں توبہ بڑی جلدی قبول ہوتی ہے اور عصیاں کے صحرا دریائے رحمت و مغفرت کے تیز بہاؤ سے سیراب ہو جاتے ہیں۔ عبادت گزار انوارات قبولیت سے فیض پاتے ہیں۔

(ii) الاصم (سب سے زیادہ بہرہ): زمانہ قبل از اسلام میں اس ماہ جنگ و جدال کی آواز قطعاً سنائی نہیں دیتی تھی۔ جنگ اس ماہ میں حرام ہے۔

Marfat.com

(iii) رجب جنت کی ایک نہر کا بھی نام ہے جو اس ماہ کے روزے داروں کو نصیب ہو گی۔

(iv) مطہر (پاک کرنے والا): رجب کو پاک کرنے والا اس لئے کہتے ہیں کہ یہ روزے داروں کے گناہوں اور تمام برائیوں کو پاک وصاف کر دیتا ہے۔ اس ماہ میں دعائیں خوب قبول ہوتی ہیں۔

سورت توبہ کی آیت نمبر ۳۶ میں ارشاد ہے:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ
كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ
اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڏ فَلَا تَظْلِمُوْا
فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ ۚ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَاۗفَّةً كَمَا
يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَاۗفَّةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝۳۶

"مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ کی ہے' اسی دن سے جب سے آسمان و زمین کو اس نے پیدا کیا ہے ان میں سے چار حرمت و ادب کے ہیں۔ یہی درست دین ہے' تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور تم تمام مشرکوں سے جہاد کرو جیسے کہ وہ تم سب سے لڑتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے ذی قعدہ' ذی الحجہ، محرم اور رجب کو محترم قرار دیا۔ ان حرمت والے مہینوں میں نافرمانی بہت ہی قبیح ہے۔ جس طرح مقدس مقامات اور مبارک اوقات میں نیکی کا ثواب زیادہ ملتا ہے اسی طرح ان مقامات اور اوقات میں نافرمانی کی سزا زیادہ ہوتی ہے۔ (بحوالہ: پیر محمد کرم شاہ الازہری: ضیاء القرآن' جلد دوم' صفحہ نمبر ۲۰۲)

شب معراج کا واقعہ (۲۷ رجب):

ماہ رجب کی فضیلت اس لحاظ سے بھی ہے کہ پہلی بار حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے تھے۔ اسی ماہ تاریخ اسلام میں شب معراج کا واقعہ پیش آیا جو بہت اہمیت اور عظمت کا حامل ہے۔ یہ واقعہ ۲۷ رجب کو پیش آیا۔ اس ماہ تکمیل عبودیت ہوئی تھی۔ یہ معجزہ ایک ایسا اعزاز ہے جو کسی اور نبی کو نہیں ملا۔

امام غزالی" مکاشفۃ القلوب میں رقمطراز ہیں:

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ شعبان میرا

Marfat.com

مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے"۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے ستائیس رجب کو روزہ رکھا اس کے لئے ساٹھ ماہ کے روزوں کا ثواب لکھا جائے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یاد رکھو رجب اللہ کا مہینہ ہے۔ جس نے رجب میں ایک دن روزہ رکھا' ایمان کے ساتھ اور محاسبہ کرتے ہوئے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضوانِ اکبر (یعنی سب سے بڑی رضا مندی) لازم ہو گئی" (بحوالہ: امام غزالیؒ' مکاشفۃ القلوب' صفحات: ۶۷۸۔۶۸۰)

نو سو برس عبادت کا ثواب:

رجب کے پہلے جمعہ سے جب رات کا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو ہر فرشتہ رجب کے روزے رکھنے والے کے لئے مغفرت کی دعا کرتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے ماہ حرام میں تین روزے رکھے' اس کے لئے نو سو برس کی عبادت کا ثواب لکھ دیا گیا۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ سنا ہو تو میرے کان بہرے ہو جائیں۔

امام دیلمیؒ کی روایت ہے کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا: میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ چار راتوں میں بھلائی کی مہر لگا تا ہے۔ عید قربان کی رات کو' عید الفطر کی رات کو' نصف شعبان کو اور رجب کی پہلی رات کو۔

دعا کی قبولیت:

امام دیلمیؒ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پانچ راتیں ایسی ہیں کہ ان میں کوئی دعا رد نہیں ہوتی:

۱۔ رجب کی پہلی رات۔

۲۔ نصف شعبان کی رات (یعنی چودہ اور پندرہ کی درمیانی رات)۔

۳۔ جمعرات۔

۴۔ عیدوں کی رات۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنی تصنیف غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں کہ ایک بار رجب کا ہلال دیکھ کر حضرت عثمانؓ نے جمعہ کے دن منبر پر چڑھ کر فرمایا: کان کھول کر سن لو یہ اللہ کا مہینہ ہے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا مہینہ ہے۔ اگر کسی پر قرض ہو تو اپنا قرض ادا کر دے اور جو کچھ مال باقی ہے اس کی زکوٰۃ ادا کر دے۔

رجب کے روزوں کی فضیلت:

اگر کوئی رجب میں ایک دن کا روزہ رکھے اور اس کی نیت اللہ تعالیٰ سے ثواب کی ہو اور خلوص سے اللہ کی رضا کا طلب گار ہو تو اس کا ایک دن کا روزہ اللہ تعالیٰ کے غصے کو بجھا دے گا اور آگ کا ایک دروازہ بند کرا دے گا اور اگر اسے تمام زمین بھر کا سونا دیا جائے تو اس ایک روزے کا پورا ثواب نہ مل سکے گا اور دنیا کی کسی چیز کی قیمت سے اس کا اجر پورا نہ ہوگا۔ اگر یہ اجر پورا ہوگا تو قیامت کے دن ہی حق تعالیٰ پورا فرمائے گا۔ اس روزے دار کی شام کے وقت افطار سے پہلے دس دعائیں قبول ہوں گی۔ اگر وہ دنیا کی کسی چیز کے لئے دعا مانگے گا تو حق تعالیٰ وہ اسے عطا فرمائے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان کے بعد کسی ماہ کے اکثر روزے نہیں رکھے بجز رجب اور شعبان کے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی حرمت والے مہینے کے جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کے تین روزے رکھ لے، حق تعالیٰ شانہ اس کے لئے نو سو سال کی عبادت لکھ لے گا۔

کہا جاتا ہے رجب ترک غداری کے لئے ہے، شعبان فرمانبرداری اور وفاداری کے لئے ہے اور رمضان صدق وصفائی کے لئے ہے۔

سال کی مثال ایک درخت کی ہے۔ رجب اس درخت میں پتے پھوٹنے کا زمانہ ہے، شعبان اس میں پھل آنے کا موسم ہے اور رمضان پھل پکنے کا وقت ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپؐ نے فرمایا: جو رجب کا ایک روزہ رکھ لے گویا اس نے ایک ہزار سال کے روزے رکھے اور گویا اس نے ایک ہزار غلام آزاد کئے اور جو اس میں خیرات کرے گویا اس نے ایک ہزار دینار خیرات کیے اور اللہ تعالیٰ اس کے بدن کے ہر بال کے عوض ایک ہزار نیکیاں لکھتا ہے۔ ایک ہزار درجے بلند فرماتا ہے اور ایک ہزار برائیاں مٹا دیتا ہے اور اس کے لئے رجب کے ہر روزے کے

Marfat.com

عوض اور ہر صدقے کے عوض ایک ہزار حج اور ایک ہزار عمرے لکھ لیتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو رجب کی پہلی تاریخ کا روزہ رکھے تو یہ روزہ ثواب میں ایک ماہ کے روزوں کے برابر ہے اور جو سات روزے رکھ لے اس سے جہنم کے ساتوں دروازے بند ہو جاتے ہیں اور جو آٹھ رکھ لے اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں اور جو دس رکھ لے حق تعالیٰ اس کی برائیاں نیکیوں سے بدل ڈالے گا اور جو اٹھارہ روزے رکھ لے تو ایک آواز دینے والا آسمان میں اعلان کرتا ہے کہ اس کے گناہ بخش دیئے گئے اب از سر نو نیک عمل کرے۔

عمر بھر کے گناہوں کا کفارہ:

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے: جس نے ستائیسویں (۲۷) کا روزہ رکھا' اس کے لئے یہ روزہ تمام عمر بھر کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا اور اگر وہ اس سال مر جائے گا تو شہید ہوگا۔

پچاس سال کے گناہ معاف:

حدیث پاک میں ہے کہ جس نے رجب کے مہینے میں ایک بار سورۃ اخلاص (یعنی قل ھواللہ شریف) پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دے گا۔

حضرت علیؓ کا عمل:

حضرت علیؓ پورے سال میں خاص طور سے عبادت کے لئے ان چار راتوں میں خوب سرگرم عمل رہا کرتے تھے۔ رجب کی پہلی تاریخ میں' عید الفطر کی رات میں' عید الاضحیٰ کی رات میں اور نصف شعبان کی رات میں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی رجب کی پہلی جمعرات کا روزہ رکھے پھر جمعہ کی رات میں مغرب سے لے کر عشاء تک بارہ رکعت نماز پڑھ لے اور ہر رکعت میں ایک بار سورۃ فاتحہ' تین بار سورۃ قدر اور بارہ بار سورۃ اخلاص پڑھ لے اور ہر دو رکعت پر سلام پھیر دے اور سلام پھیر کر ستر بار یہ درود پڑھ لے: اللھم صلّ علی محمدن النبی الامی و علی آلہٖ سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ و الرّوح پھر سجدے سے سر اٹھا کر ستر بار یہ دعا پڑھے رب اغفروارحم و تجاوز اعمالھم فانک انت

العزیز الاعظم۔ پھر دوسرے سجدے میں جا کر پہلے سجدے والی دعائیں پڑھے تو مرادیں پوری ہوں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو بندہ اور جو کنیز یہ نماز پڑھ لے گی یقیناً حق تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دے گا اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ اور اس کی ریت کے ذرات کے' پہاڑوں کے وزن کے' بارش کے قطروں کے اور درختوں کے پتوں کے برابر کیوں نہ ہوں اور قیامت کے دن اس کی شفاعت اس کے خاندان کے سات آدمیوں کے حق میں قبول کر لی جائے گی اور قبر کی پہلی ہی شب میں اس کے پاس اس نماز کا ثواب کھلے ہوئے چہرے کے اور جاری زبان کے ساتھ آئے گا۔

تاجدارِ انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رجب میں ایک دن اور ایک رات ایسی آتی ہے کہ اگر کوئی اس میں روزہ رکھ لے اور اس رات عبادت کرے تو اسے سو سال کے روزوں کا اور سو سال کی راتوں کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ یہ دن رات رجب کی ۲۷ ویں تاریخ ہے۔ اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث فرمائے گئے۔

ماہ رجب کی عبادات:

قرآن وحدیث کی روشنی میں ماہ رجب کی فضیلت بیان کی گئی۔ اس فضیلت کے پیش نظر ماہ رجب کی عبادات حسب ذیل ہیں:

۱۔ یکم رجب کو روزہ رکھا جائے۔

۲۔ ۲۷ رجب کو چونکہ معراج شریف ہے لہٰذا اس دن روزہ رکھا جائے۔

۳۔ اس ماہ میں توبہ کثرت سے کی جائے۔

۴۔ اس ماہ میں تین روزے بروز جمعرات' جمعۃ المبارک اور ہفتہ ضرور رکھے جائیں کیونکہ ان تین روزوں کا ثواب نو سو سال کی عبادت کا ثواب ہے۔

۵۔ اس ماہ میں زکوٰۃ دی جائے۔

۶۔ کسی کا قرض ادا کرنا ہو تو اس ماہ میں وہ قرض ادا کیا جائے۔

۷۔ ہمارے وہ اقارب جو فوت ہو چکے ہیں (مثلاً والدین وغیرہ) ان کی مغفرت کے لیے خصوصی دعائیں کی جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم رجب کی فیوض و برکات سے فائدہ اٹھائیں۔ آمین!

Marfat.com

باب نمبر:21

ماہ شوّال کی فضیلت

پیاس کے صحرا میں سخی دریا

شوّال کا مہینہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ مسرت وانبساط کا مژدہ سناتا ہے۔ خالق حقیقی ایک سخی دریا بن کر صحرا صحرا عصیاں کو سیراب کر دیتا ہے۔ گناہوں کے صحراؤں میں جب گردباد کی سیٹیاں بجتی ہیں اور جب عصیاں کے وسیع وعریض صحرا کے باسی جھلستے ہیں تو تھکے ہارے ہانپتے گناہ گاروں اور خطا کاروں کے احساسِ ندامت کو دیکھ کر خالقِ حقیقی کی بے کراں شفقت جوش مارتی ہے۔ پیاس کے صحرا میں پھر انہیں یزداں زمزم پلاتا ہے۔

بقول سید ضمیر جعفری:

وقت کے ماتھے پہ جس کی روشنی لکھی گئی
وہ رُخ زیبا ہے ترا وہ یدبیضا تو ہی
کس نے تھاما رات میں ڈوبے ہوئے سورج کا ہاتھ
روشنی کو صبح کی چوکھٹ پہ لے آیا تو ہی
کون ہے تیرے سوا' دکھیا دلوں کا داد رس
خلق کا مولا تو ہی' ملجا تو ہی ماوا تو ہی

مولانا محمد جونا گڑھی ومولانا صلاح الدین یوسف تحریر فرماتے ہیں کہ چار مہینے ایسے ہیں جو حرمت والے ہیں:

(۱) رجب

(۲) ذیقعد

(۳) ذوالحجہ اور

(۴) محرم

(بحوالہ: قرآن حکیم مع ترجمہ وتفسیر' مطبوعہ شاہ فہد پرنٹنگ کمپلیکس' صفحہ نمبر ۵۰۶)۔

شوّال قمری سال کے دسویں مہینے کا نام ہے۔ سورۃ توبہ کی آیت نمبر۲ میں ارشاد ربانی ہے:

فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ
وَأَنَّ اللَّهَ مُخْزِي الْكَافِرِينَ ﴿۲﴾

''پس (مشرکو) زمین میں چار مہینے چل پھر لو اور جان لو کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں اور یہ کہ اللہ کافروں کو رُسوا کرنے والا ہے''۔

یہاں ۹ ھجری کا ذکر ہے جس میں چار مہینوں کا فرمایا گیا ہے کہ عرب اپنے ملک کے اندر بغیر کسی قسم کے حملے کے خوف کے چل پھر سکتے تھے۔

بعض مفسرین کے نزدیک شوّال بھی حرمت والے مہینوں میں سے ہے۔ حدیث کے مطابق شوال حج کے مہینوں میں سے ہے۔ ملاحظہ ہو: (البخاری' کتاب الحج' باب ۳۳' ۳۷)۔

اسلام سے پہلے عرب شوّال کے مہینے کو شادیوں کے لئے موزوں نہیں سمجھتے تھے حالانکہ یہ خیال غلط ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے شوّال میں ہی شادی کی تھی۔ (ملاحظہ ہو: الترمذی' کتاب النکاح' باب ۱۰)۔ اس مہینے کی اسلام میں بڑی فضیلت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: 'جو شخص رمضان کے روزے رکھے اور ان کے ساتھ چھ روزے شوّال کے بھی رکھے' وہ گویا صائم الدھر (یعنی ہمیشہ روزہ رکھنے والا) ہے (بحوالہ: مسلم' کتاب الصیام' حدیث ۲۰۳)۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ (جلد ۱۱) کا فاضل مقالہ نگار A.J. WENSINCK صفحہ نمبر ۸۱۶ پر رقمطراز ہے:

''ان چھوٹے دنوں کو ''چھوٹے تہوار'' (العیدالاصغر) میں شامل ہونے کی مقدس حیثیت حاصل ہے۔ شوّال المکرّم ہے۔ یعنی شوّال کا مہینہ قابل احترام ہے''۔

حضرت عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف 'غنیۃ الطالبین' میں اس مہینے کی بڑی فضیلت تحریر فرمائی ہے۔

Marfat.com

شوّال کے چھ نفلی روزے:

نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

مَنْ صَامَ ثَلاثَةَ أَيَّام مِنْ كُلِّ شَهْرٍ فَقَدْ صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهُ.

(رواه أحمد).

''جس نے ہر مہینہ میں تین روزے رکھے گویا اُس نے زمانہ بھر روزہ رکھا''

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۱۲۰۸)

ایک اور جگہ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَأَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ ، كَانَ كَصَوْمِ الدَّهْرِ.

(رواه مسلم).

''جس نے رمضان کا روزہ رکھا اور اُس کے ساتھ شوّال کے چھ روزے رکھے گویا وہ دائمی روزہ دار ہے''۔ (السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۱۲۰۹)

حضرت ابو ایوبؓ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اس کے بعد ماہ شوّال میں چھ نفلی روزے رکھے تو اس کا یہ عمل ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہوگا (بحوالہ: صحیح مسلم شریف)۔

رسالہ فضائل الشہود میں لکھا ہے کہ ماہ شوّال میں نوافل پڑھنے کا بھی بہت ثواب ہے۔ نوافل کی ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد زیادہ سورۃ اخلاص اور سلام پھیرنے کے بعد زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنے کا بے حساب ثواب ہے۔

اگر رمضان المبارک کے کوئی روزے خدانخواستہ رہ جائیں تو یہ روزے قضا ادا کرنے کے بعد ہی شوّال کے چھ مسنون روزے رکھے جائیں۔

یکم شوّال کو روزہ رکھنا ممنوع ہے۔

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

نهى عَنْ صِيامِ يومَيْنِ: يومِ الفطرِ، ويومِ النحْرِ.

(متفق عليه).

''آپؐ نے دو دن کے روزوں سے منع فرمایا ہے۔ ایک یوم فطر اور دوسرا قربانی کا دن''۔

Marfat.com

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شوّال کی پہلی رات فرشتے نازل ہو کر آواز دیتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ کے بندو! تمہیں خوشخبری ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس لئے بخش دیا ہے کہ تم نے رمضان کے روزے رکھے۔

آغاز شوّال اور عید کے بارے میں نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل مبارک:

جب رمضان ختم ہوتا اور یکم شوّال ہوتا تو روز عید نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل فرماتے اور صاف اور اجلا لباس زیب تن فرماتے۔ روز عید الفطر عید گاہ روانگی سے قبل چند کھجوریں تناول فرماتے جن کی تعداد طاق ہوتی۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید گاہ تک پیدل تشریف لے جاتے۔ عید گاہ جس راستے سے تشریف لے جاتے واپسی پر راستہ تبدیل فرماتے۔ عیدوں پر کثرت سے تکبیروں کا حکم فرماتے۔ راستے میں چلتے وقت آہستہ تکبیر فرماتے۔ حضور اکرم ﷺ مسجد نبویؐ کے باہر میدان میں تشریف لے آتے جو عید گاہ تھی۔ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عید الفطر سے قبل فطرانہ کی رقم ادا کرنے کا حکم صادر فرماتے۔

Marfat.com

باب نمبر:22

نمازِ تراویح کی اہمیت

تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ راحت سے لیا گیا ہے یعنی ایک دفعہ آرام کرنا۔ دو رکعت کے بعد ایک دفعہ سلام پھیرنا اور رمضان کی راتوں میں با جماعت نماز کو تراویح کہا جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ ہر دو سلاموں کے بعد (چار رکعت کے بعد) کچھ آرام کرتے تھے۔ خود تراویح کا صیغہ بتلا رہا ہے کہ تراویح کی رکعت آٹھ سے یقیناً زائد ہیں۔ تب ہی تو آرام کا تصور اس صیغے سے ملتا ہے۔ نماز تراویح مردوں اور عورتوں کے لئے بیس رکعت سنت موکدہ ہے اور مردوں کے لئے یہ مسنون ہے کہ مسجد میں با جماعت صلوٰۃِ تراویح ادا کریں۔ البتہ خواتین گھر میں تراویح کی نماز ادا کریں۔

عہدِ نبویؐ:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان کی ایک رات مسجد میں نمازِ تراویح پڑھی۔ لوگوں نے بھی آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر دوسری رات کی نماز میں شرکاء زیادہ ہو گئے۔ تیسری یا چوتھی رات آپؐ نماز تراویح کے لئے مسجد تشریف نہ لائے اور صبح فرمایا: میں نے تمہارا شوق دیکھ لیا اور میں اسی ڈر سے نہیں آیا کہ کہیں یہ نماز تم پر رمضان میں فرض نہ کر دی جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرمؐ قیام رمضان کی ترغیب دیتے۔ آپؐ فرماتے جو شخص رمضان کی راتوں میں نماز تراویح پڑھے اور ایمان کے دوسرے تقاضوں کو بھی پورا کرے اور ثواب کی نیت سے یہ عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیں گے۔ نبی اکرمؐ کی وفات تک یہی عمل جاری رہا۔ دورِ صدیقیؓ اور ابتدائے عہد فاروقیؓ میں بھی یہی عمل جاری رہا۔

Marfat.com

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

''جس شخص کا یہ خیال ہو کہ نبی اکرمؐ نے تراویح کی کوئی تعداد مقرر کی ہے۔ جس میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی تو وہ غلطی پر ہے۔''

شوکانیؒ نیل الاوطار میں رقم طراز ہیں:

''مسئلہ تراویح کی تمام روایات میں نمازِ تراویح' اس کا با جماعت یا تنہا پڑھنا تو ثابت ہے لیکن خاص نمازِ تراویح کی تعداد اور اس میں قرآت کا تعین آنحضورؐ سے منقول نہیں۔''

عہد صدیقیؓ و عہد فاروقیؓ:

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے ادوار میں نماز تراویح کا طریقہِ کار عہد نبویؐ کی طرح تھا۔ بیس رکعت کی تعداد حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں مقرر ہوئی۔ اس مبارکِ دور میں حسب ذیل صورت حال تھی:

۱۔ پورا رمضان تراویح پڑھنا۔

۲۔ تراویح کا مستقل یا با جماعت پڑھنا۔

۳۔ بیس رکعت تراویح پڑھنا۔

۴۔ رمضان میں وتر با جماعت پڑھنا۔

امام مالکؒ نے لکھا ہے:

''حضرت عبدالرحمٰنؒ قاری فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر فاروقؓ کے ہمراہ رمضان میں مسجد میں گیا تو دیکھا کہ لوگ مختلف گروہوں میں علیحدہ علیحدہ نماز تراویح پڑھ رہے ہیں' کوئی تو اکیلا پڑھ رہا ہے اور کسی کے ساتھ کچھ اور لوگ شریک ہیں۔ اس پر حضرت فاروقؓ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ اگر ان سب کو ایک امام کی اقتداء میں جمع کر دیا جائے تو بہت اچھا ہے اور سب کو حضرت ابیؓ بن کعب کی اقتداء میں جمع کر دیا'' (الموطا)

''حضرت عبدالرحمٰنؒ فرماتے ہیں کہ پھر جب ہم دوسرے دن نکلے اور دیکھا کہ سب لوگ ایک ہی امام کی اقتداء میں نماز تراویح ادا کر رہے ہیں تو حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا: یہ بڑا اچھا طریقہ ہے اور مزید فرمایا کہ ابھی تم رات کے جس آخری حصہ میں سو جاتے ہو وہ اس وقت سے بھی بہتر ہے جس کو تم نماز میں کھڑے ہو کر گزارتے ہو۔ آپ کا مقصد اس سارے حصہ کی اہمیت بتلانا تھا اور رات کا ابتدائی حصہ تو لوگ پہلے ہی نماز میں

Marfat.com

گزارتے تھے۔''

امام ابن تیمیہ 'الفتاوی المصریہ' میں رقمطراز ہیں:

''جب حضرت عمر فاروقؓ نے سب صحابہ کرامؓ کو حضرت ابی بن کعبؓ کی امامت میں جمع کیا اور حضرت عمر فاروقؓ خلفاء راشدینؓ میں سے ہیں جن کی بابت حضور نبی کریمؐ نے فرمایا کہ میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدینؓ کی سنت پر عمل کرو اور اس کو داڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے داڑھوں کا ذکر اس لئے کیا کہ داڑھوں کی گرفت مضبوط ہوتی ہے۔ الغرض! حضرت عمر فاروقؓ کا یہ اقدام عین سنت ہے''۔

عہد عثمانیؓ:

حضرت عثمان غنیؓ کے عہد مبارک میں بھی بیس تراویح پڑھائی جاتی رہیں۔ حضرت سائبؓ بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں صحابہ کرامؓ بیس رکعت پڑھتے تھے اور ایک سو سے زائد آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں تو بعض لوگ شدت قیام کی وجہ سے لاٹھیوں کا سہارا لیا کرتے تھے۔

حضرت علیؓ کا دورِ مبارک:

حضرت علیؓ نے بھی اپنے دورِ مبارک میں بیس تراویح پڑھنے کا حکم دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے رمضان میں قراء حضرات کو بلایا اور ان میں سے ایک کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائے۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ وتر حضرت علیؓ پڑھاتے تھے۔ حضرت علیؓ کے ساتھیوں میں سے حضرت شُتیر بن شکلؒ رمضان میں بیس تراویح اور وتر پڑھایا کرتے تھے۔

حضور نبی کریمؐ کے جلیل القدر ساتھی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی بیس تراویح پڑھا کرتے تھے۔ حضرت اعمشؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا معمول بھی بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھنے کا تھا۔

باجماعت نمازِ تراویح:

تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ یہ نماز اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔ امام شافعیؒ ' امام ابو حنیفہؒ ' امام احمد بن حنبلؒ بعض مالکیہؒ اور دیگر حضرات فرماتے ہیں کہ باجماعت پڑھنا بہتر ہے

Marfat.com

کیونکہ حضرت عمر فاروقؓ اور صحابہ کرامؓ نے ایسا ہی کیا۔

اسلام کی پندرہ سو سالہ تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ اہل مکہ اور اہل مدینہ میں بیس رکعت تراویح پڑھنے کا معمول چلا آ رہا ہے۔ سعودی عرب کے جید عالم اور مسجد نبویؐ کے معروف مدرس قاضی شیخ عطیہ سالم نے بھی اس امر کی تصدیق کی ہے۔

رمضان المبارک ایک بابرکت مہینہ ہے۔ اس میں جتنی عبادت کی جائے کم ہے۔ اس مقدس مہینے میں ایک رکعت کا ثواب کم از کم ستر گنا اور اخلاص وخشوع کی مناسبت سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ لہذا یہی کوشش ہونی چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ نیکیوں کا ذخیرہ کیا جائے۔ بیس تراویح پڑھنے والے کو اس ماہ میں کم از کم بیالیس ہزار رکعت کا ثواب ملتا ہے۔ مزید وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ تراویح آٹھ نہیں ہیں بلکہ بیس ہیں جیسا کہ اوپر تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ رمضان المبارک میں نبی کریمؐ کا قیام اتنا طویل ہوتا تھا کہ قدم مبارک سوج جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سرکار دو عالمؐ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین!

Marfat.com

باب نمبر:23

شب قدر کی فضیلت

شب قدر کو مندرجہ ذیل ناموں سے پکارا گیا ہے:

۱۔لیلۃ القدر　　۲۔لیلۃ المبارکہ

سورت الدخان کی آیت نمبر۳ میں ارشاد ربانی ہے:

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةٍ مُّبَٰرَكَةٍ ۚ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ③

''یقیناً ہم نے اسے بابرکت رات میں اتارا ہے بیشک ہم ڈرانے والے ہیں''۔

قدر کے معنی عظمت وشرف کے ہیں۔

سورۃ القدر کی آیات ۱۔۵ میں ارشاد ہے:

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ① وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ ②

لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ③

تَنَزَّلُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ④

سَلَٰمٌ هِىَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ ٱلْفَجْرِ ⑤

''یقیناً ہم نے اسے شب القدر میں نازل فرمایا۔تو کیا سمجھا کہ شب قدر کیا ہے۔شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔اس (میں ہر کام) کے سرانجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرائیل) اترتے ہیں۔یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک (رہتی ہے)''۔

فیوض القرآن میں سورت القدر کی آیات ۵۔۱ کا ترجمہ یوں کیا گیا:

''بے شک ہم نے اس ''قرآن'' کو (لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف) شب قدر میں اُتارا اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ شب قدر کیا ہے۔''

Marfat.com

لیلۃ القدر (کی عبادت اور نیکی) ہزار مہینوں (کی متواتر عبادت اور نیکی) سے بہتر ہے۔ (یعنی اس سے بھی زائد ہے)۔

فرشتے اور روح القدس اپنے رب کے حکم سے ہر ''امر خیر'' کے لئے اس ''رات'' میں اُترتے ہیں۔

''یہ'' سلامتی ''اور امن کی رات'' ہے ''اور'' یہ ''کیفیت امن و خیر'' صبح کے نکلنے تک ''رہتی ہے'' (ترجمہ: فیوض القرآن۔ ڈاکٹر سید حامد حسین بلگرامی صفحات ۱۴۸۶۔۸۷)۔

بقول اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خانؒ (تفسیر قرآن کریم):

''اس کو شب قدر اس لئے کہتے ہیں کہ اس شب میں سال بھر کے احکام نافذ کئے جاتے ہیں اور ملائکہ کو سال بھر کے وظائف و خدمات پر مامور کیا جاتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس رات کی شرافت و قدر کے باعث اس کو شب قدر کہا گیا ہے''۔

بقول سید ابوالاعلیٰ مودودی (تفہیم القرآن جلد ۶، صفحات ۴۰۵۔۶):

''اب رہا یہ سوال کہ یہ کون سی رات تھی، تو اس میں اتنا اختلاف ہوا ہے کہ قریب قریب چالیس مختلف اقوال اس کے بارے میں ملتے ہیں۔''

لیکن علمائے امت کی بڑی اکثریت یہ رائے رکھتی ہے کہ رمضان کی آخری دس تاریخوں میں سے کوئی ایک طاق رات شب قدر ہے اور ان میں بھی زیادہ تر لوگوں کی رائے یہ ہے کہ وہ ستائیسویں رات ہے۔ اس معاملہ میں جو معتبر احادیث منقول ہوئی ہیں انہیں ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا: وہ ستائیسویں یا انتیسویں رات ہے۔ (ابوداؤد طیالسی) دوسری روایت حضرت ابوہریرہؓ سے یہ ہے کہ وہ رمضان کی آخری رات ہے۔ (مسند احمد)

حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا کہ وہ ستائیسویں کی رات ہے (بحوالہ: احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی)۔

حضرت ابوذرؓ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت عمرؓ حضرت حذیفہؓ اور اصحابؓ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے بہت لوگوں کو اس میں کوئی شک نہ تھا کہ وہ رمضان کی ستائیسویں رات ہے۔ (ابن ابی شیبہ)

Marfat.com

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر رمضان کی آخری دس راتوں میں سے طاق رات ہے' اکیسویں' یا تیئسویں یا پچیسویں' یا ستائیسویں' یا انتیسویں' یا آخری (مسند احمد)۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسے رمضان کی آخری دس راتوں میں تلاش کرو جب کہ مہینہ ختم ہونے میں نو ''۹'' دن باقی ہوں' یا سات دن باقی یا پانچ دن باقی (بخاری)۔

اکثر اہل علم نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ حضورؐ کی مراد طاق راتوں سے تھی۔

حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ نو دن باقی ہوں یا سات دن یا پانچ دن یا تین دن' یا آخری رات۔ مراد یہ تھی کہ ان تاریخوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو (ترمذی' نسائی)۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر کو رمضان کی آخری دس راتوں میں سے طاق رات میں تلاش کرو (بخاری' مسلم' احمد' ترمذی)۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تا زیست رمضان کی آخری دس راتوں میں اعتکاف فرمایا۔

اس معاملہ میں جو روایات حضرت معاویہؓ ' حضرت ابن عمرؓ حضرت ابن عباسؓ وغیرہ بزرگوں سے مَروی ہیں ان کی بنا پر علمائے سلف کی بڑی تعداد ستائیسویں رمضان ہی کو شب قدر سمجھتی ہے۔

عبداللہ یوسف علی رقم طراز ہیں:

"Literalists refer to some particular night in the calendar, but there is no agreement as to which it is. The 23rd, or 27th night of Ramadhan and as well other nights."

(The Holy Quran, Text & Translation) 1983 edition, p.1765

سورۃ القدر میں شب قدر کو ہزار مہینوں سے بہتر کہا گیا ہے۔ ہزار مہینے کے ۸۳ سال اور ۴ مہینے ہوتے ہیں' پھر شب قدر کو ہزار مہینے کے برابر نہیں بتایا بلکہ ہزار مہینے سے بہتر بتایا ہے' ہزار مہینے سے شب قدر کس قدر بہتر ہے' اس کا علم اللہ ہی کو ہے۔

حدیث مبارک ہے:

''جو شخص شب قدر سے محروم ہو گیا'' ''گویا'' پوری بھلائی سے محروم ہو گیا اور شب قدر کی

Marfat.com

خیر سے وہی محروم ہوتا ہے جو کامل محروم ہو"۔ (ابن ماجہ)

پہلی امتوں کی عمریں زیادہ ہوتی تھیں' اس امت کی عمر زیادہ سے زیادہ ۷۰' ۸۰ سال ہوتی ہے۔ اللہ پاک نے یہ احسان فرمایا کہ ان کو شب قدر عطا فرما دی اور ایک شب قدر کی عبادت کا درجہ ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ کر دیا' محنت کم ہوئی۔ وقت بھی کم لگا اور ثواب میں بڑی بڑی اُمتوں سے بڑھ گئے۔

حدیث شریف میں آتا ہے:

مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (بخاری ومسلم)

جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے "عبادت کے لئے" کھڑا رہا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ مکاشفۃ القلوب صفحات "۶۹۰۔۹۱" پر ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب لیلۃ القدر آتی ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں اور کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر ذکر اللہ کرنے والے کے لئے دعا کرتے اور اس کو سلام کرتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ کا فرمان ہے: لیلۃ القدر میں زمین پر کنکر سے زیادہ تعداد میں فرشتے نازل ہوتے ہیں' چنانچہ ان کے نازل ہونے کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں' جیسے کہ مروی ہے کہ کثرت سے انوارات ہوتے ہیں اور عظیم تجلیات ہوتی ہیں اور اس میں فرشتے اور لوگ متفرق طور پر عیاں ہوتے ہیں۔ بعض کو آسمانوں اور زمین کے فرشتے نظر آتے ہیں' تو آسمان کے حجاب کھل جاتے ہیں۔ وہاں فرشتوں کا مکاشفہ ہوتا ہے' بعض کھڑے ہیں' بعض بیٹھے ہیں' بعض رکوع میں ہیں' بعض سجدہ میں ہیں' بعض شکر کر رہے ہیں' بعض سبحان اللہ پڑھ رہے ہیں اور بعض لا الہ الا اللہ پڑھ رہے ہیں اور بعض کو جنت کا مکاشفہ ہوتا ہے کہ اس میں محلات' مکانات' حوریں' نہریں' درخت اور پھل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عرش کا مکاشفہ ہوتا ہے اور اس کی چھت کا کشف ہوتا ہے اور انبیاء' صدیقین' شہداء اور اولیاء کے مراتب کا پتہ چلتا ہے۔ وہ عالم ملکوت...... کی سیر کرتا ہے۔ دوزخ کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس کی وادیاں دیکھتا ہے۔

اس طرح کفار کے حالات سے آگاہ ہوتا ہے۔ بعض سے اللہ تعالیٰ کے حجابات جمال

Marfat.com

کھل جاتے ہیں' چنانچہ اسے صرف اسی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

شب قدر کی نشانی:

شب قدر کی نشانی یہ ہے کہ وہ شب نہ زیادہ گرم ہوتی ہے اور نہ زیادہ ٹھنڈی بلکہ درمیانی ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ شب قدر میں کتے نہیں بھونکتے اور اس کی صبح کو سورج طشت کی طرح پھیکا پھیکا نکلتا ہے گویا اس کی کرنیں ہی نہیں۔ جو اہل دل' اصحاب ریاضت اور اطاعت گزار ہیں ان کے لئے شب قدر کے عجائبات کھول دیئے جاتے ہیں (حضرت عبدالقادر جیلانیؒ غنیۃ الطالبین صفحہ ۲۲)۔

کہتے ہیں حضرت جبرائیلؑ شب قدر میں اُترتے ہیں تو ہر مسلمان کو سلام کرتے ہیں اور اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔ اس وقت انسان کا رونگٹا رونگٹا کھڑا ہو جاتا ہے' دل نرم پڑ جاتا ہے: اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آتے ہیں (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ غنیۃ الطالبین 'صفحات ۲۰۔۲۱)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں:

شب قدر یعنی عظمت وحکمت والی رات یا وہ برکت والی رات جس کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ دیکھو ہم نے قرآن پاک برکت والی رات میں اُتارا جس میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ پھر حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ شب قدر ہزار ماہ سے بہتر ہے یعنی اس ماہ کی عبادت ان ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے جن میں شب قدر نہ ہو۔ کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کو جس قدر مسرت خیر من الف شہر سے ہوئی ایسی مسرت کسی چیز سے نہیں ہوئی۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ ایک دن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے سامنے چار اسرائیلی حضرات کا ذکر فرمایا کہ انہوں نے حق تعالیٰ جل مجدہ کی اَسی سال لگاتار عبادت کی اور ذرا سی دیر کے لئے بھی نافرمانی نہیں کی یہ تھے حضرت ایوبؑ ' حضرت زکریاؑ ' حضرت حزقیلؑ اور حضرت یوشع بن نون علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ ان کی عبادت کا حال سن کر صحابہ کرامؓ حیرت میں رہ گئے۔ اتنے میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حضرت جبرائیلؑ وحی لے کر اتر آئے اور فرمایا کہ اے محمدؐ! تم نے اور تمہارے اصحاب نے ان لوگوں کی اَسی سالہ عبادت پر حیرت اور استعجاب کا اظہار فرمایا جس میں ان بزرگوں نے ایک گھڑی بھر کے لئے بھی بلکہ ایک منٹ کے لئے بھی حق تعالیٰ شانہ کی نافرمانی نہیں کی۔ حق تعالیٰ شانہ نے آپ پر اس سے بھی بہتر ایک چیز اتاردی ہے۔ پھر حضرت جبرائیل نے آپ کو انا انزلنا پڑھ کر پوری سورت سنائی اور فرمایا یہ ''شب قدر کی عبادت'' ۸۳ سال چار ماہ سے افضل ہے۔ تم ان کی ۸۰ سالہ عبادت پر حیرت واستعجاب میں ہو

تمہیں تو حق تعالیٰ نے ایک ایسی عظیم رات فرمائی ہے کہ اس ایک رات کی عبادت ۸۳ سال چار ماہ عبادت سے بھی افضل ہے۔ اس سے رحمت عالمؐ کو مسرت ہوئی۔

یحییٰ بن صالحؒ: بنی اسرائیل میں سے ایک شخص گزرا ہے جس نے ایک ہزار ماہ تک اللہ کی راہ میں لگاتار جہاد کیا اور کبھی اسلحہ نہیں اتارا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ ان کا ذکر صحابہ کرامؓ سے فرمایا۔ ان کا ذکر سن کر صحابہ کرامؓ کو بڑی حیرت ہوئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری کہ تمہارے لئے شب قدر کی عبادت ان کی ایک ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے۔ جن میں اس اللہ کے بندے نے اسلحہ نہ اُتارا اور برابر جہاد کرتا رہا۔ کہتے ہیں ان کا نام شمعون یا شمسون تھا۔ یہ اسرائیلیوں میں ایک مشہور عابد ہیں۔ پھر فرمایا کہ اس رات میں سورج ڈوبتے ہی فرشتے اُترتے ہیں اور حضرت جبرائیلؑ بھی صبح صادق تک رہتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبینؒ صفحات ۱۲۔۱۳)

شب قدر کی دعا:

امام غزالیؒ مکاشفۃ القلوب میں فرماتے ہیں:

''حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ماہ رمضان کی ستائیسویں شب صبح تک زندہ کی (یعنی عبادت کی) تو وہ مجھے رمضان کے قیام سے زیادہ عزیز ہے'' (صفحہ ۶۹۱)۔

حضرت عائشہؓ صدیقہ کی روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ جس نے لیلۃ القدر کو شب بیداری کی اور جس رات میں دو رکعت پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگی۔ اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے گا اور اس نے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں غوطہ لگا لیا اسے جبرائیل علیہ السلام اپنا پر لگائیں گے اور جس کو حضرت جبرائیلؑ پر لگائیں گے 'وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ! اگر مجھے شب قدر معلوم ہو جائے تو اس میں کیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا

''یعنی اے اللہ! تو معاف فرمانے والا ہے۔ معاف کرنا تجھے پسند ہے تو مجھے معاف فرما دے''۔

Marfat.com

باب نمبر:24

اعتکاف

(ارشاداتِ نبویؐ کی روشنی میں)

اعتکاف کے لغوی معنی ہیں ایک جگہ پابند ہو کر ٹھہرے رہنا' شرعی اصطلاح میں اعتکاف عبادت کی ایک شکل ہے' جس کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ مومن کچھ مدت کے لئے دنیا سے علیحدگی اختیار کر کے مسجد میں بیٹھ جاتا ہے۔ اعتکاف ایک مستحسن فعل ہے۔ یہ سنت بھی ہے اور اس کا شمار اُن نیک اعمال میں ہوتا ہے جن کا ماہ رمضان کے آخری دس دنوں کے اندر بجالانا کتب شرعیہ میں مستحسن قرار دیا گیا ہے' تاکہ انسان لیلۃ القدر کی برکات سے بہرہ ور ہو سکے (بحوالہ: اعتکاف (مقالہ) 'دائرہ معارف اسلامیہ' جلد دوم' صفحہ ۸۷۵)

اعتکاف کس تاریخ کو بیٹھا جائے:

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو آپ ﷺ صبح کی نماز ادا کر کے وہاں تشریف لے جاتے۔ جہاں آپؐ کو اعتکاف بیٹھنا ہوتا تھا۔ (ابن ماجہ)

بیس رمضان کی صبح کو اعتکاف بیٹھا جائے۔

حضرت عائشہ اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اخیر عشرہ میں رمضان کا اعتکاف فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی پھر آپؐ کے بعد آپ کی ازواجِ مطہراتؓ نے اعتکاف فرمایا (بحوالہ: صحیح مسلم' جلد سوم' صفحہ ۱۷۶)۔

اعتکاف والا بے ضرورت گھر میں نہ جائے:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اعتکاف کی حالت میں) مسجد میں رہ کر اپنا سر مبارک میرے حجرے کے اندر کر دیتے۔ میں آپؐ کے سر مبارک میں کنگھی

کر دیتی اور اعتکاف کی حالت میں بغیر ضرورت کے گھر میں تشریف نہ لاتے (بخاری شریف)۔

عورتیں اعتکاف کر سکتی ہیں:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے اخیر عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے۔ میں آپؐ کے لیے (مسجد میں) ایک خیمہ لگا دیتی۔ آپ ﷺ صبح کی نماز پڑھ کر اس میں چلے جاتے، حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے ایک خیمہ لگانے کا اذن چاہا۔ انہوں نے اذن دیا پھر حضرت حفصہؓ نے بھی (مسجد میں) ایک خیمہ لگایا ان کے دیکھا دیکھی حضرت زینبؓ نے بھی ایک خیمہ کھڑا کیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح اتنے خیمے دیکھے تو فرمایا: یہ ہے کیا؟ آپؐ نے فرمایا: کیا تم سمجھتے ہو یہ خیمے ثواب کی نیت سے کھڑے کیے گئے ہیں۔ پھر آپؐ نے اس رمضان میں اعتکاف ہی نہیں کیا اور شوال کے دس دنوں میں اعتکاف کیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر رمضان میں دس دن اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ جب وہ سال آیا جس میں آپؐ کی وفات ہوئی تو آپؐ نے بیس دن اعتکاف فرمایا (بخاری شریف)۔

حضرت عبدالقادر جیلانی (غنیۃ الطالبین حصہ اول) کے صفحہ ۲۹ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ روزے دار کے لئے اعتکاف میں بیٹھنا مستحب ہے۔ اعتکاف اسی مسجد میں ہوتا ہے جس میں جماعت سے نماز پڑھی جاتی ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رمضان کے آخیر عشرے کا اعتکاف فرماتے تھے۔

دوران اعتکاف تلاوت قرآن پاک، سبحان اللہ والحمد للہ اور لا الہ الا اللہ کی کثرت اور اللہ تعالیٰ کے افعال و صفات میں غور وفکر اللہ تعالیٰ کی قربت کا سبب بنتے ہیں۔ فضول گفتگو سے بچا جائے۔ معتکف کو ضرورت کے بغیر گوشہ خلوت سے باہر آنا جائز نہیں۔ مثلاً غسل واجب ہو جائے تو غسل کے لئے آنا جائز ہے، یا کسی مصیبت میں پڑ جانے کا ڈر ہو یا سخت بیماری کا ڈر ہو، یا ضرورت بشری۔ البتہ عورت گھر میں اعتکاف کرے۔

دو حج اور دو عمروں کا ثواب:

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص عشرہ رمضان میں اعتکاف

Marfat.com

اس کو دو حج اور دو عمروں کا اجر ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ کی رضا کے واسطے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ' اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ فرما دیتے ہیں جن کی مسافت آسمان اور زمین کی درمیانی مسافت سے زیادہ چوڑی ہے۔

Marfat.com

باب نمبر:25

نبی اکرمؐ بطور رہبرِ تقویٰ

تقویٰ کے معنی:

''تقویٰ اصل میں وقویٰ ہے' عربی زبان میں اس کے لغوی معنی' بچنے' پرہیز کرنے اور لحاظ کرنے کے ہیں' لیکن وحی محمدی کی اصطلاح میں یہ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہمیشہ حاضر و ناظر ہونے کا یقین پیدا کر کے دل میں خیر و شر کی تمیز کی خلش اور خیر کی طرف رغبت اور شر سے نفرت پیدا کر دیتی ہے' دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ ضمیر کے اس احساس کا نام ہے جس کی بنا پر ہر کام میں خدا کے حکم کے مطابق عمل کرنے کی شدید رغبت اور اُس کی مخالفت سے شدید نفرت پیدا ہوتی ہے' یہ بات کہ تقویٰ اصل میں دل کی اس کیفیت کا نام ہے'' (علامہ شبلی نعمانی' علامہ سید سلیمان ندوی'' سیرت النبی'' جلد پنجم' صفحات ۳۱-۲۳۰)۔

''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام تعلیمات کا خلاصہ ہم صرف ایک لفظ میں کرنا چاہیں تو ہم اس کو تقویٰ سے ادا کر سکتے ہیں۔ اسلام کی ہر تعلیم کا مقصد اپنے ہر عمل کے قالب میں اسی تقویٰ کی روح کو پیدا کرنا ہے' قرآن پاک نے اپنی دوسری ہی سورۃ میں یہ اعلان کیا ہے کہ اس کی تعلیم سے وہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو تقویٰ والے ہیں''۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

'' یہ پرہیز گاروں کو راہ دکھانے والی ہے'' (سورۃ بقرہ ۲:۲)۔

(علامہ شبلی نعمانی' علامہ سید سلیمان ندوی'' سیرت النبی'' جلد پنجم' صفحات ۲۸-۲۲۷)

قرآن حکیم میں تقویٰ کی فضیلت:

قرآن حکیم میں تقویٰ کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے۔ سورت آل عمران کی آیت نمبر

Marfat.com

۱۹۸ میں ارشاد ربانی ہے:

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ
خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾

"لیکن وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لئے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں' ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ مہمانی ہے اللہ کی طرف سے اور نیک کاروں کے لئے جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہت ہی بہتر ہے"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتی زندگی جسے قرآن حکیم اسوہ حسنہ کا نام دیتا ہے۔ تقویٰ تعمیر شخصیت وفلاح انسانیت کے سلسلے میں انسانیت کو رہنما اصول دیتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس نمونہ کمال کی آخری منزل ہے۔ آپ کی سیرت طیبہ نسل انسانی کے لیے دستیاب تنہا معیار ہے۔ آپ کی تعلیمات تربیت نفوس کے لیے روشنی کا مینار ہے۔ تعمیر شخصیت' تزکیہ نفس' تصفیہ قلب اسے فلاح انسانیت اور تقویٰ آپ کی بعثت کا اصل مقصد رہا ہے۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے:

خَشْيَةَ اللهِ رَأْسُ كُلِّ حِكْمَةٍ. وَالْوَرَعُ سَيِّدُ الْعَمَلِ.

(رواه القضاعي).

"اللہ کا خوف اور اس کا ڈر ہر دانائی کا سرا ہے اور پرہیز گاری عملوں کا سردار ہے"۔

(السید احمد الهاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۵۵۹)

"انما بعثت لاتمم مكارم الاخلاق"۔

"بے شک میں تو اسی لیے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاق حسنہ کی تکمیل کروں"۔

(کنز العمال' جلد دوم' حیدر آباد ایڈیشن' صفحہ ۵)

دنیائے انسانیت کو بلا امتیاز رنگ ونسل آپ کی اتباع اور پیروی کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

Marfat.com

''البتہ تمہارے لیے آپ کی ذات اقدس میں عمدہ نمونہ موجود ہے''۔

تقویٰ والے کون ہیں ۔ یہ جان لینے کے بعد کہ تقویٰ ہی اسلام کی تعلیم کی اصلی غایت اور وہی سارے اسلامی تعلیمات کی روح ہے اور دین و دنیا کی تمام نعمتیں اہل تقویٰ ہی کے لیے ہیں' یہ جاننا ہے کہ تقویٰ والے کون ہیں' قرآن پاک نے اس سوال کا بھی جواب دے دیا ہے' چنانچہ اس کا مختصر جواب تو وہ ہے جو سورۃ زمر کی آیات ۳۳۔۳۴ میں ہے:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓىِٕكَ
هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾

''اور جو سچے دین کو لائے اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ پارسا ہیں''۔

لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْؕ ذٰلِكَ
جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳۴﴾

''ان کے لئے ان کے رب کے پاس (ہر) وہ چیز ہے جو یہ چاہیں' نیک لوگوں کا یہی بدلہ ہے''۔

یعنی تقویٰ والا وہ ہے جو اپنی زندگی کے ہر شعبہ اور کام کے ہر پہلو میں سچائی لے کر آئے اور اس ابدی سچائی کو سچ مانے وہ کسی کام میں ظاہری فائدہ' فوری ثمر' مال و دولت اور جاہ و عزت کے نقطہ پر نہیں بلکہ سچائی کے پہلو پر نظر رکھتا ہے اور خواہ کسی قدر بظاہر اس کا نقصان ہو' مگر وہ سچائی اور راست بازی کے جادو سے بال بھر ہٹنا نہیں چاہتا' لیکن اہل تقویٰ کا پورا حلیہ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۷۷ میں ہے:

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ
وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓىِٕكَةِ وَالْكِتٰبِ
وَالنَّبِیّٖنَۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى
وَالْمَسٰكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِۙ وَالسَّآىِٕلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِۚ
وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا
عٰهَدُوْاۚ وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ
الْبَاْسِؕ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْاؕ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

''ساری اچھائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر' قیامت کے دن پر' فرشتوں پر' کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو' جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں' یتیموں' مسکینوں' مسافروں اور سوال کرنے والے کو دے' غلاموں کو آزاد کرے' نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے' جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے' تنگدستی' دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے' یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیز گار ہیں''۔

ان آیات میں تقویٰ والوں کا نہ صرف عام حلیہ' بلکہ ایک ایک خدوخال نمایاں کر دیا گیا اور بتایا گیا ہے کہ یہی خدا کی نگاہ میں سچے ٹھہرنے والے اور تقویٰ والے ہیں۔

سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۱ میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٢١﴾

''اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا' یہی تمہارا بچاؤ ہے''۔

تقویٰ کا گھر انسان کا دل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الْحَلالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ، لا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ، فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الْمُشْتَبِهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ. أَلا، وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى. أَلا، وَإِنَّ حِمَى اللهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ. أَلا، وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً، إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ. وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلا وَهِيَ الْقَلْبُ. (رواه الشيخان).

''حلال چیز واضح ہے اور حرام بھی۔ ان دونوں کے درمیان کچھ مشکوک چیزیں ہیں کہ جنہیں لوگوں میں سے اکثر نہیں جانتے۔ لہٰذا جو کوئی بچ گیا ان مشکوک چیزوں میں سے اس نے اپنے دین اور نفس کو بچالیا اور جو کوئی ان میں گرا تو وہ حرام میں جا گرا۔ اس چرواہے کی طرح

Marfat.com

جو چراگاہ کے گرد اپنے مویشی چراتا ہے۔ قریب ہے کہ وہ اس چراگاہ میں گر جائے۔ خبردار ہر بادشاہ کے لئے ایک چراگاہ ہے۔ خبردار اللہ کی چراگاہ زمین میں اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔ خبردار جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے جب وہ ٹھیک ہو گیا تو اس کا سارا جسم ٹھیک ہو گیا اور جب وہ بگڑ گیا تو اس کا سارا جسم بگڑ گیا۔ خبردار وہ دل ہے"۔

(السید احمد الھاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر: ۵۴۵)

تقویٰ کے رہنما اصول (تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں):

رہبر تقویٰ، ہادی اعظم، مصلح اعظم، معلم اعظم، معلم اخلاق، ناشر حکمت اور پیغمبر اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت تاریخیت، کاملیت، جامعیت اور عملیت کا مکمل نمونہ ہے۔ شارح دین نے جو تعلیم دی اس پر خود عمل فرمایا:

سیرت محمدی دنیا کا آئینہ خانہ ہے جس میں رسوم و آداب، ظاہر و باطن، جسم و روح، قول و عمل، زبان و دل اور طور و اطوار کی اصلاح موجود ہے۔

آپؐ کے اخلاق کا عملی نمونہ نسل انسانی کے لیے شمع ہدایت ہے۔ اخلاق میں تقویٰ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ خلق انسان کے مجموعہ اعمال کا نام ہے اور مجموعی رویے کا بھی اظہار ہے۔ حسن خلق اور تقوی انبیاء کا شیوہ رہا۔

سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۲ میں تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنْ رَبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۚ وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ۚ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا ۘ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ●

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے شعائر کی بے حرمتی نہ کرو نہ ادب والے مہینوں کی، نہ حرم میں قربان ہونے والے اور پٹے پہنائے گئے جانوروں کی جو کعبہ کو جا رہے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو بیت اللہ کے قصد سے اپنے رب تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضا جوئی کی نیت سے جا رہے ہوں، ہاں جب تم احرام اتار ڈالو تو شکار کھیل سکتے ہو، جن لوگوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا ان کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم حد سے گزر جاؤ،

Marfat.com

نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں مدد نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے"۔

قرآن حکیم نے تقویٰ کو ہی عزت و تکریم کا معیار قرار دیا ہے سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۱۳ میں ارشاد ربانی ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَٰكُمْ شُعُوبًا وَقَبَآئِلَ
لِتَعَارَفُوٓا۟ ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ ٱللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿١٣﴾

"اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور اس لیے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو کنبے اور قبیلے بنا دیئے ہیں' اللہ کے نزدیک تم سب میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے' یقین مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے"۔

سورۃ النّبا کی آیت نمبر ۳۱ میں متقی لوگوں کی کامیابی کا اعلان فرمایا گیا:

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ﴿٣١﴾

"یقیناً پرہیز گار لوگوں کے لیے کامیابی ہے"۔

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲ میں قرآن حکیم کو متقی لوگوں کے لیے باعث ہدایت قرار دیا:

ذَٰلِكَ ٱلْكِتَٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٢﴾

"اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں' پرہیز گاروں کو راہ دکھانے والی ہے"۔

سورۃ الطور کی آیت نمبر ۱۷ میں متقی لوگوں کے لیے جنت کی بشارت ہے:

إِنَّ ٱلْمُتَّقِينَ فِى جَنَّٰتٍ وَنَعِيمٍ ﴿١٧﴾

"یقیناً پرہیز گار لوگ جنتوں میں اور نعمتوں میں ہیں"۔

اسلام میں تقویٰ کو جو اہمیت حاصل ہے اس کا اثر یہ ہے کہ تعلیم محمدیؐ نے نسل' رنگ' وطن' خاندان' دولت' حسب نسب' غرض' نوع انسانی کے ان صدہا خود ساختہ اعزازی مرتبوں کو مٹا کر

Marfat.com

صرف ایک ہی امتیازی معیار قائم کر دیا جس کا نام تقویٰ ہے اور جو ساری نیکیوں کی جان ہے اور اس لیے وہی معیاری امتیاز بننے کے لائق ہے۔

حضرت کعبؓ نے حضرت عمرؓ سے پوچھا: ''تقویٰ کسے کہتے ہیں'': حضرت عمرؓ نے حضرت کعبؓ سے کہا:

''کیا آپ نے کبھی خاردار جھاڑیوں والے راستے سے سفر کیا ہے''؟ حضرت کعبؓ نے کہا ''ہاں'' حضرت عمرؓ نے پوچھا ''آپ جھاڑیوں میں سے کیسے گزرتے ہیں''۔ حضرت کعبؓ نے جواب دیا ''میں اپنے کپڑے سمیٹ کر اور جسم بچا کر گزرتا ہوں تا کہ کوئی کانٹا مجھے نہ لگ جائے''۔

حضرت عمرؓ نے کہا ''اسی کا نام تقویٰ ہے'' یعنی یہ دنیا ایک خاردار جنگل ہے۔ جس میں گناہوں کے کانٹے ہی کانٹے ہیں۔ اس جنگل میں انسان کا اس طرح گزرنا کہ اس کا دامن گناہوں سے پاک رہے تقویٰ کہلاتا ہے۔

تقویٰ کے تین درجات بیان کیے گئے ہیں:

(۱) ادنیٰ (۲) اوسط (۳) اعلیٰ

۱۔ ادنیٰ درجہ کا تقویٰ ایمان ہے جو عذاب جہنم سے بچنے کا ذریعہ ہے۔
۲۔ اوسط درجہ کا تقویٰ یہ ہے کہ صغیرہ گناہوں سے پوری طرح اجتناب کیا جائے۔
۳۔ اعلیٰ درجہ کا تقویٰ یہ ہے کہ ہر اس کام سے پرہیز کیا جائے جو انسان کے دل کو غافل کر دے۔

یہ تقویٰ کا بلند ترین مقام ہے اور اللہ کے خاص بندے اس سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

رہبر تقویٰ رہنمائے کاروان انسانیت اور فیاض فطرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقویٰ کے بارے میں فرمایا تھا۔

وروى الشيخان عن أبي هريرة رضي الله عنه: قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ قال: أَتْقَاهُمْ

''امام مسلم اور امام بخاری نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے آپؐ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ عزت والا کون ہے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا جو سب سے زیادہ متقی ہے''۔ (السید احمد الهاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۱۶۲)

تقویٰ کا لفظ جس طرح اس دلی کیفیت پر بولا جاتا ہے' اس کیفیت کے اثر اور نتیجہ پر بھی

Marfat.com

اطلاق پاتا ہے' صحابہؓ نے کفار کے اشتعال دلانے اور ان سے بدلہ لینے پر پوری قوت رکھنے کے باوجود حدیبیہ کی صلح کو تسلیم کر لیا' تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی اس مستحسن روش کو تقویٰ قرار دیا:

اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ
الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى
الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ
بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝٢٦

''جب کہ ان کافروں نے اپنے دلوں میں حمیت کو جگہ دی اور حمیت بھی جاہلیت کی' سو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور مومنین پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تقویٰ کی بات پر جمائے رکھا اور وہ اس کے اہل اور زیادہ مستحق تھے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے''۔ (سورۂ فتح' آیت نمبر ۲۶)

یہاں جنگ خونریزی سے احتراز' خانہ کعبہ کے ادب اور کفار قریش کی جاہلانہ عصبیت سے چشم پوشی کو تقویٰ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

۱۔ تقویٰ سے دل میں خوف خدا پیدا ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم)

۲۔ انسان حقوق و فرائض سے آگاہ ہوتا ہے۔ حلال و حرام کی تمیز پیدا ہوتی ہے۔ (متفق علیہ)

۳۔ جن چیزوں کا حلال یا حرام ہونا شریعت سے معلوم نہیں۔ صاحب تقویٰ ایسی مشکوک اشیاء سے بھی کنارہ کش رہتا ہے۔ (متفق علیہ)

۴۔ تقویٰ خدا کی خوشنودی اور بلند درجات کا موجب ہے۔ (اقتباس از خطبہ نبوی)

حضور اکرمؐ نے خطبہ حجتہ الوداع میں ارشاد فرمایا:

''عرب کو عجم پر اور گورے کو کالے پر کوئی برتری نہیں' برتر وہ ہے جس میں سب سے زیادہ تقویٰ ہے''۔

Marfat.com

باب نمبر:26

رزقِ حلال اور تعلیماتِ نبوی ﷺ

اسلام ہر اُس نفع کو جو حرام ذرائع سے حاصل ہو۔ دوزخ کی آگ قرار دیتا ہے۔ قرآن وحدیث میں رزق حلال کی بڑی اہمیت ہے۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۶۸ میں ارشاد ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ كُلُوا۟ مِمَّا فِى ٱلْأَرْضِ حَلَٰلًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا۟

خُطُوَٰتِ ٱلشَّيْطَٰنِ ۚ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿١٦٨﴾

"لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ پیو اور شیطانی راہ پر نہ چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے"۔

قرآن یہ پابندی عائد کرتا ہے کہ دولت صرف حلال طریقوں سے کمائی جائے۔ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۲۹ میں ارشاد ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَأْكُلُوٓا۟ أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ

إِلَّآ أَن تَكُونَ تِجَٰرَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ ۚ

إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٢٩﴾

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو' آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ۔ مگر یہ کہ تجارت ہو تمہاری آپس کی رضامندی سے اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو۔ اللہ تم پر رحیم ہے"۔

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۸۸ میں ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَلَا تَأْكُلُوٓا۟ أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ وَتُدْلُوا۟ بِهَآ

إِلَى ٱلْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا۟ فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَٰلِ ٱلنَّاسِ

بِٱلْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٨﴾

Marfat.com

''اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو' نہ حاکموں کو رشوت پہنچا کر کسی کا کچھ مال ظلم و ستم سے اپنا کر لیا کرو' حالانکہ تم جانتے ہو''۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بہترین عمل حلال روزی کمانا ہے''۔

ایک اور جگہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''حلال روزی کا طلب کرنا ایسا ہے۔ جیسے خدا کی راہ میں کافروں سے لڑنا اور جو شخص حلال روزی حاصل کرنے کی کوشش کر کے تھک کر رات کو سو جائے تو خدا اس سے راضی ہوتا ہے''۔

اسلام نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے اگر ان کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ چیزیں یا تو فرد یا معاشرے کی جسمانی اور اخلاقی زندگی کو مجروح کرتی ہیں یا انسانوں کے درمیان حقیقی معاشی تعاون' مساوات' آزادی' جدوجہد اور عدل و انصاف کے قیام کو مشکل کر دیتی ہیں۔

حرام مال کھانے سے اَخلاقِ رذیلہ پیدا ہوتے ہیں۔ عبادت کا ذوق جاتا رہتا ہے' دعا قبول نہیں ہوتی۔ حلال مال اور کمائی کھانے سے اخلاق رذیلہ سے نفرت پیدا ہوتی ہے' عبادات میں دل لگتا ہے' گناہ سے دل گھبراتا ہے اور دعا قبول ہوتی ہے۔ گداگری کی کمائی بھی اسلام میں حرام ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ
حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ
ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ
الْمُوبِقَاتِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ قَالَ
الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ
اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَوا وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ
وَالْتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ
الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ.

Marfat.com

''احمد بن سعید' ابن وہب' سلیمان بن بلال' ثور بن یزید' ابو الغیث' ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگ سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو۔ آپؐ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شریک قرار دینا اور جادو (کرنا) اور حق کے بغیر کسی نفس کو ہلاک کر دینا کہ جس کا ہلاک کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور سود کھانا (یعنی سود لینا یا سود دینا) اور یتیم کا مال کھانا اور جہاد کے روز مشرکین کے مقابلہ سے فرار اختیار کرنا اور بدکاری سے ناواقف' خاوند والی عورتوں پر تہمت لگانا'' (بحوالہ: سنن ابوداؤد' جلد دوم' حدیث نمبر ۱۱۱۰)۔

حدیث میں آتا ہے کہ:

''ایک شخص طویل السفر پریشان حال اللہ کے سامنے دعا کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے اور یا رب یا رب پکارتا ہے مگر کھانا اس کا حرام' پینا اس کا حرام' لباس اس کا حرام' غذا اس کی حرام' ان حالات میں اس کی دعا کہاں قبول ہو سکتی ہے۔''

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جنت میں وہ گوشت داخل نہیں ہوگا جو حرام مال سے پلا ہو۔ ہر وہ گوشت جو حرام مال سے پلا ہو اس کا زیادہ مستحق ہے کہ آگ میں ڈالا جائے''۔

اگر کسی شخص نے ناجائز کمائی سے کپڑا خرید کر پہنا تو اس کی نماز بھی اور دیگر عبادات بھی قبول نہیں ہوتی ہیں۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس نے ایک کپڑا دس درہم کا خریدا اس میں ایک درہم حرام کا ہے اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس کی نماز قبول نہیں کرتا جب تک وہ اس (کے جسم) پر ہے''۔

ابن عمرؓ نے یہ حدیث سنا کر اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں داخل کیں اور کہا یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں اگر میں نے رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ الفاظ مبارکہ نہ سنے ہوں:

''لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا آدمی اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا جو کچھ وہ پکڑ رہا ہے۔ حلال ہے یا حرام ہے۔''

قرآن حکیم حصول دولت کے کئی طریقوں کو حرام قرار دیتا ہے مثلاً:

(۱) دھوکے سے کسی کا مال لے لینا۔

Marfat.com

(۲) امانت میں خیانت، خیانت افراد کے مال کی بھی ہو سکتی ہے اور عوام کے مال کی بھی۔

(۳) کسی کے مال یا جائیداد کو غصب کر لینا۔

(۴) مال یتیم میں خورد برد۔

(۵) ناپ تول میں کمی بیشی کرنا۔

(۶) فحاشی پھیلانے والے کاروبار سے کمائی حاصل کرنا۔

(۷) شراب کی خرید و فروخت سے آمدنی حاصل کرنا۔

(۸) جوئے کی آمدنی۔

(۹) فال نکالنے کا کام۔

(۱۰) لاٹری وغیرہ نکالنا اور

(۱۱) سُودی کاروبار یا دیگر ناجائز ذرائع سے آمدنی حاصل کرنا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاشی اسوہ حسنہ کا ایک نمایاں پہلو حلال اور حرام میں تمیز بھی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت کو بھی حلال اور حرام میں تمیز کی تعلیم فرمائی اور عملاً کر کے دکھائی تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اور اپنی اولاد کے لئے مال زکوٰۃ میں سے لینا حرام قرار دیا۔ اس حرمت کی حکمتیں تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے مگر ایک حکمت جو واضح طور پر نظر آتی ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آئندہ آنے والے خلفاء، بادشاہان اور حکمرانوں کو زکوٰۃ جو محتاجوں اور کمزوروں کا مال ہے، کھانے سے باز رکھنا تھا۔ ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خانہ اقدس پر تشریف رکھتے تھے۔ ایک شخص نے کھجوروں کا طباق خدمت عالیہ میں پیش کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ ہمارے لئے تحفہ ہے یا صدقہ؟ اس شخص نے عرض کیا: صدقہ ہے۔ اسی دوران حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے منہ میں اُنگلی ڈال کر وہ کھجور اُگلوا دی اور ارشاد فرمایا:

''تم لوگ محمدؐ کا خاندان ہو اور یہ صدقات ہمارے لئے حلال نہیں ہیں۔''

باب نمبر:27

اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کا اعتراف

اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کا اعتراف قرآن حکیم کا اہم ترین موضوع ہے۔ احادیث میں بھی اس کی تشریح کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وجود کو مانا جائے کہ وہ وحدہ لاشریک ہے۔ اس کی جملہ صفات کو تسلیم کیا جائے اور وہ اپنی ذات وصفات کے لحاظ سے بے مثل اور یکتا ہے۔ وہی جہانوں کا پیدا کرنے والا ہے اور کل کائنات کا تنہا خالق اور مالک ہے اور وہ اکیلا تمام کائنات کے نظام کو چلا رہا ہے اور اس میں کوئی اس کا مددگار اور شریک نہیں۔ وہ تمام خوبیوں کا سرچشمہ ہے۔ وہ رازق بھی ہے اور پروردگار بھی۔ حکم واقتدار' اختیار اور عدل وانصاف اسی کے ہاتھ میں ہے۔ عبادت وبندگی اور اطاعت کا مستحق وہی ہے۔ وہ رب بھی ہے اور سمیع وبصیر بھی۔ اسماء الحسنیٰ اس کی ربوبیت اور حاکمیت اعلیٰ کی عکاسی کرتے ہیں۔ وہ باقی بھی ہے اور دائم بھی ہے۔ وہ اول بھی ہے اور آخر بھی ہے۔ وہ مالک بھی ہے اور قوی بھی ہے۔ وہ مالک الملک بھی ہے اور ذوالجلال والاکرام بھی ہے۔ وہ نفع دینے والا بھی ہے اور نقصان پہنچانے والا بھی ہے۔ ساری دنیا اسی کی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں۔

فیصلہ کرنے کا اختیار اور فرمانروائی کا حق یا حاکمیت اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ حاکمیت کائناتی بھی ہے اور سیاسی اور قانونی بھی۔ آفاقی بھی ہے اور اعتقادی بھی۔ اللہ تعالیٰ کی تین صفات سورت النّاس میں بیان فرمائی گئی ہیں:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ﴿۲﴾
اِلٰهِ النَّاسِ ﴿۳﴾

''آپ کہہ دیجئے! کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں۔ لوگوں کے مالک کی

(اور) لوگوں کے معبود کی (پناہ میں)"۔

اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس صرف رب النّاس اور الٰہ النّاس ہی نہیں بلکہ اس کی ذات گرامی ملک النّاس بھی ہے۔

سیاسی اور قانونی حاکمیت الغرض ہر قسم کی حاکمیت اعلیٰ اسی کی ذات سے مختص ہے وہ مالک الملک ہے۔

اللہ اس کائنات کا خالق ہے اور حاکم اعلیٰ بھی۔ اقتدار اعلیٰ صرف اسی کا حصہ ہے۔ جہاں تک انسان کی حیثیت ہے وہ اللہ کا خلیفہ اور اس کا نمائندہ ہے۔ انسان کا فریضہ یہ ہے کہ وہ حاکم اعلیٰ کے قانون کو اس کی رضا اور منشاء کے مطابق نافذ کرے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی تقریر کا ایک حصہ ملاحظہ ہو جو توحید اور حاکمیت اعلیٰ کے تصور کو واضح کرتا ہے۔ سورۃ یوسف کی آیات ۳۹ اور ۴۰ ملاحظہ ہوں:

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ

وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ

اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾

"اے زنداں کے ساتھیو! تم خود ہی سوچو کہ بہت سے متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک رب جو سب پر غالب ہے؟ اس کو چھوڑ کر تم جس کی بندگی کر رہے ہو وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء و اجداد نے رکھ لیے ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے کوئی سند نازل نہیں کی۔ فرمانروائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے۔ اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو۔ یہی ٹھیٹھ سیدھا طریق زندگی ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں"۔

سورۃ المائدہ میں ارشاد ہے: "اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں' ظالم ہیں۔ فاسق ہیں"۔ سورۃ المائدہ کی آیات ۴۴' ۴۵ اور ۴۷ میں ان کے لیے یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں :

Marfat.com

(۱) الکافرون

(۲) الظالمون

(۳) الفاسقون

سورۃ النساء کی آیت نمبر ۶۰ میں ارشاد ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۞

''اے نبیؐ! آپ نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی اور ان کتابوں پر جو تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں مگر چاہتے ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کے لیے طاغوت کی طرف رجوع کریں حالانکہ انہیں طاغوت سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں طاغوت سے مراد وہ حاکم ہے جو اللہ کے قانون کے علاوہ کسی دوسرے قانون کے مطابق فیصلہ کرتا ہو۔ اس سے مراد وہ نظام عدالت ہے جو نہ تو اللہ تعالیٰ کے اقتدار اعلیٰ اور حاکمیت کے تابع ہو اور نہ ہی اللہ کی کتاب کو آخری سند تسلیم کرتا ہو۔

اسلام کے پورے اعتقادی اور عملی نظام میں اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کا اعتراف بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ عقیدہ ایک عظیم الشان فکری و عملی نظام میں مرکز و محور کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ واحدہ لاشریک اور لائق حمد ہے، قیوم اور قادر مطلق ہے اور ایسے علم والا ہے جو سب پر محیط ہے۔ قرآن حکیم انسان سے مطالبہ کرتا ہے کہ سب کچھ چھوڑ کر اسی پر ایمان لاؤ اور اسی کے آگے جھکو۔ سورۃ الحشر کی آیت نمبر ۲۳ میں اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کا ذکر کیا گیا ہے ارشاد ہے:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۞

Marfat.com

''وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں' بادشاہ' یکسر پاک' سراپا سکھ' امن بخش' معتمد' غالب' زور آور' صاحب کبریاء' اللہ پاک ہے اُن چیزوں سے جن کو لوگ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں''۔

اللہ نے کائنات تخلیق کی۔ ربوبیت اس کی شان ہے وہ پتھر میں بھی کیڑے کو رزق مہیا کرتا ہے۔ وہ مسبب الاسباب ہے۔ اس کی طرف رجوع کرنے سے انسانی حاجات پوری ہوتی ہیں۔ وہ حاکم الحاکمین ہے اور قیامت کے دن کا مالک ہے۔

ہماری عملی زندگی میں اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کا اعتراف ایسا نظریہ ہے جو ہماری عبادات کو خالص اللہ تعالیٰ کے لیے مختص کر دیتا ہے۔ جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو ہم اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کا اعتراف کرتے ہیں اور مالک الملک کے سامنے سربسجود ہو جاتے ہیں۔ جب ہم حج کرتے ہیں تو خالق کائنات کی وسیع ترین سلطنت کا اعتراف کرتے ہیں۔ کعبہ کے گرد طواف قصر شاہی کی حفاظت اور پاسبانی کا بہت بڑا اعزاز ہے۔ بیت اللہ مالک الملک اور خالق حقیقی کی سلطنت کا صدر مقام ہے جو ایک (Metropolis) اُم القریٰ میں واقع ہے۔ جب ہم روزہ رکھتے ہیں تو مالک الملک کے خوف سے کچھ کھاتے پیتے نہیں۔ جب ہم زکوٰۃ دیتے ہیں تو عیال اللہ یعنی اللہ کے کہنے پر اس کی مخلوق کی کفالت کرتے ہیں۔ اگر ہم اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کا اعتراف نہ کریں۔ تو ہمارے عقائد بھی ناقص ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

باب نمبر: 28

مومن کا شیوہ مردانگی... حق گوئی و بے باکی

تمام مذاہب عالم میں اسلام ہی وہ مذہب ہے جو اپنے ماننے والوں میں حق گوئی' بے باکی' شجاعت اور بہادری کے جوہر پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ رہنمائے کاروان انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حق گوئی اور بے باکی کو سراہا۔ آپؐ نے حق کی مدد کے لیے اور باطل کو مٹانے کے لیے ان قوتوں کو استعمال فرمایا۔ اگر حق گوئی و بے باکی کی صفت مومن میں نہ ہو تو وہ ظلم وستم کی روک تھام کیسے کر سکتا ہے اور باطل قوتوں کا مقابلہ کیسے کر سکتا ہے؟ اسلام بزدلی اور کمزوری کو پسند نہیں کرتا کیونکہ اس سے اقوام زوال پذیر ہوتی ہیں۔ بہادری اور شجاعت بدن اور دل کی قوت سے ہے۔

مرد مومن جرات مند' حق گو اور بے خوف ہوتا ہے۔ مرد مومن کو نہ تو جابر و قاہر انسان خوفزدہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی موت اسے ڈرا سکتی ہے۔ مرد مومن ایمان کی قوت سے حق و صداقت کا پرچم بلند کرتا ہے اور طاغوتی قوتوں کے مقابلہ میں پوری طاقت سے ڈٹ جاتا ہے۔ مرد مومن برائی کے خلاف سینہ سپر ہو جاتا ہے اور اس ضمن میں ہر تکلیف اور خطرے سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ یہی مرد مومن کا مقصد حیات ہے یہی صفت معاشرے میں استحکام پیدا کرتی ہے اور ایک مثالی معاشرہ جنم لیتا ہے۔

جہاں تک کہ حق گوئی کا تعلق ہے یہ بھی شجاعت اور بہادری کی ایک قسم ہے۔ اسلام نے حق گوئی کے مقابل میں ہر قسم کے خوف کو بے اثر کر دیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

"کسی کو جب کوئی حق بات معلوم ہو تو اسے وہ بات کہہ دینی چاہیے اور اسے انسانوں کا خوف نہیں ہونا چاہیے"۔

Marfat.com

''آپؐ نے فرمایا: کوئی شخص اپنے آپ کو حقیر نہ سمجھے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہم میں کوئی شخص اپنے آپ کو حقیر کیونکر سمجھ سکتا ہے؟ فرمایا: اس طرح کہ اس کو خدا کے بارے میں ایک بات کے کہنے کی ضرورت ہو اور وہ نہ کہے ایسے شخص سے خدا قیامت کے دن کہے گا کہ تم کو میرے متعلق فلاں فلاں بات کے کہنے سے کس چیز نے روکا؟ وہ کہے گا کہ انسانوں کا خوف' ارشاد ہوگا کہ تم کو سب سے زیادہ خوف میرا کرنا چاہیے تھا''۔

حق گوئی کو آپؐ نے سب سے بڑا جہاد قرار دیا اور فرمایا:

''بہترین جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے انصاف کی بات کا کہنا ہے''۔

حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ آنحضورؐ کا ارشاد گرامی ہے:

''تم میں جو شخص برائی دیکھے اور اس کو ہاتھ سے مٹانے کی طاقت رکھتا ہو تو ہاتھ سے مٹا دے ورنہ زبان سے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے لیکن یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔''

صحابہؓ میں حضرت ابوذر غفاریؓ کا رتبہ حق گوئی میں بدرجہ کمال تھا۔ آپؐ کی ذات گرامی نے اسلام قبول کرنے کے بعد کفار قریش کے بھرے مجمع میں حرم میں جا کر توحید کا نعرہ بلند کیا اور اس وقت تک خاموش نہ ہوئے جب تک مار کھاتے کھاتے بیدم نہ ہو گئے۔ لیکن اس پر بھی آپؓ کا حوصلہ کم نہ ہوا اور دوسرے دن پھر جا کر اعلان حق کیا اور وہی سزا پائی۔ آنحضرتؐ نے اُن کی مدح میں فرمایا:

''آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر ابوذرؓ سے زیادہ حق گو کوئی نہیں''۔

''حضرت ابوسعید خدریؓ کا ارشاد ہے کہ آنخضرتؐ نے ایک دفعہ ایک لمبا خطبہ دیا جس میں فرمایا ہوشیار رہنا کہ کسی کی ہیبت تم کو اس حق بات کے کہنے سے باز نہ رکھے جو تم کو معلوم ہے''۔

یہ سن کر حضرت ابوسعید خدریؓ روئے اور فرمایا کہ افسوس ہم نے ایسی باتیں دیکھیں اور ہیبت میں آ گئے۔

ان تمام واقعات سے حق گوئی کی اہمیت اور فضیلت کا پتہ چلتا ہے جو مومن کی ایک بنیادی صفت ہے۔ تعلیم محمدیؐ نے بہادری اور شجاعت کو سراہا اور فرمایا کہ شجاعت اور بہادری کو حق کی مدد اور باطل کو مٹانے کے لیے کام میں لانا چاہیے۔

Marfat.com

مسلمان ہمیشہ خدا کی مدد پر بھروسہ رکھتا ہے۔ اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ کافروں کے دلوں میں ان کا رعب بیٹھتا ہے جس کا وعدہ اللہ نے قرآن حکیم میں کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''ہم کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دیں گے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت بہادر تھے۔ ایک بار اہل مدینہ کے دلوں میں کسی طرف سے حملے کا خوف پیدا ہوا تو سب سے پہلے آنحضورؐ اکیلے مدینے کا چکر لگا آئے اور واپس آ کر فرمایا: ''خوف کی کوئی بات نہیں''۔

ایک روایت میں ہے کہ انسان میں سب سے بڑی بداخلاقی گھبرا دینے والا بخل اور دل ہلا دینے والی بزدلی ہے۔

حضرت عبداللہ بن اوفیٰؓ صحابی نے ایک خط لکھ کر بھیجا تھا اس کا ایک فقرہ یہ تھا کہ آنحضورؐ نے فرمایا کہ:

''جب دشمن سے مقابلہ آ پڑے تو ثابت قدم رہو''۔ اسی خط میں آنحضورؐ کا وہ بلیغ فقرہ بھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

''یقین کرو کہ بہشت تلواروں کی چھاؤں تلے ہے''۔

یہ موضوع مومن کا شیوہ مردانگی۔ حق گوئی و بے باکی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ نے جو مرد مومن کا تصور پیش کیا تھا اس کی شخصیت کے مختلف پہلو تھے۔ مثلاً مرد مومن کائنات کے نظام میں غور و فکر کرتا ہے اور اللہ کی حاکمیت کو کماحقہ سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ مرد مومن کی صفات حق گوئی و بیباکی ہیں۔ فقر استغناء بھی اس کی صفات ہیں۔

ایک مرد مومن ان صفات سے آراستہ ہو کر معاشرے کی اصلاح کرتا ہے جو اس کی زندگی کا اصل مقصد ہے۔ علامہ اقبالؒ کے الفاظ میں ایک مومن کی یہ صفات ہیں:

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

جب تک مسلمان حق گوئی اور بے باکی سے کام لیتا رہا اس نے معاشرے کی اصلاح اور بہترین تربیت کی۔ تاریخ اسلام گواہ ہے کہ مسلمانوں نے ہمیشہ مظلوموں کی مدد کے لیے

جرات مندی اور بے باکی کا مظاہرہ کیا۔ جہاد کی صورت میں اپنی زندگیوں کا نذرانہ پیش کیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتی زندگی جسے قرآن حکیم اسوہ حسنہ کا نام دیتا ہے۔ تعمیر شخصیت و فلاح انسانیت کے سلسلے میں انسانیت کو رہنما اصول دیتی ہے۔ آپ کی تعلیمات تربیت نفوس کے لیے روشنی کا مینار ہیں۔ تعمیر شخصیت میں حق گوئی اور بیباکی کا اہم کردار ہے۔ حق گوئی ایک بڑی صفت ہے۔ جس سے معاشرے کی اصلاح ہوتی ہے۔ ایک اسلامی ریاست میں ایک مسلمان صحافی حق گوئی سے کام لے کر معاشرے میں پھیلے ہوئے ظلم و تشدد اور ہر قسم کی ناانصافیوں کے خلاف آواز اُٹھا سکتا ہے اور یہی جہاد اکبر ہے۔ ہمارے مجاہدین اور شہیدوں نے ہمیشہ دین الٰہی کی حفاظت، سربلندی اور مسلمان قوم کی حفاظت، مظلوموں کی مدد اور اللہ کی رضا کی خاطر طاغوتی طاقتوں کے خلاف جان کی بازی لگا کر یہ ثابت کر دیا کہ استحکام ملت کے لیے جرات مندی، شجاعت اور بیباکی، انتہائی ضروری ہے۔ مسلمانوں نے ہمیشہ داخلی جہاد کے ذریعے اسلامی مملکت میں استحکام اور امن و امان قائم کیا۔ فکری جہاد سے ذہنوں میں تبدیلی لانے کا کام کیا۔ شہیدان رنگین قبا نے فکر کی آزادی اور فرد کی حریت کے چراغ روشن کیے۔ حضرت حسین ابن علیؑ نے اپنی زندگی کا نذرانہ پیش کر کے عدیم المثال قربانی، جرات مندی، شجاعت اور بیباکی کا مظاہرہ فرمایا۔

''اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم حق گوئی، جرات مندی، شجاعت اور بیباکی سے کام لیں کیونکہ معاشرے کے استحکام میں یہ صفات بڑی اہمیت کی حامل ہیں''۔ آمین!

Marfat.com

باب نمبر:29

جھوٹ اور غیبت کی ممانعت

(تعلیماتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں)

جھوٹ اور غیبت ایسی بری اور مذموم عادات ہیں جو انسان کے اچھے اعمال کو ضائع کر دیتی ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں جھوٹ اور غیبت عام ہے۔ جب بھی کوئی دو یا اس سے زیادہ اشخاص بیٹھتے ہیں تو غیبت شروع کر دیتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

إنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إلى الْبِرِّ، وَإنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إلى الْجَنَّةِ، وَإنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ، حتى يُكْتَبَ عِنْدَ الله صِدِّيقاً، وَإنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إلَى الْفُجُورِ، وَإنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إلى النَّارِ وَإنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ، حتى يُكْتَبَ عِنْدَ الله كَذَّاباً. (رواه البخاري ومسلم عن ابن مسعود)

"بے شک سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور بے شک آدمی سچ بولتا (رہتا) ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لیے صدیق کا درجہ لکھ دیا جاتا ہے اور بے شک جھوٹ گناہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور بے شک آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کذاب (بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا) لکھ دیا جاتا ہے"۔

(السید احمد الہاشمی: مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر: ۳۵۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور

Marfat.com

گناہ دوزخ میں اور جھوٹ بولتے بولتے آدمی خدا کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے"۔

اب فرداً فرداً ان رذائل پر تعلیمات نبویؐ کی روشنی میں نظر ڈالی جائیگی۔

جھوٹ:

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ.

(رواه الشيخان عن أبي هريرة)

"منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے جھوٹ بولے' جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب امانت رکھی جائے وہ خیانت کرے"۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۵)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جنت میں لے جانے والا کام کون سا ہے؟ فرمایا: سچ بولنا' جب بندہ سچ بولتا ہے تو نیکی کا کام کرتا ہے اور جو نیکی کا کام کرتا ہے وہ ایمان سے بھرپور ہوتا ہے اور جو ایمان سے بھرپور ہوتا ہے وہ جنت میں داخل ہوا' اس نے پھر پوچھا کہ یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم! دوزخ میں لے جانے والا کام کیا ہے؟ فرمایا جھوٹ بولنا۔ جب بندہ جھوٹ بولے گا تو گناہ کے کام کرے گا اور جب گناہ کے کام کرے گا تو کفر کرے گا اور جو کفر کرے گا دوزخ میں جائے گا۔

بغیر تحقیق کے کسی خبر کو پھیلانا بھی جھوٹ ہے چاہے یہ خبر شائع کر دی جائے اور دراصل یہ خبر غلط ہو۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ جو سنے وہ کہتا پھرے۔

آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ مُجَانِبٌ لِلإِيمَانِ.

(رواه أحمد).

"جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ ایمان سے دور کرنے والی چیز ہے"۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۳۹۷)

Marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

شَاهِدُ الزُّوْرِ لا تَزُولُ قَدَمَاهُ حَتَّى يُوجِبَ اللهُ لَهُ النَّارَ.

(رواه الحاكم).

"جھوٹے گواہ کے دونوں قدم نہیں ٹلتے۔ یہاں تک کہ اللہ اس کے لئے آگ کو واجب کر دیتا ہے" (السید احمد الھاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر: ۶۹۳)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقاً خَالِصاً، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتى يَدَعَهَا: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ. (رواه الشيخان عن ابن عمر).

"چار باتیں جس شخص میں ہونگی وہ پکا منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے ایک عادت ہوگی تو گویا اس میں منافقت کی ایک بات ہوگی یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے ایک یہ کہ جب بات کرے جھوٹ بولے دوسرا یہ کہ جب وعدہ کرے خلاف ورزی کرے تیسرا یہ کہ جب معاہدہ کرے تو دھوکہ دیدے اور چوتھا یہ کہ جب کسی سے جھگڑے تو بکواس کرے" (السید احمد الھاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر: ۱۳۹)۔

اب تو معاشرے میں جھوٹ پھیل گیا ہے۔ چاہے عدالتیں ہوں یا دفاتر یا مجالس جگہ جگہ جھوٹ بولا جاتا ہے۔ بے ضرر جھوٹ بھی لکھا جاتا ہے جیسے اکثر والدین بچوں کو بہلانے کے لئے جھوٹے وعدے کرتے ہیں۔ اس طرح بچپن سے ہی بچوں کو جھوٹ کی تربیت دی جاتی ہے۔

غیبت :

غیبت کے لغوی معنی یہ ہیں کہ کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کی بُرائی بیان کی جائے۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ غیبت کس کو کہتے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "تمہارا اپنے بھائی کی اس چیز کا ذکر کرنا جس کو وہ ناپسند کرے۔"

کہا گیا اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہوں جن کو میں بیان کرتا ہوں تو فرمایا: "اگر وہ عیب اس میں موجود ہے تو تم نے اس کی غیبت کی اور اگر نہیں ہے تو تم نے اس

Marfat.com

پر بہتان لگایا"۔

غیبت کی اقسام:

غیبت کی حسب ذیل اقسام ہیں:

(۱) زبان سے غیبت

(۲) ہاتھ پاؤں اور آنکھ کے ذریعے غیبت مثلاً کسی کی نقل اتارنا۔

سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۱۱ میں ارشاد ربانی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا
مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ
وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ
بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾

"اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نہ کسی کو بُرے لقب دو۔ ایمان کے بعد فسق بُرا نام ہے اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم لوگ ہیں"۔

سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۱۲ میں ارشاد ربانی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ
اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ
لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾

"اے ایمان والو! بہت بدگمانیوں سے بچو یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور بھید نہ ٹٹولا کرو اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے"۔

اس آیت مبارکہ میں غیبت کو اپنے بھائی کے مردار گوشت سے تشبیہہ دی گئی ہے۔

Marfat.com

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کے حسب نسب' اخلاق' دین و دنیا' جسم اور کپڑے غرضیکہ ہر چیز میں عیب نکالا جا سکتا ہے۔ یہ سب ناجائز ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ شب معراج میں میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ بولے یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے (یعنی غیبت کرتے تھے) اور ان کی عزت و آبرو لوٹتے تھے۔"

ایک بار سخت بدبو پھیلی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جانتے ہو یہ کیا ہے؟ یہ ان لوگوں کی بدبو ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں۔

امام غزالیؒ احیاء العلوم الدین میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اکثر اپنے منہ میں کنکریاں رکھتے تھے۔ یہ مثال تقویٰ اور حفظ اللسان کی انتہا ہے۔

حضرت پیر کرم شاہ صاحب (بحوالہ: ضیاء القرآن جلد چہارم صفحہ ۵۹۸) فرماتے ہیں کہ غیبت کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اگر کوئی شخص غیبت کر بیٹھے تو وہ توبہ کرے۔ اگر ہو سکے تو جس کی غیبت اس نے کی ہے اس سے بخشوا لے۔

Marfat.com

باب نمبر:30

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خدمتِ خلق

خدمتِ خلق حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شعار تھا۔ محبّ المساکین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

لِكُلِّ شَيْءٍ مِفْتَاحٌ، وَمِفْتَاحُ الْجَنَّةِ حُبُّ الْمَسَاكِينِ وَالْفُقَرَاءِ.

(رواه ابن لال عن ابن عمر).

''ہر چیز کی کوئی چابی ہے اور جنت کی چابی مسکینوں اور فقیروں سے محبت کرنا ہے''۔

(السید احمد الهاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۹۵۴)

خدمتِ خلق سے مراد ہر وہ کام ہے جس سے دوسرے اشخاص یکساں فائدہ اُٹھائیں۔ خدمتِ خلق میں کسی خاص مذہب گروہ یا قوم کو فائدہ پہنچانا مقصود نہیں ہوتا۔ خدمتِ خلق میں نہ صرف اشخاص آتے ہیں بلکہ اس کا دائرہ جانوروں اور اللہ کی دیگر مخلوق تک پھیلا ہوا ہے۔ انسانی زندگی کا مقصد ہی اچھے کام کرنا ہے۔ ان میں خدمتِ خلق کی بڑی اہمیت ہے۔ قرآن حکیم میں انسان کی پیدائش کا مقصد ان الفاظ مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے:

سورت الملک کی آیت نمبر۲ میں ارشادِ ربانی ہے:

الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ
عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝۲

''جس نے موت اور حیات کو اس لیے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے اور وہ غالب (اور) بخشنے والا ہے''۔

حق داروں کے حقوق اور محتاج لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنا اور ان کی مدد خدمتِ خلق

Marfat.com

کے زمرے میں آتا ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ وہ اللہ کی مخلوق کی اس دنیا میں فلاح اور اُخروی فلاح کے لئے بھی رہنمائی کریں۔ سورۃ آلِ عمران کی آیت نمبر 110 میں ارشاد ربانی ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

''تم ایک بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو''۔

نیکی کی تلقین بھی بہترین خدمت خلق ہے۔ دو گروہوں کے درمیان جھگڑا ہو جائے تو ان میں صلح کرانا بھی خدمت خلق ہے۔

قرآن حکیم ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ ہم اپنی ضرورت سے زائد مال راہِ خدا میں خرچ کریں۔ اس طرح ضرورت مندوں کی ضرورت پوری ہو سکتی ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا انفاق فی سبیل اللہ کہلاتا ہے۔ یہ خدمتِ خلق کا جزو اعظم ہے۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۷۱ میں ارشاد ہے:

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا
وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

''اپنے صدقات اعلانیہ دو تو یہ بہت اچھا ہے لیکن انہیں چھپا کر حاجت مندوں کو دو تو یہ تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے''۔

غریب اور نادار لوگوں کی مدد صدقات کے ذریعے اعلانیہ طور پر کی جا سکتی ہے لیکن یہاں یہ حکم ہے کہ ایسی ادائیگی اور مالی مدد اگر خفیہ ہو تو بہتر ہے تاکہ حاجت مندوں کی عزتِ نفس مجروح نہ ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مجھے رمضان بھر کے روزے رکھنے اور اس مہینے مسجد میں اعتکاف کرنے سے زیادہ عزیز ہے کہ میں بوقت ضرورت اپنے بھائی کی مدد کروں''۔

خدمت خلق کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ اس میں والدین، اولاد، خاندان کے دیگر افراد سے لے کر یتیموں، مسکینوں اور بیماروں کے حقوق آ جاتے ہیں۔

Marfat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ. لا يَظْلِمُهُ وَلا يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللهُ فِي حَاجَتِهِ. وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.
(متفق عليه).

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے نہ ہی اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت میں ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت میں ہوتا ہے۔ جس شخص نے کسی مسلمان سے کوئی مصیبت دور کی تو اللہ تعالیٰ قیامت کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف دور کرے گا'' (السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۱۲۷۷)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

أَتُحِبُّ أَنْ يَلِينَ قَلْبُكَ، وَتُدْرِكَ حَاجَتَكَ: ارْحَمِ الْيَتِيمَ؛ وَامْسَحْ رَأْسَهُ وَأَطْعِمْهُ مِنْ طَعَامِكَ: يَلِنْ قَلْبُكَ وَتُدْرِكْ حَاجَتَكَ.
(رواه الطبراني عن أبي الدرداء)

''کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ آپ کا دل نرم ہو اور آپ کی ضرورت پوری ہو: تو یتیم پر رحم کرو اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرو اور اپنے طعام میں سے اس کو کھلاؤ۔ تو آپ کا دل نرم ہو گا اور ضرورت پوری ہو جائے گی'' (السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۱۵)۔

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''جو شخص کسی مسلمان کی دنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دُور کرے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس پر آسانی کرے گا''۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدمتِ خلق آخرت میں بخشش کا باعث ہو گی۔ ایک اور جگہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بیواؤں' مسکینوں کی مدد میں کوشاں رہنے والا ایسا ہے جیسا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہے یا رات بھر کا عبادت گزار اور دن بھر کا روزہ دار ہے''۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَطْعَمَ مَرِيضاً شَهْوَتَهُ أَطْعَمَهُ اللهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ. (رواه الطبراني).

''جو کوئی کسی مریض کی چاہت کے مطابق اُسے کھلائے تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت کے پھل کھلائیں گے''۔ (السید احمد الهاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۱۱۵۱)

ایک اور جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَطْعَمَ مُسْلِماً جَائِعاً أَطْعَمَهُ اللهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ. (رواه أبو نعيم).

''جو کوئی کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت کے پھل کھلائیں گے''۔

(السید احمد الهاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۱۱۵۰)

تاجدارِ انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری زندگی خدمت خلق کا بہترین نمونہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر شخص کی خدمت کے لئے ہر وقت تیار رہتے۔ صحیح مسلم شریف میں درج ہے کہ مدینہ منورہ کی معذور اور غریب عورتیں آپ کے پاس آتیں' اپنا مدعا عرض کرتیں' آپ فوراً ساتھ چل پڑتے اور کام کر کے آتے۔

روزانہ مکہ والے دیکھتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازار میں جا رہے ہیں اور ان کے دونوں کندھوں پر بوجھ رکھا ہوا ہے۔ یہ ان کمزور اور محتاج عورتوں کا سامان ہوتا تھا جو خود بازار جا کر اپنی ضرورت کی چیزیں نہیں خرید سکتی تھیں۔ اس واسطے حضورؐ اکرم ضرورت کا سامان خرید کر ان کے گھروں میں پہنچا دیتے تھے۔

ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ ایک غلام بچہ بہت بھاری بوجھ اٹھائے ہوئے جا رہا ہے اور اس بچے کی گردن بوجھ سے مُڑی جاتی تھی۔ آپؐ نے اس بچے کا بوجھ اٹھا کر اپنے کندھے پر رکھ لیا اور جہاں اس کو جانا تھا وہاں تک پہنچا دیا۔ پھر فرمایا:

''اے بچے! محمدؐ کو ہمیشہ اپنی تکلیف میں یاد کر لیا کر''۔

ایک دفعہ حبشہ سے کچھ مہمان آئے۔ صحابہ کرامؓ چاہتے تھے کہ ان کی خدمت کریں۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے دستِ مبارک سے ان کی خدمت کی اور فرمایا:

''ان لوگوں نے میرے دوستوں کی خدمت کی ہے۔ اس لیے میں ان کی خدمت خود کرونگا''۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عملی زندگی خدمت خلق کے بے شمار واقعات سے

Marfat.com

بھری پڑی ہے۔ حضورؐ اکرم نے پڑوسیوں کی عزت اوران کوایذا نہ پہنچانے کی تاکید فرمائی۔ اسلام میں پڑوسیوں کے بڑے حقوق ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانوروں سے بھی محبت فرماتے اوران کی بھوک پیاس اور آرام کا بہت خیال فرماتے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ ایک شخص اونٹ کو لے جارہا ہے جو بیمار ہے اوراس پر بہت بوجھ لدا ہوا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس شخص کے پاس گئے اور فرمایا:

''تو اپنے اونٹ پر رحم کر۔ یہ بوڑھا ہے اور بیمار ہے۔''

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں کو آپس میں لڑانے سے منع فرمایا۔ آپؐ نے جانوروں کو ناحق ذبح کرنے اور پرندوں کا بلا جواز شکار کرنے سے منع فرمایا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ ایک روشن مینارے کی طرح نظر آتی ہے۔ آپؐ کے بعد خلفاء راشدینؓ نے بھی خدمتِ خلق کی عمدہ اور روشن مثالیں پیش کیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بے کس اور غریب عورتوں کی بکریوں کا دودھ دوہتے۔ حضرت عمرؓ مدینہ کی گلیوں میں رات کے وقت گشت فرماتے تاکہ وہ خود معلوم کرسکیں کہ کوئی مدد کا طلب گار تو نہیں۔ ایک گھر سے بچوں کے رونے کی آواز آئی جو بھوکے تھے۔ حضرت عمرؓ خود بیت المال گئے اور سامانِ خورد ونوش خود اُٹھا کر لائے۔ جب بچوں نے کھانا کھایا اور اچھلنے کودنے لگے تو چہرہ اقدس خوشی سے تمتمانے لگا۔ حضرت عثمانؓ نے رفاہِ عامہ کے کاموں میں بے دریغ مال خرچ فرمایا۔ مدینہ منورہ میں ایک کنواں میٹھے پانی کا خرید کر اللہ کی راہ میں وقف کر دیا۔ اسی طرح حضرت علیؓ بھی خدمت خلق کے جذبے سے سرشار رہتے۔ کوئی سوالی آتا تو خالی نہ جاتا۔ آپؓ اس کی حاجت روائی فرماتے۔

آج کی دنیا میں خود غرضی اور نفسا نفسی کا دور دورہ ہے۔ اگر ہم خدمت خلق کے جذبے کو اپنالیں تو اس سے معاشرے میں خیر خواہی پیدا ہوگی۔ جب کوئی بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کی جائے۔ کوئی فوت ہو تو اس کے رشتہ داروں سے تعزیت کی جائے۔ اس طرح باہمی محبت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور انسانی ہمدردی جنم لیتی ہے۔ ہر ضرورت مند کی ضرورت پوری کی جائے تو معاشرے کا ہر فرد خوشحال اور مطمئن ہو جائے۔ اگر معاشرے میں ہر مظلوم کی حمایت اور مدد کی جائے اور ظالم کو روکا جائے تو یہ بہترین خدمتِ خلق ہے۔ خدمت خلق کا یہ مقصد ہے کہ ذاتی فائدے کی بجائے اوروں کی ضرورتوں کو پورا کیا جائے اور اپنی ذات پر اوروں کو ترجیح دی جائے۔

حقوق العباد کی تکمیل ہی خدمتِ خلق کا دوسرا نام ہے۔ خدمتِ خلق والدین، بہن، بھائی، عزیز و اقارب، پڑوسی اور پھر تمام انسانوں پر محیط ہے۔ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا بھی خدمت خلق ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے صدقہ قرار دیا۔

خدمتِ خلق وہ عمل ہے جس سے ایک فلاحی اور اسلامی معاشرے کا قیام عمل میں آ سکتا ہے۔ اگر خدمتِ خلق کی جائے تو پورے معاشرے میں سکون آ جائے اور باہمی محبت کے جذبے پیدا ہو جائیں۔ خدمت خلق ان طریقوں سے کی جا سکتی ہے مثلاً پڑوسیوں کا خیال رکھا جائے، ماتحت ملازموں سے حُسن سلوک کیا جائے، کسی کا دل نہ دکھایا جائے، کسی کی عزتِ نفس مجروح نہ کی جائے، صبح سے رات تک غرضیکہ ہر وقت دوسروں سے شائستہ لہجہ میں گفتگو کی جائے، بھوکے کو کھانا کھلایا جائے، پیاسے کو پانی پلایا جائے، مہمان کی خدمت کی جائے، سفر کے دوران ساتھیوں کا خیال رکھا جائے۔

محلہ داروں کی مدد کی جائے، دوستوں سے اچھا سلوک کیا جائے، اگر کوئی اہل محلہ مدد مانگے تو اس کی جائز مدد کی جائے۔ بچوں سے شفقت کی جائے، پالتو جانوروں کی بھوک پیاس کا خیال رکھا جائے، بے سبب ننھے پرندوں کا شکار نہ کیا جائے۔ یتیم کی پرورش کی جائے۔ بیواؤں اور مسکینوں کی امداد کی جائے، بیماروں کی بیمار پرسی اور عیادت کی جائے، رفاہِ عامہ کے کاموں میں مدد کی جائے مثلاً کنوؤں، ہسپتالوں، مدرسوں، مساجد، سراؤں، کتب خانوں اور سڑکوں اور شاہراہوں کی تکمیل میں چندے دیئے جائیں۔ یہ چیزیں صدقہِ جاریہ ہیں، ہر جگہ نیکی کے کاموں میں تعاون کیا جائے، بالخصوص صاحبِ استطاعت حضرات کا فرض ہے کہ وہ رفاہِ عامہ کے کاموں میں خصوصی مدد کریں۔ خدمتِ خلق سے بھلائی پھیلتی ہے، بے لوث اور بے غرض مدد دل کی تسکین کا موجب بنتی ہے۔ وہ قوم جس کے افراد خدمتِ خلق سے سرشار ہوں وہ قوم ترقی کرتی ہے۔

خدمتِ خلق کی اہمیت ایک واقعہ سے واضح ہوتی ہے جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا۔ ایک مسافر کو پیاس لگی۔ اس نے ایک کنواں دیکھا۔ پانی پا کر اوپر آیا تو دیکھا کہ ایک پیاسا کتا کنوئیں کے کنارے مٹی چوس رہا ہے، وہ مسافر کنوئیں میں دوبارہ اترا اور اپنے موزے میں پانی بھر کر منہ سے پکڑ کر اوپر لایا اور پیاسے کتے کو پانی پلا دیا۔ اس مسافر کا یہ عمل بارگاہِ خداوندی میں اس قدر قبول ہوا کہ اسے بخش دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خدمتِ خلق کی توفیق دے۔ آمین!

باب نمبر:31

حقوق العباد سیرت النبیؐ کی روشنی میں

حضور اکرمؐ کی ساری زندگی حقوق العباد کی پاسبانی میں گزری۔ ہمارے معاشرے میں بے شمار مسائل اور خطرات ہیں جن سے عوام نبرد آزما ہوتے ہیں۔ خطرناک مشینری' فیکٹریوں میں زرد زرد چہروں والے مزدور' سڑکوں پر گرد۔ گرد چہروں والے راہی' کانوں اور پہاڑوں میں کام کرنے والے مزدور اور کوہکن اور دھواں خارج کرنے والی فیکٹریوں کی چمنیاں معاشرے میں بکھرے ہوئے خطرات اور حادثات کی عکاسی کرتی ہیں۔ اس مشینی دور نے احساس مروت کو ہی کچل کر رکھ دیا ہے:

ہے دل کے لئے موت مشینوں کی حکومت
احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات

بجلی کے خطرناک کھمبے جو انسانی زندگی کے لئے باعث خطرہ ہیں' کھلے ہوئے گٹر جو موت کے کنوئیں اور موت کے پھندے ہیں' بچوں کے لئے جگہ جگہ بکھرے ہوئے خطرات' ٹریفک کے مہلک حادثات' ٹوٹے پنجرے' مفلوج جسم' بکھری ہوئی روشیں' خون میں لت پت جسم' نت پھٹتے ہوئے تیل کے ناقص چولہے اور جھلستی ہوئی خواتین' مخدوش اور پرانی عمارات' فضا میں معلق خطرناک لفٹ چیرز' ہتک عزت' عزت نفس کو مجروح کرنے والے بے شمار واقعات' فحاشی 'لچر شاعری' کلچرل شو' ثقافتی یلغار اور مخرب اخلاق لٹریچر' اخبارات' ابلاغ عامہ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ تضحیک اور فحاشی کا اُمڈتا ہوا سیلاب' انسانی حقوق پر ڈاکے قتل' ضربات کے مقدمات' زخم جراحتیں' انسانی خون کی ارزانی' معاشرے میں ہر سو ظلم ہی ظلم' ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات' دوسروں کی جائیدادوں پر ناجائز قبضے' غصب اور گورنمنٹ کی اراضی پر ناجائز قبضے' یہ ایسے معاملات ہیں جن سے حقوق الناس کی پامالی ہوتی ہے اور حکومت کی جڑیں بھی کھوکھلی ہوتی ہیں۔

Marfat.com

اچھی قدریں بری طرح متاثر ہوتی ہیں۔ڈاکٹروں میں انسانی ہمدردی کا فقدان جو مسیحا ہو کر مسیحائی نہیں کرتے:

نہ مڑ کر بھی بے درد قاتل نے دیکھا
تڑپتے رہے نیم جان کیسے کیسے

تجارتی حقوق پر حملے، جعلی اشیاء کی تیاری، دھوکہ دہی، جھوٹ، دغا، فریب کاری، ملاوٹ، حتیٰ کہ ادویات میں ملاوٹ اور اشیائے خورد ونوش میں ملاوٹ، معصوم انسانوں کو ناجائز طور پر پابند سلاسل کر دینا، یہ تھانے، یہ عقوبت خانے، انسانی درندگی کی بدترین مثالیں اور حقوق العباد کی پامالی، اسفل السافلین کی بدترین مثالیں، خواتین کی عزت و ناموس پر حملے، انسانوں میں ناجائز امتیاز جو انسانیت کے ماتھے پر بدنما داغ ہے۔امانت میں خیانت کے واقعات، دھرتی کے اندر اور باہر بکھرے ہوئے دفینے اور قیمتی سکے، لوگوں کے سکون میں خلل ڈالنا اور پرائیویسی کے معاملات، عدالتوں میں دھکے کھانے والے سائل، بیوروکریسی سے بے زار عوام، جیلوں میں ناگفتہ بہ حالت میں رہنے والے قیدی، ٹیلی فون کے ذریعے لوگوں کو تنگ کرنے کے واقعات اور بے شمار واقعات ایسے ہیں جو حقوق النّاس کے حقوق کے زمرے میں آتے ہیں۔

مذہب سے بیزار عورت حقوق نسواں کی باتیں کرتی ہے۔وہ ماں بھی ہے، بیٹی بھی، بہن بھی اور رفیقہ حیات بھی۔یہ عورت اپنے جھریوں والے چہروں پر ملے ہوئے غازے اور کپکپاتے سرخی لگے ہونٹوں سے اپنے حقوق کا چرچا کرتی ہے۔عورت فیشن، فرینڈ شپ، ماڈرن ازم، لبرل تعلیم سے اور مخلوط محفلوں میں دعوت گناہ بھی دیتی ہے۔للچائے ہوئے دلوں پر اپنی چال اور جمال کے چرکے بھی لگاتی ہے۔

اسلام کا قانون ٹارٹ وہ قانون ہے جو حقوق العباد کی پاسبانی کرتا ہے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دور مبارک میں مظالم عدالتیں (ولایت المظالم) قائم فرمائی تھیں۔آپؐ ان عدالتوں میں خود جلوہ افروز ہوتے اور حقوق العباد کے مقدمات سنتے اور فوراً فیصلہ فرما دیتے۔

پاکستان میں انسانی حقوق کی پامالی ۔کے واقعات روز اخبارات میں چھپتے ہیں۔حادثات اور بے شمار واقعات، جن کا میں نے ذکر کیا رونما ہوتے ہیں۔مؤثر طریقے سے انہیں کنٹرول نہیں کیا جاتا ہے۔فحاشی کا سیلاب امڈ رہا ہے اور اخلاقی قدریں بڑی تیزی سے تباہ ہو

Marfat.com

رہی ہیں ۔ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے کہ پاکستان میں احتساب عدالتیں قائم ہوں ۔ لوگوں کو ان معاملات میں فوراً انصاف ملے ۔ وہ انصاف جو سالہا سال کی کاوشوں کے باوجود بھی نہیں ملتا ۔ سستا اور سہل انصاف عوام کی اشد ضرورت ہے ۔

حکومت ایسی عدالتوں کا نظام قائم کر کے معاشرے میں امڈتے ہوئے خطرات کو دور کر سکتی ہے شیر شاہ سوری نے ایک دفعہ حسین خان طشت دار کو بنگال سے ایک ضروری کام کے لئے بھیجا تھا اس اہلکار نے چتوڑ سے گور تک کا فاصلہ جو ۸۰۰ میل کا تھا صرف تین روز میں طے کیا تھا ۔ حالانکہ کافی دشوار گزار راستے بھی اسے عبور کرنے پڑے ۔ جب اس اہلکار کو نیند آ جاتی تو دیہات والے اسے چارپائی پر لٹا کر چارپائی اپنے کندھوں پر رکھ کر دوڑتے تاکہ وقت ضائع نہ ہو اور شیر شاہ کے حکم کی جلد تعمیل ہو ۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ حکومت اپنے اہلکاروں کو مستعد بنا سکتی ہے ۔ بشرطیکہ نیت درست ہو اور مقصد عوام الناس کے حقوق کی پاسبانی ہو ۔

کسی کو ٹیلی فون کا کنکشن نہیں ملتا یا کوئی جائز حق نہیں ملتا تو وفاقی محتسب سے انصاف حاصل کرنا پڑتا ہے ۔ ایسے معاملات میں عوام کو جو ذہنی کوفت ہوتی ہے اس کا مالی معاوضہ بھی متعلقہ محکمہ ادا کرے تاکہ اس محکمے کا احتساب ہو سکے ۔

تجاویز:

عوام کے حقوق کی پاسبانی کے لئے حسب ذیل تجاویز پیش کی جاتی ہیں :

(۱) محتسب کے ادارے کے ساتھ احتساب عدالتوں کو منسلک کیا جائے جو ہر ضلعی سطح پر ہوں ۔ یہ عدالتیں حقوق العباد کی پاسبانی کریں ۔ اس طرح پاکستان کی دیگر عدالتوں بشمول ہائی کورٹس اور سپریم کورٹ پر مقدمات کا بوجھ کم ہو جائے گا ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قائم شدہ ادارے (مظالم عدالت) کی بھی اسطرح اس دور میں تجدید ہو جائے گی ۔

(۲) برطانیہ، فرانس، جرمنی، امریکہ اور دنیا کے دیگر ممالک میں حقوق العباد کی پاسبانی عدالتی نظام کے ذریعہ فوراً ہو جاتی ہے ۔ انصاف ان معاملات میں فوراً مل جاتا ہے ۔ عدالتیں ان معاملات میں سائلوں اور مظلوموں کو معقول معاوضہ بھی دیتی ہیں ۔ مثلاً اگر کسی سائل کو بلاوجہ فون نہ ملا تو اس صورت میں نہ صرف یہ نظام عدالت اسے فون کا کنکشن دلائے بلکہ ذمہ دار افسر جس نے بدنیتی کی بنیاد پر فون کا کنکشن نہ دیا تو وہ سائل کو ذہنی کوفت اور وقت کے زیاں کا خرچ بھی معاوضہ کی صورت میں ادا کرے ۔

(۳) نہ صرف حکومت کے ادارے بلکہ معاشرے کے وہ افراد جنہوں نے حقوق العباد کو پامال کیا تمام اس عدالت کے پابند ہوں۔ اس کے احکام پر فی الفور عمل کیا جائے اور فوراً انصاف عوام کو ملے۔

(۴) حقوق الناس سے متعلقہ قوانین کی تدوین کی جائے۔ گو انفرادی طور پر ایسے معاملات میں قانون کی مشینری حرکت میں تو آتی ہے لیکن انصاف اتنی دیر سے ملتا ہے کہ سائل بے زار ہو جاتا ہے۔ ان تمام معاملات اور قوانین کو یکجا کیا جائے۔ اس طرح یہ اچھی طرح لاگو ہو سکتا ہے۔

(۵) عزت نفس کو مجروح ہونے سے بچایا جائے۔ ابلاغ عامہ کے ذریعہ احترام انسانیت کا پرچار کیا جائے۔ ایک رئیس اور امیر کبیر کو جو عزت دی جاتی ہے معاشرے کا ہر فرد وہ عزت ہر غریب اور مفلوک الحال شخص کو دے دیگر محکمہ جات بالخصوص پولیس یورپ میں (مثلاً برطانیہ میں) ہر شخص کی عزت نفس کا خیال رکھتی ہے۔ ایک ڈرائیور کو بھی احترام سے بلایا جاتا ہے اور معاشرے کے غریب ترین شخص کو بھی۔ معاشرے میں اونچ نیچ دولت اور عہدوں سے نہیں بلکہ انسانیت اور تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔

آنحضرت محمدؐ کی ساری زندگی عوام الناس کے حقوق کی پاسداری میں گزری۔ آپؐ نے رشتہ داروں، ہمسایوں، مریضوں، عوام الناس، مفلوک الحال لوگوں، بیوگان، یتیموں الغرض عوام کے ہر طبقے کے حقوق کی نگہبانی فرمائی۔ آپؐ کا اسوہ حسنہ ہمارے لیے باعث تقلید ہے۔

Marfat.com

باب نمبر:32

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں
ان برائیوں کی تفصیل جونیکیوں کو ضائع کردیتی ہیں

حجتہ الاسلام امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب منہاج العابدین' میں احادیث مبارکہ کی روشنی میں چند ایسی برائیوں کا ذکر کرتے ہیں جونیکیوں کو ضائع کردیتی ہیں اور اچھے اعمال قبول نہیں ہوتے مثلاً:

(۱) غیبت۔
(۲) دنیا کمانے کی خاطر نیک اعمال کا کرنا۔
(۳) تکبر۔
(۴) عُجب۔
(۵) حسد۔
(۶) مصیبت کے وقت اوروں پر خوش ہونا اور انسانوں پر رحم نہ کرنا۔
(۷) اس نیت سے اچھے اعمال کرنا کہ دوستوں میں اور مجلسوں میں تذکرے ہوں۔ جاہ پسندی کی خاطر اعمال صالحہ کا کرنا۔

حدیث شریف میں غیبت کو زنا سے بھی زیادہ بھیانک گناہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتا جب تک جس کی غیبت کی جارہی ہے وہ معاف نہ کردے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حسد نیکیوں کو اس طرح برباد کرتا ہے جس طرح آگ سوکھی لکڑیوں کو جلادیتی ہے۔ اسی طرح تکبر ایک ایسی آفت ہے جو نیکی کا نام ونشان مٹادیتی ہے۔ مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ اے خدائے قدوس! تو سب سے

Marfat.com

زیادہ کس پر ناراض ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"جس کے دل میں تکبر ہو، جس کی زبان ترش ہو، جس کی آنکھ میں حیا نہ ہو، جس کے ہاتھ بخیل ہوں اور جو بداخلاق ہو"۔ (بحوالہ: منہاج العابدین، صفحہ ۱۲۹)۔

بقول امام غزالی: "اپنے اعمال صالحہ کو عظیم خیال کرنے کا نام عجب ہے"۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا: "بہت سے چراغ ہیں جن کو ہوا نے بجھا دیا اور بہت سے عابد ہیں جن کو عجب نے تباہ کر دیا"۔ عجب کے باعث انسان توفیق اور تائید ایزدی سے محروم ہو جاتا ہے۔

اب ان برائیوں کی تفصیل احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کی جائے گی۔

۱۔ غیبت:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

إِيَّاكُمْ وَالْغِيبَةَ، فَإِنَّ الْغِيبَةَ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا، إِنَّ الرَّجُلَ قَدْ يَزْنِي وَيَتُوبُ، فَيَتُوبُ اللهُ عَلَيْهِ، وَإِنَّ صَاحِبَ الْغِيبَةِ لا يَغْفِرُ اللهُ تَعَالَى لَهُ حَتَّى يَغْفِرَ لَهُ صَاحِبُهُ. (رواه أبو الشيخ عن جابر).

"غیبت سے بچو بے شک غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت ہے (گناہ کے لحاظ سے) بے شک ایک آدمی زنا کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اور بے شک غیبت کرنے والے کی اللہ تعالیٰ بخشش نہیں فرماتا یہاں تک کہ جس کی غیبت کی گئی وہ خود نہ معاف کر دے"۔

(السید احمد الهاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر: ۳۹۶)

۲۔ دنیا کمانے کی خاطر نیک اعمال کا کرنا:

ریاء کاری سے بھی اچھے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں اور قبول نہیں ہوتے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللهَ تَعَالَى لا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصاً وَابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُهُ.

(رواه النسائي عن أبي أمامة).

Marfat.com

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے عمل کو قبول نہیں فرماتے جو خالص اللہ کے لیے نہ ہو۔

۳۔ تکبر:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبر کے بارے میں ارشاد فرمایا:

أَلا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ، الإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَوْلُ الزُّورِ.

(رواه البخاري ومسلم عن أبي بكرة).

''کیا میں تمہیں گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کے بارے میں آگاہ نہ کروں؟ (سنو) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا' والدین کی نافرمانی کرنا اور زیادہ گوئی یعنی فضول گفتگو کرنا''۔ (السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۳۹۵)۔

۴۔ عجب:

عجب سے بھی اچھے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی تکبر کی ایک قسم ہے۔

۵۔ حسد:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الْحَسَدُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ، كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ، والصَّدَقَةُ تُطْفِىءُ الْخَطِيئَةَ، كَمَا يُطْفِىءُ الْمَاءُ النَّارَ، وَالصَّلاةُ نُورُ الْمُؤْمِنِ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ.

(رواه ابن ماجة).

''حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسا کہ آگ ایندھن کو اور صدقہ گناہ کو بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو اور نماز مومن کا نور ہے اور روزہ آگ کے خلاف ڈھال ہے''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۵۴۰)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسد کے بارے میں فرمایا:

الْغِلُّ وَالْحَسَدُ يَأْكُلانِ الْحَسَنَاتِ كما تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ.

(رواه الحسن).

Marfat.com

"کینہ اور حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتے ہیں جیسے آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے"۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۸۰۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ. فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلا تَجَسَّسُوا، وَلا تَحَسَّسُوا وَلا تَنَافَسُوا، وَلا تَحَاسَدُوا، وَلا تَبَاغَضُوا، وَلا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَاناً. (رواه البخاري ومسلم عن أبي هريرة).

"تم گمان سے بچو۔ کیونکہ محض گمان سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور تم جاسوسی نہ کرو اور کھوج نہ لگاؤ اور باہم فخر نہ کرو اور ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور آپس میں بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے تعلقات کو ختم نہ کرو اور تم اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ"۔(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۴۱۵)۔

۶۔ بے رحمی:

آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مصیبت کے وقت اوروں پر خوش ہونا اور انسانوں پر رحم نہ کرنا بہت بڑی بُرائی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں کریں گے۔

۷۔ جاہ پسندی کی خاطر اعمال صالحہ کرنا:

اس نیت سے اچھے اعمال کرنا کہ دوستوں میں اور مجلسوں میں تذکرے ہوں۔ اسے جاہ پسندی کہا جاتا ہے اس سے اچھے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

إِنَّ اللهَ تَعَالَى لا يَنْظُرُ إِلَى أَجْسَامِكُمْ وَلا صُوَرِكُمْ، وَلٰكِنْ يَنْظُرَ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ. (رواه مسلم عن أبي هريرة).

"بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور صورتوں کی طرف نہیں دیکھتے لیکن وہ تمہارے دلوں اور کاموں کو دیکھتے ہیں"۔

Marfat.com

منہاج العابدین کے صفحات ۳۰۳-۳۰۵ پر درج شدہ حدیث شریف ملاحظہ ہو جس میں ان تمام رذائل کا ذکر کیا گیا ہے جو اعمال کو ضائع کر دیتے ہیں:

''ابن مبارکؒ خالد بن معدانؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے عرض کیا ہے کہ مجھے کوئی ایسی حدیث سناؤ جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خود سنی ہو اور اس کو یاد کیا ہو اور اس کی شدت اور بار کی وجہ سے آپ اسی کا تذکرہ ہر روز کرتے ہوں۔ تو آپؓ نے فرمایا: ہاں۔ بیان کرتا ہوں۔

پھر آپ بڑی دیر تک روتے رہے پھر کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کا شوق حد سے بڑھ گیا ہے۔

پھر فرمایا ایک دفعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا۔ آپ سواری پر بیٹھے اور مجھے بھی اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ پھر ہم چلے۔ آپؐ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی پھر فرمایا: تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو اپنی مخلوق میں جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے۔ اے معاذؓ! میں نے عرض کیا: لبیک یا سید المرسلینؐ: آپؐ نے فرمایا: میں تجھ سے ایسی بات بیان کر رہا ہوں کہ اگر تو نے اس کو یاد رکھا تو تجھے نفع دے گی اور اگر تو نے اس کو ضائع کر دیا تو اللہ عزوجل کے نزدیک تیری محبت ختم ہو جائے گی۔ اے معاذؓ اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین اور آسمان کی پیدائش سے پہلے سات فرشتوں کو آسمانوں کے خازن اور دربان کی حیثیت سے پیدا کیا اور ہر ایک آسمان کے دروازے پر ایک فرشتے کو بحیثیت دربان کھڑا کر دیا۔ پھر کراماً کاتبین بندے کے اعمال لے کر چڑھتے ہیں۔ ان میں روشنی اور چمک ہوتی ہے۔ جیسے سورج کی روشنی۔ یہاں تک کہ وہ پہلے آسمان پر چلے جاتے ہیں اور کراماً کاتبین اس کے عمل کو بہت زیادہ سمجھتے ہیں اور اس کو خالص جانتے ہیں۔ پھر جب وہ دروازے پر جاتے ہیں تو دربان فرشتہ ان سے کہتا ہے: اس عمل کو عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو۔ میں غیبت کا فرشتہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ایسے آدمی کا عمل اوپر نہ جانے دوں جو لوگوں کی غیبت کرتا ہے۔ وہ مجھے چھوڑ کر دوسروں کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔۔۔ پھر دوسرے دن فرشتے اوپر جاتے ہیں۔ ان کے پاس بہت اچھے عمل ہوتے ہیں۔ وہ عمل نور سے زیادہ روشن ہوتے ہیں۔ کراماً کاتبین ان کو بہت زیادہ اور پاکیزہ خیال کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ دوسرے آسمان پر جاتے ہیں تو فرشتہ کہتا ہے' ٹھہر جاؤ اور

Marfat.com

اس عمل کو کرنے والے کے منہ پر دے مارو کیونکہ اس کی نیت اس عمل سے دنیا کمانے کی تھی۔ مجھے میرے اللہ نے حکم دے رکھا ہے کہ میں کسی ایسے آدمی کا عمل اوپر نہ جانے دوں جو مجھے چھوڑ کر غیر کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ پھر فرشتے شام تک اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔۔ پھر فرشتے بندے کا عمل لے کر اوپر جاتے ہیں اور ان سے بڑے خوش ہوتے ہیں۔ ان میں صدقہ' روزہ اور بہت سی نیکیاں ہوتی ہیں۔ فرشتے ان کو بہت زیادہ سمجھتے ہیں اور خالص جانتے ہیں۔ پھر جب وہ تیسرے آسمان پر جاتے ہیں تو دربان فرشتہ کہتا ہے کہ ٹھہر جاؤ اور اس عمل کو عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو۔ میں تکبر والوں کا فرشتہ ہوں۔ میرے اللہ نے مجھے حکم دے رکھا ہے کہ میں کسی ایسے آدمی کا عمل اوپر نہ جانے دوں جو مجھے چھوڑ کر غیر کی طرف متوجہ ہو۔ یہ آدمی لوگوں پر ان کی مجالس میں اپنی بڑائی بیان کرتا ہے۔۔ اور فرشتے بندے کا عمل لے کر اوپر جاتے ہیں وہ عمل اس طرح چمکتے ہیں جیسے ستارے یا کوئی روشن ستارہ۔ ان اعمال میں سے تسبیح کی آواز آتی ہے۔ ان میں روزہ' حج' نماز اور عمرہ ہوتا ہے۔۔ پھر جب وہ چوتھے آسمان پر جاتے ہیں تو وہاں کا موکل دربان فرشتہ ان سے کہتا ہے' ٹھہر جاؤ اور اس عمل کو عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو۔ میں عجب والوں کا فرشتہ ہوں۔ مجھے میرے اللہ نے حکم دے رکھا ہے کہ میں ایسے آدمی کا عمل اوپر نہ جانے دوں جو مجھے چھوڑ کر غیر کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ یہ آدمی جب کوئی عمل کرتا ہے تو اس پر مغرور ہو جاتا ہے۔۔ اور فرشتے بندے کا عمل لے کر اوپر جاتے ہیں۔ وہ عمل اس طرح آراستہ ہوتے ہیں جیسے دلہن سسرال جانے کے وقت۔ جب فرشتے پانچویں آسمان تک جاتے ہیں' ان میں جہاد' حج' عمرہ وغیرہ اچھے اعمال ہوتے ہیں۔ ان کی چمک سورج جیسی ہوتی ہے۔ تو (دربان) فرشتہ کہتا ہے میں حسد کرنے والوں کا فرشتہ ہوں۔ یہ آدمی لوگوں پر ان چیزوں میں حسد کرتا تھا جو ان کو اللہ نے اپنے فضل سے دی ہیں۔ یہ آدمی خدا تعالیٰ کی پسندیدہ تقسیم پر ناراض ہے۔ میرے اللہ نے مجھے حکم دے رکھا ہے کہ میں اس کے عمل اوپر نہ جانے دوں کہ وہ مجھے چھوڑ کر دوسروں کی طرف متوجہ ہے۔۔ اور فرشتے بندے کا عمل لے کر اوپر جاتے ہیں۔ ان میں اچھے وضو' بہت سی نمازیں' روزے' حج اور عمرہ ہوتا ہے۔ وہ چھٹے آسمان تک پہنچ جاتے ہیں تو دروازے پر مقرر نگہبان فرشتہ کہتا ہے' میں رحمت کا فرشتہ ہوں ان اعمال کو عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو۔ یہ آدمی کبھی کسی انسان پر رحم نہیں کرتا تھا اور کسی بندے کو مصیبت پہنچتی ہے تو خوش ہوتا ہے۔ میرے اللہ نے مجھے حکم دے رکھا ہے کہ میں اس کے اعمال کو اوپر نہ جانے دوں۔ یہ مجھے چھوڑ کر غیروں کی

Marfat.com

طرف متوجہ ہے۔۔ پھر فرشتے بندے کا عمل لے کر چڑھتے ہیں اس میں بہت سا صدقہ، نماز روزہ، جہاد اور پرہیز گاری ہوتی ہے۔ ان کی آواز ایسے ہوتی ہے جیسے رعد کی آواز اور چمک جیسے بجلی کی چمک ۔۔ پھر جب وہ ساتویں آسمان پر پہنچتے ہیں تو فرشتہ جو اس آسمان پر موکل ہے کہتا ہے، میں ذکر کا فرشتہ ہوں یعنی سنانے کا اور لوگوں میں آواز دینے کا۔ اس عمل والے نے اس عمل میں مجلسوں میں تذکرہ اور دوستوں میں بلندی اور بڑے لوگوں کے نزدیک جاہ پسندی کی نیت کی تھی۔ میرے اللہ نے مجھے حکم دے رکھا ہے کہ میں اس کے عمل کو اوپر نہ جانے دوں کہ یہ مجھے چھوڑ کر دوسروں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ہر وہ عمل جو اللہ کے لئے خالص نہ ہو وہ ریاء ہے اور ریاء کار کا عمل اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتے اور فرشتے بندے کے اعمال، نماز، زکوۃ، حج، عمرہ، اچھا خلق، خاموشی اور ذکر الٰہی لے کر اوپر جاتے ہیں۔ ساتوں آسمانوں کے فرشتے ان کے ساتھ ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی بارہ گاہ کے سامنے سے تمام پردے پھٹ جاتے ہیں۔ پھر وہ اللہ عزوجل کے سامنے کھڑے ہو کر اس کے لئے شہادت دیتے ہیں کہ اس کا عمل نیک خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تم میرے بندے کے اعمال پر نگران ہو اور میں اس کے دل کی نگرانی کرنے والا ہوں۔ اس عمل سے اس کا ارادہ مجھے خوش کرنا نہیں تھا۔ بلکہ میرے سوا اوروں کو خوش کرنا مقصود تھا۔ میں اسے اپنے لئے خالص نہیں سمجھتا: اور میں خوب جانتا ہوں جو عمل کرنے سے اس کی نیت تھی اس پر میری لعنت۔ اس نے بندوں کو بھی دھوکہ دیا اور تم کو بھی لیکن مجھے دھوکہ نہیں دے سکتا۔ میں غیبوں کا جاننے والا ہوں۔ دلوں کے خیالات سے واقف ہوں۔ مجھ پر کوئی پوشیدہ چیز چھپی نہیں رہ سکتی اور کوئی چھپی چیز مجھ سے اوجھل نہیں ہے۔ میرا علم حاضر کے متعلق بھی اسی طرح ہے جیسے مستقبل کے متعلق ہے اور گزری ہوئی چیزوں کے ساتھ میرا علم اسی طرح ہے جیسا کہ باقی چیزوں کے متعلق اور میرا علم پہلے لوگوں کے ساتھ اسی طرح ہے جیسے پچھلوں کے ساتھ۔ میں پوشیدہ کو جانتا ہوں اور دل کے خیالات کو بھی۔ میرا بندہ اپنے عمل کے ساتھ مجھے کس طرح دھوکہ دے سکتا ہے۔ دھوکہ تو مخلوق کھاتی ہے جن کو علم نہیں ہوتا اور میں تو غیبوں کا جاننے والا ہوں اس پر میری لعنت ہے اور ساتوں فرشتے اور تین ہزار فرشتے وداع کرنے والے سب کہتے ہیں اے ہمارے رب اس پر تیری لعنت ہے اور ہماری بھی لعنت۔ پھر آسمانوں والے کہتے ہیں اس پر اللہ کی لعنت اور لعنت کرنے والوں کی لعنت۔ پھر معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور بڑا سخت روئے اور کہا: اے اللہ کے رسول آپؐ نے جو ذکر فرمایا ہے اس سے نجات کی کیا

Marfat.com

صورت ہے تو فرمایا: اے معاذؓ اپنے نبیؐ کی یقین میں اقتداء کر۔ میں نے کہا۔ آپؐ تو اللہ کے رسول ہیں اور میں معاذؓ بن جبل ہوں۔ مجھے نجات اور خلاصی کس طرح نصیب ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: اے معاذؓ اگر تیرے عمل میں کوتاہی ہو تو لوگوں کو بے آبرو کرنے سے اپنی زبان کو روک خصوصاً اپنے بھائیوں' قرآن پڑھنے والوں اور لوگوں کی بے آبرو کرنے سے اپنے نفس کے عیبوں کا علم تجھے روک دے اور اپنے بھائیوں کی خدمت کر کے اپنے نفس کو پاک بنا اور اپنے بھائیوں کو گرا کر اپنے آپ کو بلند کرنے کی کوشش نہ کر اور اپنے عمل میں ریاء کاری نہ کر کہ تو لوگوں میں پہچانا جائے ۔۔ اور اس طرح دنیا میں مشغول نہ ہو جا کہ تجھے آخرت کا معاملہ بھول جائے اور جب تیرے پاس کوئی اور آدمی بھی بیٹھا ہو تو کسی دوسرے سے چھپ کر مشورہ نہ کر اور لوگوں میں برائی حاصل کرنے کی کوشش نہ کر کہ دنیا اور آخرت کی بھلائیاں تجھ سے منہ موڑ لیں گی ۔۔ اور اپنی مجلس میں اس طرح فحش گوئی نہ کر کہ لوگ تیری بداخلاقی کی وجہ سے تجھ سے گریز کرنے لگیں ۔۔ اور لوگوں پر احسان نہ جتا اور لوگوں کی عزت کا پردہ اپنی زبان سے چاک نہ کر کہ تجھے جہنم کے کتے پھاڑ ڈالیں گے اور یہی ہے اللہ تعالیٰ کا قول کہ ہڈیوں سے گوشت کو الگ کر دیں گے۔

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ ان باتوں کی کون طاقت رکھ سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اے معاذؓ! جو میں نے تجھ سے بیان کیا ہے: وہ اسی آدمی پر آسان ہے جس پر اللہ آسان کرے۔ تجھے ان تمام باتوں سے یہ چیز کفایت کرتی ہے کہ تو لوگوں کے لئے وہی کچھ پسند کرے جو تو اپنے نفس کے لئے پسند کرتا ہے اور لوگوں کے لئے وہی کچھ ناپسند کرے جو اپنے نفس کے لیے ناپسند کرتا ہے۔ اگر تو ایسا کرے گا تو سلامت رہے گا اور نجات پا جائے گا۔

خالد بن معدانؒ نے کہا کہ معاذؓ قرآن پاک کی تلاوت بھی اس کثرت سے نہیں کرتے تھے جتنا کہ اس حدیث کو بیان کرتے اور اپنی مجلس میں اس کا تذکرہ کرتے''۔

نجات کا طریقہ:

حضرت معاذ بنؓ جبل سے روایت کردہ حدیث کے مطابق آخرت میں نجات کا طریقہ اس طرح بیان فرمایا گیا ہے:

۱۔ لوگوں کو بے آبرو نہ کیا جائے۔

۲۔ بھائیوں کی خدمت کی جائے۔

۳۔ بھائیوں کو گرا کر اپنے آپ کو بلند کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔

Marfat.com

۴۔عمل میں ریاء کاری نہ کی جائے۔

۵۔دنیا میں اس طرح مشغول نہیں ہونا چاہیے کہ آخرت کا معاملہ بھول جائے۔

۶۔اوروں کی موجودگی میں چھپ کر مشورہ نہ کیا جائے۔

۷۔برائی نہ کی جائے۔

۸۔فحش گوئی سے اجتناب کیا جائے۔

۹۔بداخلاقی سے گریز کیا جائے۔

۱۰۔لوگوں پر احسان نہ جتا۔

۱۱۔لوگوں کی زبان سے بے آبروئی نہ کی جائے۔

۱۲۔جو آدمی اپنے لیے پسند کرتا ہے اوروں کے لیے بھی وہی چیز پسند کرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات عالیہ پر عمل پیرا ہو کر نجات کی راہ حاصل کریں۔آمین!

Marfat.com

باب نمبر:33

خیر خواہی
(تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں)

خیر خواہی سے رضائے الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ اگر دیکھا جائے تو اسلامی نقطہ نظر سے تمام اخلاق کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ مخلوق کے لیے ہمدردی اور خیر خواہی ایک سنہری اصول ہے۔ سرکارِ دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کے نزدیک محبوب وہ ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ اچھا سلوک کرے''۔

(مشکوٰۃ، کتاب الادب، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق، ۲:۶۱۳)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ لوگوں کے ساتھ نرم رویے کا حکم دیا اور ہمیشہ یہی تعلیم فرمائی کہ لوگوں سے بھلائی کی جائے۔ آپؐ کا ارشادِ گرامی ہے:

''اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی پسند کرتا ہے''۔

(بخاری کتاب الادب، ۷:۸۰)۔

حضور اکرمؐ نے ساری زندگی مخلوقِ خدا کی خیر اور بھلائی چاہی۔ نفع بخشی اور فیض رسانی آپؐ کا مدعا اور مقصدِ حیات تھا۔ اسی لئے آپؐ نے ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا:

''لوگوں میں بہترین شخص وہ ہے جو انسانوں کو نفع پہنچاتا ہے''۔

Marfat.com

(کنز: کتاب المواعظ ۱۶: ۱۲۸)۔

لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ ہم دوسروں کو بغیر ذاتی مفاد اور غرض کے نفع پہنچائیں۔ خیر خواہی رشتہ داروں سے بھی ہو سکتی ہے اور عام حاجت مندوں سے بھی، عام انسانوں سے بھی ہو سکتی ہے اور جانوروں سے بھی حُسن سلوک کی شکل میں۔ بد سلوکی اور دوسروں کو نقصان پہنچانا ایک قبیح فعل ہے۔

حضور اکرمؐ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

''اللہ کے نزدیک قیامت کے دن رُتبے کے لحاظ سے وہ بدترین شخص ہوگا جس کے شر کے ڈر سے لوگ اُسے چھوڑ دیں''۔

(بخاری: کتاب الادب: ۸۲۷)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ. لا يَظْلِمُهُ وَلا يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللهُ فِي حَاجَتِهِ. وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

(متفق عليه).

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے، نہ ہی اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت میں ہو۔ اللہ تعالےٰ اس کی ضرورت میں ہوتا ہے۔ جس شخص نے کسی مسلمان سے کوئی مصیبت دور کی تو اللہ تعالےٰ قیامت کی تکلیفوں میں سے تکلیف دور کرے گا''۔

(السید احمد الہاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر: ۱۲۷۷)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَتُحِبُّ أَنْ يَلِينَ قَلْبُكَ، وَتُدْرِكَ حَاجَتَكَ: ارْحَمِ الْيَتِيمَ؛ وَامْسَحْ رَأْسَهُ وَأَطْعِمْهُ مِنْ طَعَامِكَ: يَلِنْ قَلْبُكَ وَتُدْرِكْ حَاجَتَكَ.

(رواه الطبراني عن أبي الدرداء)

Marfat.com

”کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ آپ کا دل نرم ہو اور آپ کی ضرورت پوری ہو: تو یتیم پر رحم کرو اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرو اور اپنے طعام میں سے اس کو کھلاؤ تو آپ کا دل نرم ہوگا اور ضرورت پوری ہو جائے گی“۔

(السید احمد الھاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر:۱۵)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَطْعَمَ مَرِيضاً شَهْوَتَهُ أَطْعَمَهُ الله مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ.
(رواه الطبراني).

”جو کوئی کسی مریض کی چاہت کے مطابق اُسے کھلائے تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت کے پھل کھلائیں گے“۔

(السید احمد الھاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر:۱۱۵۱)۔

اسلام تو دین ہی خیر خواہی کا ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ دوسروں کے لیے خیر خواہی کرے، ایثار و قربانی سے کام لے اور دیگر مسلمان بھائیوں کے لیے وہی پسند کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

”وہ تنگدستی کے باوجود دوسرے مسلمان بھائیوں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں“۔

(سورۃ الحشر:۹)۔

دوسروں کے ساتھ مہربانی، لطف و عنایت، نرم دلی اور خیر خواہی اعلیٰ صفات ہیں۔ بوڑھوں، یتیموں، بیواؤں، بچوں اور مفلوک الحال لوگوں کی خیر گیری اور خیر خواہی ہمارا فرض ہے۔

معاشرے میں مخلوقِ خدا پر رحمت اور شفقت ہم پر لازم ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

''کوئی مسلمان جب کوئی درخت یا پودا لگاتا ہے اور اس سے کوئی انسان یا چوپایہ کھاتا ہے تو یہ اس کی طرف سے صدقہ ہے''

(بخاری: کتاب الادب' باب رحمۃ الناس بالبھائم' ۷:۷۷)۔

لہٰذا اس حدیث شریف سے یہ ثابت ہوا کہ مسلمان اپنے ماحول کے لیے بھی رحمت ہے' انسانوں کے لیے بھی رحمت ہے اور حیوانوں کے لیے بھی رحمت ہے۔ وہ ماحول کو بہتر بناتا ہے۔

اسی طرح ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ وہ جنگ یرموک کے میدان میں اپنے زخمی بھائی کی تلاش میں نکلے۔ پانی ساتھ لے کر بھائی کے پاس پہنچے۔ اس میں زندگی کی کچھ رمق باقی تھی۔ اسے پانی پلانے ہی کو تھے کہ دوسرے زخمی کے کراہنے کی آواز آئی۔ زخمی نے اپنے بھائی کو اشارہ کیا کہ پہلے اس کراہنے والے کو پلاؤ۔ صحابی اس کے پاس پہنچے اور اس کو پانی پلانے ہی کو تھے کہ تیسرے زخمی کے کراہنے کی آواز آئی۔ انہوں نے صحابیؓ سے کہا کہ پہلے اسے پلاؤ۔ چنانچہ صحابیؓ پانی لے کر تیسرے زخمی کے پاس پہنچے تو وہ جان بحق ہو چکے تھے۔ واپس آئے تو دوسرے زخمی بھی جنت کو سدھار چکے تھے۔ جب بھائی کے پاس آئے تو وہ بھی جامِ شہادت نوش کر چکے تھے۔ یہ ہے عملی تفسیر اس زیرِ نظر حدیث کی:

''تم میں سے کوئی شخص کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے''۔ (مسند احمدؒ ج ۳)

ایسی ہی خیر خواہی اور محبت کے جذبات' اخوت اور بھائی چارے کے لئے ضروری ہیں۔

یہ حدیث شریف کہ بہترین شخص وہ ہے جس سے لوگ خیر کی توقع رکھیں ہمارے معاشرے کے لئے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ ایک مسلمان اپنے اچھے اخلاق' ہمدردانہ رویے اور خدمت خلق کی وجہ سے اوروں کے لیے رحمت کا سائبان بن جاتا ہے۔ اگر ہم اس حدیث شریف پر عمل کریں تو ہمارا معاشرہ جنت کی تصویر بن جائے۔ معاشرے میں ہمدردی اور خیر خواہی کے

Marfat.com

جذبات پیدا کیے جائیں اور یہی مقصد حیات ہے:

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو

ورنہ اطاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم دوسروں کے خیر خواہ بنیں اور معاشرے میں بھائی چارے کی فضا اور خدمتِ خلق کا جذبہ پیدا ہو۔ آمین!

Marfat.com

باب نمبر:34

درسِ اخلاق

(تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں)

سید الانبیاء، انسانِ کامل، معمارِ انسانیت، بہترین پیشوا اور نمونۂ تقلید، عدیم المثال قاضی، لاثانی بت شکن، نباضِ فطرت اور رہنمائے کاروانِ انسانیتؐ نے اخلاق کا بہترین نمونہ بن کر دنیا کی اصلاح فرمائی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اپنی ظاہری و باطنی وسعتوں کے لحاظ سے ایک عالمگیر اور بین الاقوامی سیرت ہے۔ یہ ایک ذات اقدس کی زندگی کا دستور نہیں بلکہ نسل انسانی کے لئے ایک مکمل دستور حیات ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں کو ختم فرمایا اور اخلاق کی بنیاد پر ایک عظیم معاشرہ قائم فرمایا۔ آپؐ نے صلح اور امن کا پیغام دیا اور بلا جواز جنگ وجدل اور لڑائی جھگڑے سے منع فرمایا۔

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ.

(رواه الشيخان عن ابن مسعود).

"مسلمان کو گالی دینا گناہ اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے"۔

(السید احمد الہاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر:٦٦١)

اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے بھی روایت کیا۔ مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ گالی گلوچ کرنا ان کے باہمی اتحاد کی نفی کرتا ہے اور اُن کے درمیان اختلافات کی خلیج کو نہایت وسیع بنا کر دکھاتا ہے۔ اس کا نتیجہ مسلمانوں میں نفاق، بے اعتمادی اور

Marfat.com

باہمی ناقدری کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو آپس میں گالی گلوچ کرنے سے سختی سے منع فرمایا گیا ہے۔

اگر معاملہ گالی گلوچ سے بھی آگے بڑھ جائے اور مار پیٹ حتٰی کہ ایک دوسرے کو قتل کرنے کی کوشش شروع ہو جائے تو یہ باہمی شیرازہ بندی کے قطعاً خلاف بھی ہے اور اسلام کی آبرو کو نعوذ باللہ خاک میں ملانے کے مترادف ہے اور دوسرے الفاظ میں اسی کو کفر کہا جاتا ہے۔

غیر مسلم اقوام مسلمانوں کو آپس میں گالی گلوچ کرتے ہوئے دیکھ کر یا ان کی باہمی مجرمانہ کشمکش سے اس نتیجے پر پہنچیں گی کہ نہ تو اس قوم میں کوئی اعلیٰ ضابطہ اخلاق ہے اور نہ تو یہ ایک دوسرے کی جان و مال کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہیں۔ یہ تاثر اسلامی مفاد کے انتہائی خلاف ہے۔

انسانوں کو آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے اور رواداری سے پیش آنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور گالی گلوچ اور ایک دوسرے کو قتل کرنے کی کوشش اس بنیادی مقصد کی نفی کرتا ہے۔ اس لئے اسے فسوق اور کفر کا نام دیا گیا ہے۔

یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض اور اخلاق عالیہ کا اثر تھا کہ ایک ایسا معاشرہ معرضِ وجود میں آیا جس نے انسانیت کو اخوت اور محبت کا درس دیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس سے مسلمانوں کا خون اور مال محفوظ رہیں۔ یہ حدیث ترمذی اور نسائی نے روایت کی ہے۔

اس حدیث پاک میں حضور اکرمؐ نے المسلم اور المومن کی تعریف اور شناخت نہایت خوبصورت طریقے سے بیان فرمائی ہے۔ مسلم کی اصل ہے السلم یعنی صلح سلامتی اور حفاظت۔ آپؐ نے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ المومن کی اصل امن اور حفاظت ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ مومن وہ ہے کہ جس سے لوگوں کے خون اور مال محفوظ رہیں۔ اس کی زبان سے محفوظ رہنے سے مراد یہ ہے کہ وہ:

۱۔ کسی کو گالی نہ دے۔

۲۔ کسی کو طعنہ نہ دے۔

۳۔ غیبت نہ کرے۔

۴۔ بُرے نام سے نہ پکارے۔

Marfat.com

۵۔ کسی کا مذاق نہ اُڑائیے۔

۶۔ جھوٹی گواہی نہ دے۔

غرض کسی طریقے سے بھی زبان سے کسی دوسرے مسلمان بھائی کو نقصان نہ پہنچائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے "مومن بہت طعن کرنے والا نہیں ہوتا۔ نہ بہت بددعا دینے والا ہوتا ہے"۔ اور نہ ہی فحش گو اور گندی زبان والا ہوتا ہے"۔

ہاتھ سے محفوظ رہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی جسمانی طاقت کو کسی کے خلاف استعمال نہ کرے۔ کسی پر ہاتھ نہ اٹھائے' مار پیٹ نہ کرے' لڑائی نہ کرے۔ اسلام نے ان سب باتوں سے منع فرمایا ہے اور کسی کے عضو جسم کو نقصان پہنچانے' زخم لگانے اور قتل کرنے کا قصاص رکھا ہے۔ یعنی ایسا جرم کرنے والے سے حکومت بدلہ لے گی۔

مومن کی تعریف کرتے ہوئے حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ مومن وہ ہے کہ جس سے لوگوں کے خون اور مال محفوظ رہیں۔ خون کے محفوظ ہونے سے مراد ہے جان کا محفوظ ہونا۔ یعنی وہ اس کی جان کے درپے نہ ہو' نہ اسے زخم لگائے۔ دوسری بات یہ کہ ناحق کسی کا مال نہ کھائے۔ ناحق مال کھانے کے بہت سے طریقے ہیں مثلاً سود خوری' رشوت' چوری' ڈکیتی' فریب' ملاوٹ' ذخیرہ اندوزی' منافع خوری' حکام سے مل کر ناجائز طور پر اپنے حق میں کسی مال و جائیداد کا فیصلہ کرانا وغیرہ۔ اسلام نے یہ سارے طریقے حرام قرار دیئے ہیں۔ سورت النساء کی آیت نمبر ۲۹ میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ
إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ۚ
إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ●

"اے ایمان والو! اپنے آپس کے مال ناجائز طریقہ سے مت کھاؤ' مگر یہ کہ تمہاری آپس کی رضامندی سے ہو خرید و فروخت اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہے"۔

خطبہ حجتہ الوداع میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

"کسی شخص پر حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کا مال کھائے جب تک کہ وہ خود اپنی مرضی سے نہ دے۔ بے شک تمہارے خون' تمہارے مال' تمہاری جائیداد' تمہاری عزت تمہارے لئے ایسے ہی مقدس ہیں جیسے یہ دن' شہر اور مہینہ مقدس ہے۔

تم بے شک اپنے آقا (خدا) سے ملو گے اور اپنے اعمال کے بارے جواب دہ ہو

Marfat.com

گے۔خبردار! میرے بعد گمراہ ہوکر کفر کے کام نہ کرنا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو"۔

مشکوٰۃ شریف میں درج ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مومن دوسروں پر طعن کرنے والا دوسروں پر لعنت کرنیوالا اور بے حیاء بیہودہ گونہیں ہوتا"۔

اس حدیث شریف میں دوسرے کو طعنے دینا' دوسروں پر لعنت بھیجنا' بیہودہ اور فضول گفتگو سے منع فرمایا گیا ہے۔ پس ایک مومن نہ تو فحش گو ہوتا ہے نہ لعن طعن کرنے والا۔ فحش گوئی' لعنت و ملامت' طعنہ زنی اور عیب جوئی منافق اور کافر کی علامات ہیں۔ مومن اللہ اور اس کے رسولؐ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتا ہے جنہوں نے اسے زبان کی تمام برائیوں سے روکا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیریں بیان اور خوش گفتار تھے۔ اس لئے انہوںؐ نے مومن کو بھی شیریں بیانی اور خوش گفتاری کی تلقین فرمائی ہے اور ہر قسم کی فحش گوئی سے روکا ہے کیونکہ تلوار کے زخم مندمل ہو جاتے ہیں اور زبان کے لگائے ہوئے زخم مندمل نہیں ہوتے۔

قرآن اور حدیث میں فحش گوئی کی مذمت آئی ہے۔ سورۃ الھمزہ میں اللہ تعالےٰ نے ہلاکت اور بربادی کی وعید سنائی ہے ان لوگوں کو جو پس پشت عیب نکالتے ہیں اور طعنے دیتے ہیں۔ حضورؐ کا فرمان ہے **ولعن المومن کقتلہ** "اور مومن کو لعنت کرنا اس کے قتل کی مانند ہے"۔ ایک حدیث میں آپؐ کا ارشاد ہے۔ "بہت لعنت کرنے والے نہ گواہوں میں لئے جائیں گے اور نہ سفارش کرنے والوں میں"۔ (مسلم)

فحش کی مذمت میں آپؐ کا ارشاد ہے: "فحش جس چیز میں بھی ہوتا ہے اسے بدنما بنا دیتا ہے اور حیاء جس چیز میں بھی ہوتی ہے اسے خوشنما بنا دیتی ہے (ترمذی)۔

سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۳۲ میں ارشاد ہے:

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ
قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ
النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا

"جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی سبب سے قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے ایک انسان کو زندگی بخشی' گویا اس نے تمام انسانوں کو زندگی بخشی"۔

کسی شخص کا مال ناحق کھانا اور کسی کی جان پر حملہ کرنا چونکہ اسلام کے نزدیک بہت ہی قابل مذمت اور گھناؤنے جرائم ہیں اس لیے ان کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا صحیح معنوں میں ایک مسلم اور مومن شخص ان جرائم کا ارتکاب نہیں کرسکتا۔

الغرض دینِ اسلام امن' سلامتی اور آشتی کا دین ہے اور وہ اپنے پیروکاروں سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ بنی نوع انسان کے لئے سلامتی' آشتی اور امن کے پیامبر ہوں۔

محسن انسانیت' معلم اعظم' مبلغ اعظم' دُرّ نجف' خیر البشر' آفتابِ صحرا' ناشر حکمت اور رحمت للعالمین نے ہمیشہ اخلاق کا درس دیا۔ یہ کسی صورت میں جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کو یا معاشرے کے کسی شخص کو گالی دی جائے۔ گالی دینا اور پھر قتل جیسا بھیانک جرم اور گناہ کفر کے مترادف ہے۔ اس سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ جرائم جنم لیتے ہیں' خون خرابہ ہوتا ہے۔ معاشرے اور ملک کی جڑیں کھوکھلی ہوتی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اخلاقی تعلیمات کے ذریعے دنیا میں انقلاب برپا کیا۔ فلاحی انقلاب' معاشرتی انقلاب' معاشی انقلاب' سیاسی انقلاب' اخلاقی انقلاب' فکری انقلاب' روحانی انقلاب' علمی انقلاب اور عدل وانصاف کا انقلاب۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور پیروی میں ہماری نجات ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ایک دوسرے سے محبت کریں' اتفاق پیدا کریں' صلح اور امن کی فضا پیدا کریں تا کہ ہمارا معاشرہ امن کا گہوارہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیماتِ عالیہ پر عمل پیرا ہو کر اچھے مسلمان بنیں تا کہ ایک صالح اور پاکیزہ معاشرہ تشکیل پائے اس طرح ہمارا وطن عزیز پاکستان ہر لحاظ سے مضبوط تر ہو جائے گا۔ آمین!

Marfat.com

باب نمبر:35

حضور اکرمؐ کا عفو ودرگزر

عفو و درگزر انسانی زندگی کا ایک ایسا پہلو ہے جس کے بغیر انسانی زندگی میں اجتماعی استحکام پیدا نہیں ہوسکتا۔ دوسروں کو معاف کر دینا انسانی شخصیت کی وسعت کی دلیل ہے۔ اگر عفو و درگزر کا جذبہ معاشرے میں نہ ہو تو انسانیت کا فقدان ہو جائے اور ہر طرف خونخواری کا دور دورہ ہو۔ عفو و درگزر لطافت اور رحمت کا اظہار ہے جس سے انسانیت پہچانی جاتی ہے۔ عفو و درگزر کا جذبہ انسان کے ذخیرہ اخلاق میں سب سے زیادہ کم یاب اور نادر جذبہ ہے۔ عفو و درگزر رب کریم کی بھی صفت ہے۔ وہ ذات اقدس غفار بھی ہے غفور بھی ہے۔ قرآن حکیم نے اللہ تعالیٰ کی صفت عفو کے بارے میں کئی مقامات پر ذکر کیا۔ وہ ذات اقدس اپنے بندوں کی توبہ اور ان کے اظہار ندامت پر انہیں اپنی بخشش سے ڈھانپ لیتی ہے اور اس کی رحمت اس انتظار میں رہتی ہے کہ کوئی معافی مانگے اور اسے معاف کر دیا جائے۔ سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر ۲۵ میں ارشاد ربانی ہے:

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّئَاتِ
وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٢٥﴾

"اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کے قصور معاف کرتا ہے اور جو تم کرتے ہو وہ سب جانتا ہے"۔

یہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت سے مومنوں کو بھی عفو اور درگزر کا رویہ اپنانے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضور اکرمؐ کی سیرت طیبہ اپنی ظاہری اور باطنی وسعتوں کے لحاظ سے ایک عالمگیر اور بین الاقوامی سیرت ہے۔ یہ ایک ذات اقدس کی زندگی کا دستور نہیں بلکہ نسل انسانی کے لئے تا ابد ایک مکمل دستور حیات ہے۔ حضورؐ کی سیرت دنیا کا ایک آئینہ خانہ ہے جس میں عصر حاضر کے طور و

Marfat.com

اطوار کی اصلاح موجود ہے۔ یہ وہ آئینہ خانہ ہے جس میں بے شمار انسانی اوصاف حمیدہ اپنی تابانی اور چمک دمک کے ساتھ نظر آتے ہیں مثلاً حسن خلق، حسن معاملہ، عدل و انصاف، جود وسخا، مہمان نوازی، عدم قبول احسان، مساوات، تواضع، عزم واستقلال، شجاعت، راست گوئی، ایفائے عہد، زہد و قناعت، عفو و حلم اور دشمنوں سے عفوو درگزر اور حسن سلوک، حضور اکرمؐ نے اپنی تعلیمات عالیہ اور ارشادات گرامی کے ذریعے عفوو درگزر کی تلقین فرمائی اور اپنے مبارک عمل سے بھی ایک معیار قائم فرمایا۔ ایسا معیار جو آئندہ نسلوں کے لئے روشنی مہیا کرتا رہے گا۔ اس کا دائرہ اتنا وسیع وعریض ہے کہ اس میں اپنے اور پرائے دوست اور دشمن سب آجاتے ہیں۔ آپؐ کا درگزر فقید المثال اور شفقت بے پایاں تھی۔ انفرادیت ہو یا اجتماعیت ہو، امن ہو یا جنگ ہو، معاشرتی زندگی ہو یا سیاسی سرگرمی، ہر جگہ آپؐ کا عفوو درگزر اور شفقت کا جذبہ بحر بیکراں کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہوا نظر آتا ہے۔

سیرت نگاروں نے حضور اکرمؐ کے عفوو درگزر کی بے شمار مثالیں بیان کی ہیں جن میں نسل انسانی کی رہنمائی کے لئے کئی سبق پنہاں ہیں۔

حضور اکرمؐ کے خادم انس بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضورؐ نے انہیں کسی کام کے لئے بھیجنا چاہا۔ میں نے کہا نہیں جاؤں گا۔ آپؐ خاموش رہے میں یہ کہہ کر باہر چلا گیا۔ اچانک حضور اکرمؐ نے پیچھے سے آکر میری گردن پکڑلی۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو آپؐ ہنس رہے تھے اور پھر پیار سے فرمایا:

”انس جس کام کے لئے کہا تھا اس کے لئے ابھی جاؤ“۔

میں نے عرض کیا: اچھا جاتا ہوں۔ حضرت انسؓ اس واقعہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرمؐ کی سات سال تک خدمت کی۔ کبھی آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا؟ یا کیوں نہ کیا۔

اسی طرح حضور اکرمؐ کے عفوو درگزر کی ایک مثال فتح مکہ کی ہے جو اپنی اہمیت کے لحاظ سے فقید المثال ہے۔ رسول اکرمؐ جب فاتحانہ شان سے مکہ میں داخل ہوئے تو قریش اپنے جرائم اور اسلام دشمنی کی وجہ سے سہمے ہوئے تھے۔ انہیں ہر دم یہ خیال تھا کہ جانے اب کیا ہونے والا ہے لیکن سراپا رحمت وعفو نے ایک تاریخ ساز اعلان فرمایا:

”تم پر کوئی گرفت نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو“۔

ابوجہل اور ابوسفیان آپؐ کی مخالفت اور اسلام دشمنی میں سرفہرست تھے ابوجہل تو جنگ بدر میں مارا گیا لیکن اس کا بیٹا عکرمہ جو بعد کی جنگوں میں حصہ لے چکا تھا اس خوف سے بھاگ گیا

Marfat.com

کہ فتح مکہ کے بعد اس کے لئے موت کے سوا کچھ نہیں۔ اس کی بیوی مسلمان ہو چکی تھی۔ وہ یمن چلی گئیں اور عکرمہ کو حضور انورؐ کے عفو و درگزر کا احساس دلایا اور اپنے خاوند کو مسلمان کر کے آپؐ کی خدمت میں لائیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپؐ نے ان دونوں کو آتے دیکھا تو خوشی سے اٹھے اور اتنی تیزی سے ان کی طرف بڑھے کہ جسد اطہر پر چادر کا خیال بھی نہ رہا اس وقت آپؐ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے:

''اے ہجرت کرنے والے سوار تمہارا آنا مبارک ہو''۔

ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے حضور اکرمؐ کے محبوب چچا سید الشہداء حضرت حمزہؓ کا سینہ چاک کیا تھا اور جگر کے ٹکڑے کئے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر بیعت کے لئے نقاب پہن کر آئی تا کہ حضورؐ پہچان نہ سکیں۔ حضور اکرمؐ نے پہچان لیا اور عفو و رحم کے باعث محسوس نہ ہونے دیا۔ ہندہ آپؐ کے اخلاق سے بہت متاثر ہوئی۔

ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ابوسفیان نے اسلام دشمنی میں ہمیشہ حصہ لیا۔ بدر سے لے کر فتح مکہ تک جتنی لڑائیاں ہوئیں' ان میں اکثر ان کا ہاتھ تھا لیکن فتح مکہ کے موقع پر جب وہ گرفتار ہوئے تو حضرت عباسؓ ان کو حضور اکرمؐ کی خدمت میں لائے۔ آپؐ ان سے محبت سے پیش آئے۔ حضرت عمرؓ انہیں گزشتہ جرائم کی پاداش میں قتل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ لیکن حضور اکرمؐ نے منع فرمایا۔ آپؐ نے ابوسفیان کے گھر کو امن و امان کا حرم بنا دیا اور فرمایا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گا اسے پناہ ملے گی۔ اس طرح حضور اکرمؐ نے بطور فاتح دشمن سے عفو و درگزر کی ایک روشن مثال قائم فرمائی۔ کیا دنیا کے کسی فاتح نے اپنے دشمن کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے؟

حضورؐ ایک دفعہ کسی غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے راستے میں ایک جگہ پڑاؤ کیا اور تیز دھوپ کی وجہ سے لوگ درختوں کے نیچے آرام کرنے لگے۔ حضورؐ نے بھی ایک درخت کی شاخ پر تلوار لٹکائی اور آرام فرمانے لگے۔ ایک بدو وہاں آن پہنچا اس نے تلوار پکڑ لی اور سونت کر بولا:

''محمدؐ آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ''۔ اس آواز کی تاثیر تھی کہ اس نے تلوار نیام کر لی۔ اتنے میں صحابہ کرامؓ آ گئے۔ آپؐ نے سارا واقعہ بیان فرمایا۔ حضورؐ نے اس بدو کو معاف فرما دیا''۔

شاہ فارس کے حکم کے مطابق دو پہلوان مدینہ منورہ کی طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گرفتار کرنے یا شہید کرنے کے لئے روانہ کئے گئے' جب یہ دونوں پہلوان مکہ معظمہ کے راستے سے مدینہ منورہ پہنچے تو رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اطلاع ہو گئی کہ دو پہلوان فارس سے

Marfat.com

آپ کو شہید کرنے کے ارادے سے آئے ہیں۔ آپؐ نے نہایت اخلاق سے فرمایا کہ میرے مہمانوں کو اچھے عمدہ اور نفیس مکان میں ٹھہراؤ اور مہمان نوازی میں کسی قسم کی کمی نہ کرنا تاکہ سفر کی جو تکان ہو دور ہو جائے۔

سات دن تک انصار نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاتلوں کی مہمان نوازی فرمائی۔ آٹھویں دن آپؐ نے حکم دیا کہ آج ہمارے مہمانوں سے ہماری ملاقات ہونی چاہیے۔ جب یہ دونوں پہلوان آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول خدا کے رعب سے لرزنے کانپنے لگے۔ پیروں میں جنبش اور ہاتھوں میں رعشہ' زبان میں لکنت پیدا ہو گئی۔ آپؐ نے ان کو بیٹھنے کی اجازت دی اور پوچھا کہ تمہیں کس نے بھیجا ہے۔ انہں نے بتایا شاہ فارس نے ہمیں حکم دیا تھا۔ کہ ہم آپ کو قتل کر دیں۔ رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ ذآلہ وسلم نے فرمایا:

''تمہارا بادشاہ آج رات کو قتل ہو گیا ہے اور اس کے بیٹے نے اس کو قتل کیا ہے اور اب تم کس بادشاہ کے حکم سے میرے پاس آئے ہو''۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں پہلوانوں کی مونچھیں اور ڈاڑھی منڈی ہوئی دیکھ کر فرمایا کہ ایسی مکروہ صورت تم نے کیوں بنائی ہے عرض کیا: ہمارے بادشاہ نے یوں ہی حکم دیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا میرے بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ ڈاڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کترواؤ شاہ فارس کے قتل کی خبر سن کر یہ دونوں پہلوان آپؐ کے پاس سے اٹھ کر چلے آئے' آپس میں کہتے جاتے تھے کہ ہم نے ایسا بارعب کبھی کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کو بھی نہیں پایا جیسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اگر ہم ان کے پاس ٹھہر جاتے تو مر جاتے' جب یہ پہلوان یمن پہنچے تو ان کو تصدیق ہوئی کہ شاہ فارس کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا ہے (امداد صابری' رسولؐ خدا کا دشمنوں سے سلوک' صفحات ۶۴۔۶۲)۔

حضور اکرمؐ رحمت وشفقت کے ابر گہر بار تھے۔ آپؐ تو ربانی سیاست کے کاربند تھے جس میں شفقت' رحمت اور انسانی محبت شامل تھی۔ حضورؐ کی سیرت طیبہ کے اس روشن پہلو عفو ودرگزر پر ہم عمل پیرا ہوں تو معاشرے میں سکون آجائے اور معاشرہ امن وآشتی کا گہوارہ بن جائے۔ اگر کوئی زیادتی کرے اور اسے معاف کر دیا جائے تو اس طرح زیادتی کرنے والے کی اصلاح ہو گی اور اسے شرمندگی ہو گی۔ نسل درنسل کی دشمنی حتٰی کہ قتل کی دشمنی بھی عفو ودرگزر سے ختم ہو جاتی ہے اور دلوں میں محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ معاشرے میں کئی لوگ دوسروں سے زیادتی کرتے ہیں اگر زیادتی برداشت کی جائے اور معافی مانگنے والے کو معاف کر دیا جائے تو اس حلم' بردباری اور عفو ودرگزر سے معاشرے میں سکون کی فضا پیدا ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

باب نمبر:36

بہبودِ عامہ کا تصور

(سیرتِ طیبہ کی روشنی میں)

کسی قوم کے زندہ قوم کہلانے کی سب سے بڑی دلیل یہ سمجھی جاتی ہے کہ اس کے افراد کے دل انسان دوستی اور خدمت انسانی کے بلند خیالات سے کتنے معمور ہوتے ہیں۔ ایسی قوم عالمی قیادت کی بھی مستحق ہوتی ہے۔ اگر معاشرے میں خیر و برکت اور رحمت کا جذبہ ہو تو اس سے اقوام کی تہذیبیں دوام پاتی ہیں۔ پہلی اقوام میں نیکی کا میدان عبادت گاہوں اور مدارس تک ہی محدود تھا۔ دور جدید میں مغربی اقوام اجتماعی اداروں کے ذریعے بہبود عامہ کا فریضہ سرانجام دے رہی ہیں لیکن ان میں رضائے الٰہی کی خاطر انسانی ہمدردی کا جذبہ مفقود نظر آتا ہے۔ اس کے مقابلے میں امت مسلمہ نے اوائل ہی سے بہبود عامہ کو اپنا شعار بنایا پھر دور عروج و شوکت میں یہ جذبہ اپنے کمال کو پہنچا۔ مسلمانوں نے ہمیشہ بھلائی اور خیر کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مسلمانوں نے نہ صرف خدمت خلق کو اپنا شعار بنایا بلکہ اسے فلاح دارین کا وسیلہ سمجھا۔

بہبود عامہ سے مراد عوام الناس کی بہتری کے کام ہیں۔ اس سے مراد پبلک ویلفیئر ہے جو ایک وسیع تصور ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل شعبے شامل ہیں۔ مثلاً:

(i) معاشرتی بہبود اور فلاح عامہ

(ii) کفالت عامہ

(iii) رفاہ عامہ

(iv) خدمت خلق کے زمرے میں ہر قسم کے نیکی کے کام

بہبود عامہ کے اسلامی تصور کو سب سے پہلے قرآن اور سنت کی روشنی میں اُجاگر کیا جائے گا۔ بعد ازاں اسلامی تاریخ کے حوالے سے بہبود عامہ کی عملی شکل پر بحث کی جائے گی۔ آخر

Marfat.com

میں بہبود عامہ کے ان اداروں کا ذکر کیا جائے گا جو تاریخ اسلام کا ایک روشن باب ہیں۔ پاکستان کے حوالے سے بھی مختصر بحث ہو گی اور تجاویز پیش کی جائیں گی۔

سورت الذاریات کی آیت نمبر ۱۹ میں ارشاد ربانی ہے:

وَفِيٓ أَمۡوَٰلِهِمۡ حَقّٞ لِّلسَّآئِلِ وَٱلۡمَحۡرُومِ ﴿١٩﴾

''اور ان کے مال میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں دونوں کا حق ہے''۔

اسی جذبے کے تحت اخوت و بھائی چارے کے جذبے کی نشو ونما کا درس دیا گیا تا کہ لوگوں میں بہبود عامہ کا تصور پیدا ہو اور وہ ایک دوسرے کے کام آئیں۔ قرآن حکیم میں بے شمار مقامات پر بہبود عامہ کی ترغیب دی گئی۔ سورت آل عمران کی آیت نمبر ۹۲ میں ارشاد ہے:

لَن تَنَالُواْ ٱلۡبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُواْ مِمَّا تُحِبُّونَۚ وَمَا تُنفِقُواْ
مِن شَيۡءٖ فَإِنَّ ٱللَّهَ بِهِۦ عَلِيمٞ ﴿٩٢﴾

''جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے اور تم جو خرچ کرو اسے اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ بہبود عامہ کی ترغیب دی۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے:

إذَا ماتَ الإنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلهُ إلاَّ مِنْ ثَلاثٍ: صَدَقَةٍ جارِيَةٍ أوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أوْ وَلَدٍ صالِحٍ يَدْعُو لَهُ. (رواه مسلم).

''جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین اعمال جاری رہتے ہیں ایک صدقہ جاریہ دوسرا وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا ہو تیسرا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے'' (السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۱۲۶)۔

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین طرح سے (ثواب ملتا رہتا ہے) پہلا صدقہ جاریہ' دوسرا علم نافع' تیسرا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا گو رہے''۔ (بحوالہ:

بخاری، کتاب الوقف)

ایک اور جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَرْبَعَةٌ تَجْرِي عَلَيْهِمْ أُجُورُهُمْ بَعْدَ الْمَوْتِ: مَنْ مَاتَ مُرَابِطاً فِي سَبِيلِ اللهِ، وَمَنْ عَلَّمَ عِلْماً أُجْرِيَ لَهُ عَمَلُهُ مَا عُمِلَ بِهِ، وَمَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَجْرُهَا يَجْرِي لَهُ مَا وُجِدَتْ، وَرَجُلٌ تَرَكَ وَلَداً صَالِحاً فَهُوَ يَدْعُو لَهُ.

(رواه الطبراني عن أبي أمامة).

"چار آدمی ایسے ہیں کہ ان کا اجر ان کی موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے: جو اللہ کے راستہ میں پہرہ دیتے ہوئے فوت ہو جائے، جو کسی کو کچھ علم سکھا دے جب تک اس پر عمل ہوتا رہے گا اس کے لئے عمل جاری رہے گا، جس نے کوئی ایسا صدقہ کیا جس کا اجر اس کے موجود ہونے تک جاری رہے اور جو شخص نیک اولاد چھوڑ جائے اور وہ اس کے لئے دعا کرتی رہے"۔ (السید احمد الھاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر:۱۴۸)

احادیث مبارکہ میں بہبود عامہ کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے:

مَنْ أَطْعَمَ مُسْلِماً جَائِعاً أَطْعَمَهُ اللهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ.

(رواه أبو نعيم).

"جو کوئی کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھل کھلائیں گے"۔

(السید احمد الھاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر:۱۱۵۰)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ أَطْعَمَ مَرِيضاً شَهْوَتَهُ أَطْعَمَهُ اللهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ.

(رواه الطبراني).

"جو کوئی کسی مریض کی چاہت کے مطابق اُسے کھلائے تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت کے پھل کھلائیں گے"۔ (السید احمد الھاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر:۱۱۵۱)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

لِكُلِّ شَيْءٍ مِفْتَاحٌ، وَمِفْتَاحُ الْجَنَّةِ حُبُّ الْمَسَاكِينِ وَالْفُقَرَاءِ.

(رواه ابن لال عن ابن عمر).

Marfat.com

''ہر چیز کی کوئی چابی ہے اور جنت کی چابی مسکینوں اور فقیروں سے محبت کرنا ہے''۔

(السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۹۵۴)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسَنُ إِلَيْهِ، وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ، أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا.

(رواه البخاري عن أبي هريرة).

''مسلمانوں میں سب سے بہتر گھر وہ گھر ہے۔ جس میں یتیم رہتا ہو۔ جس کے ساتھ نیکی کی جا رہی ہو اور مسلمانوں کے گھروں میں سب سے برا گھر وہ ہے۔ جس میں یتیم رہتا ہو اور اس کے ساتھ برائی کی جا رہی ہو۔ میں اور یتیم کی رکھوالی کرنے والا جنت میں ایسے ہونگے (دونوں انگلیوں کو ملا کر دکھایا)''۔

(السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۵۸۰)

بہبود عامہ کے ادارے:

تاریخ اسلام میں ہمیں بہبود عامہ کے بے شمار ادارے ملتے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

(۱) وقف کا ادارہ
(۲) مسجد کا ادارہ
(۳) مدارس اور کتب خانے
(۴) شفا خانے
(۵) سرائیں اور لنگر
(۶) تکیے
(۷) مسافروں کے لئے سبیلیں
(۸) حجاج کے لئے مکانات
(۹) کنوئیں
(۱۰) دفاع کا انتظام وانصرام
(۱۱) تجہیز وتکفین کا بندوبست

Marfat.com

(۱۲) معاشرتی بہبود کے ادارے

(۱۳) سرکار کی طرف سے شادیوں کا بندوبست

(۱۴) ماؤں کے لئے مخصوص ادارے

(۱۵) قرضوں کی ادائیگی کا انتظام

(۱۶) بیت المال کا قیام

(۱۷) قرض حسنہ کا انتظام

(۱۸) صدقات کا نظام

(۱۹) صدقہ فطر

(۲۰) نظام زکوٰۃ

(۲۱) تربیت اطفال کے مراکز

(۲۲) دیوان عمر

(۲۳) حیوانات کے لئے مخصوص ادارے

اب ان اداروں کا ذکر کیا جائے گا اور وہ طریقے بتائے جائیں گے جن کی وجہ سے بہبود عامہ کے میدان میں مسلمانوں نے کارہائے نمایاں سرانجام دیے:

ا۔ وقف کا ادارہ :

ڈاکٹر محمود الحسن لکھتے ہیں:

''اوقاف کا ادارہ زندہ قوموں کے احساس قومی اور ملی جذبوں کا عکاس ادارہ ہے' اس ادارے سے معاشرے کے کمزور حصوں کو آب حیات ملتا ہے اور اس کے ذریعے قوم کی رگوں میں زندگی کے توانا جذبوں کی نشو و نما ہوتی ہے'' (اسلام کا قانون وقف مع تاریخ مسلم اوقاف' مطبوعہ مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری' لاہور ۱۹۹۴ء' صفحہ نمبر ۱۱)

مسجد نبویؐ اسلام میں پہلا وقف تھا جو حضورؐ نے قائم فرمایا۔ اس کے علاوہ بے شمار مساجد وقف کی گئیں۔ عہد خلافت راشدہ میں بیشمار وقف قائم ہوئے۔ اس کے بعد ترکی' پاک و ہند' الجزائر' تیونس' مراکش' سعودی عرب' شام' مصر' فلسطین' عراق اور طرابلس وغیرہ میں ہزاروں وقف قائم ہوئے جن سے بہبود عامہ کا کام لیا گیا۔

۲۔ مسجد کا ادارہ :

بہبود عامہ کے اداروں میں مسجد کا ادارہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ حضور اکرمؐ نے مسجد نبویؐ میں بیت المال قائم فرمایا۔ جو صدقہ آتا یا مال غنیمت فوراً تقسیم کر دیا جاتا۔ مساجد میں اہل حاجت آتے اور اپنی ضروریات پوری کرتے۔ خلفائے راشدینؓ کے بعد مسلم سلاطین نے اس ادارے کو مستحکم کیا مثلاً ولید بن عبدالملک نے دمشق کی جامع اموی پر خطیر رقم خرچ کی اور اسے بہبود عامہ کا ایک اہم ادارہ بنا دیا۔

۳۔ مدارس اور کتب خانے :

اسلامی مدارس بڑی بڑی وقف جائیدادوں کی آمدنی سے قائم کئے گئے تھے۔ یہ اوقاف مختلف امراء، قائدین، علماء، تاجروں اور بادشاہوں نے قائم کئے تھے۔ مسجدوں سے ملحقہ مکاتب بھی قائم ہو گئے جہاں قرآت، کتابت اور قرآن مجید کے علاوہ دیگر علوم کی تعلیم دی جاتی۔ تعلیم کے ذریعے بہبود عامہ کے شعبے میں مسلمانوں نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ دمشق میں ۴۰۰ سے زائد مدارس تھے۔ مدارس کے ساتھ کتب خانے بھی وقف کئے جاتے۔ ان مدارس میں طلباء کو مفت رہائش اور اخراجات کی سہولت بھی دی جاتی مثلاً مکتبہ خلفاء فاطمین قاہرہ، دارالحکمت، قاہرہ، بیت الحکمت بغداد وغیرہ۔

۴۔ شفاخانے :

بہبود عامہ کے اداروں میں مفت شفاخانے قابل ذکر ہیں جو مسلمانوں نے قائم کئے جبکہ اس دور میں یورپ میں شفاخانوں کی ابتر حالت تھی۔

مصطفیٰ سباعی اپنی تصنیف ''اسلامی تہذیب کے چند درخشاں پہلو کے صفحات ۳۹۔۲۴۷ پر ۱۷۱۰ء میں پریس کے ایک بڑے ہسپتال ''اوتیل دیو''۔ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

''اس ہسپتال میں ۱۲۰۰ بستر ہیں جن میں ۴۸۶ بستر ایک ایک مریض کے لئے مخصوص ہیں۔ باقی بستر جن کی چوڑائی پانچ قدم سے زیادہ نہ ہوتی عام طور پر تین سے لے کر چھ مریضوں کے لئے ہوتے تھے، عمارت کے کمرے بدبودار اور مرطوب اور ہمیشہ تاریک رہتے تھے اور بغیر ہوادار کھڑکیوں اور روشندانوں کے تھے جن میں ہر وقت قریباً آٹھ سو

Marfat.com

سے زیادہ مریض زمین پر پڑے رہتے تھے۔ اگر اہل ثروت باہر سے کھانا پکا کر نہ بھیجتے تو مریض بھوک سے مر جاتے۔ بستروں پر کیڑے مکوڑے اور حشرات الارض بکثرت گردش کرتے۔ کمروں کی فضا اس قدر گندی اور نا قابل برداشت ہوتی تھی کہ خادم اور نرسیں اپنی ناکوں کو سر کے سے تر کئے ہوئے کپڑوں سے ڈھانپ کر بھی بمشکل اندر جا سکتے۔ اگر کوئی مریض مر جاتا تو اس کی لاش عام چارپائی سے کم از کم چوبیس گھنٹے تک نہ اٹھائی جاتی، بعض اوقات لاش پھول جاتی اور سڑ جاتی اور وہ اس چارپائی پر دوسرے مریض کے پاس ہی پڑی رہتی۔ قریب تھا کہ اس سے اس غریب کا دم نکل جائے۔"

اس کے مقابلے میں ہم دیکھتے ہیں کہ ولید بن عبدالملک کے دور میں مسلمانوں نے پہلا ہسپتال قائم کیا جو جذام کے مریضوں کے لئے مختص تھا۔ ایسے مریضوں کے لئے وظائف مقرر تھے۔ اندھوں کے لئے بھی خاص وظائف تھے۔ جذام کے مریض اور دیگر مریض ہسپتالوں میں رہتے۔ یہ ہسپتال "بیمارستان" کہلائے یعنی مریضوں کا گھر۔ حضور اکرمؐ نے گشتی شفاخانہ غزوہ خندق کے موقع پر قائم فرمایا تھا۔ اسی روح کو قائم رکھتے ہوئے مسلمانوں نے مستقل شفاخانوں کے ساتھ ساتھ گشتی شفاخانے بھی بنائے۔ سلطان محمود سلجوقی کے دور میں گشتی شفاخانے اس قدر وسیع ہو گئے تھے کہ ان کا ساز و سامان چالیس اونٹوں پر لادا جاتا تھا۔ قرطبہ میں ایک وقت میں پچاس بڑے ہسپتال تھے۔ دمشق میں سلطان نور الدین شہید نے ۱۱۵۴ء میں نوری ہسپتال قائم کیا۔ یہ ہسپتال صرف غریبوں کے لئے مختص تھا۔ امیروں کو اس وقت داخلہ ملتا جب وہ مجبور ہوتے۔ ملک منصور سیف الدین نے ۱۲۸۴ء میں اپنے محل کو ہسپتال میں تبدیل کر دیا اور وقف کر دیا۔ اس ہسپتال میں بے خوابی کے مریضوں کو خوش کن موسیقی سنائی جاتی اور ماہر قصہ گو دلچسپ قصے سنا کر مریضوں کو سلاتے۔ دیہاتیوں کے لئے دیہاتی ناچ بھی ہوتے۔ منصور ابو یوسف نے مراکش میں ایک ہسپتال قائم کیا جہاں کمروں سے بھی پانی کی نہریں گزرتیں۔ جب مریض فارغ ہوتے تو غریب ہونے کی صورت میں اسے کاروبار کے لئے سرمایہ بھی دیا جاتا۔ اس کے مقابلے میں مصطفیٰ سباعی نے جس ہسپتال کا ذکر کیا ہے وہاں اس قسم کے بہبود عامہ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ مراکز کے ہسپتال میں سلطان ہر جمعہ کو مریضوں کی عیادت کے لئے خود جاتا اور مریضوں سے ڈاکٹروں اور نرسوں کے سلوک کے متعلق معلومات حاصل کرتا تھا۔

Marfat.com

۵۔ سرائیں اور لنگر:

رفاہ عامہ اور بہبود عامہ کے سلسلے میں مسلمانوں بادشاہوں اور خلفاء نے سرائیں بنوائیں اور مفت لنگر خانے قائم کرائے۔ پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری اپنی تصنیف ''سرمایہ دارانہ نظام انشورنس اور اسلام کا نظام کفالت عامہ''۔ (مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری' لاہور' ۱۹۹۱ء) کے صفحات ۱۵۷۔۱۵۶ پر لکھتے ہیں:

''حضرت عمرؓ نے اسی قسم کا ایک مہمان خانہ کوفہ میں تعمیر کرایا تھا۔ ایک بڑا مہمان خانہ ۱۷ھ میں مدینہ منورہ میں تعمیر کرایا اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان بہت سی سرائیں تعمیر کرائیں''۔

۶۔ تکیے:

مسلمانوں کے روحانی فلاح کا بھی نظام تربیت قائم کیا۔ ایسے تکیے قائم کئے گئے جہاں بہت سے لوگ آبادی کے ہنگاموں سے الگ تھلگ اللہ کی عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ روحانی تربیت کو بھی بہبود عامہ کے شعبے میں شامل کرلیا گیا۔

۷۔ مسافروں کے لئے سبیلیں:

مسلمان حکمرانوں نے راستوں پر عام لوگوں کو پانی پلانے کے لئے سبیلیں لگوائیں۔ مسافروں کے لئے میٹھے پانی کے بے شمار کنوئیں کھدوائے گئے۔ نہر زبیدہ بھی اس ضمن میں بہبود عامہ کی ایک روشن مثال ہے۔

۸۔ حجاج کے لئے مکانات:

مکہ مکرمہ میں حجاج کے لئے مکانات تعمیر کروئے گئے تاکہ وہ مفت ان مکانات میں رہ سکیں۔ یہ مکانات دراصل وقف تھے جو صاحب ثروت لوگوں نے حجاج کرام کے لئے وقف کر دیے تھے۔ اسی وجہ سے قدیم فقہاء نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ مکہ مکرمہ میں مکانات کرائے پر نہیں دیے جاسکتے۔ کیونکہ یہ وقف کی جائیداد تھی۔ تاہم آج کل حاجیوں کی کثیر تعداد کے پیش نظر یہ نظام اب رائج نہیں۔

۹۔ کنوئیں:

مصطفیٰ سباعی اپنی تالیف ''اسلامی تہذیب کے چند درخشاں پہلو'' میں صفحہ نمبر ۱۹۴ پر

Marfat.com

رقمطراز ہے:

''گھاٹیوں میں کنوئیں کھودنا تاکہ مویشیوں' زراعت اور مسافروں کے کام آسکیں۔ یہ کنوئیں بغداد اور مکہ کے درمیان تھے نیز دمشق اور مدینہ کے درمیان نہایت کثرت سے تھے''۔

۱۰۔دفاع کا انتظام وانصرام:

دفاع کو بھی بہبود عامہ کے زمرے میں شامل کیا گیا۔سرحدوں پر محافظوں کے لئے چوکیاں تعمیر کرنا تاکہ اجنبی دشمن سرحدوں پر حملہ آور نہ ہو سکے ایک نیکی کا کام تصور کیا جاتا تھا۔ان اداروں میں یہ سرحدی محافظ آرام سے رہتے انہیں کھانا' کپڑا' اسلحہ کا ذخیرہ اور دیگر سہولیات زندگی مہیا کی جاتی تھیں۔گھوڑوں' تلواروں' نیزوں ور دیگر آلات جنگ کے اوقاف ہمیں تاریخ اسلام میں نظر آتے ہیں۔

۱۱۔تجہیز و تکفین کا بندوبست:

فقراء اور مفلوک الحال لوگوں کی تجہیز و تکفین کے اخراجات کے لئے بھی قائم کردہ وقف ہمیں اسلامی تاریخ میں نظر آتے ہیں جن سے بہبود عامہ کا جذبہ نظر آتا ہے۔

۱۲۔معاشرتی بہبود کے ادارے:

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کی جلد ۲۹ کے صفحہ ۴۲۱ پر معاشرتی بہبود (سوشل ویلفیئر) کے موضوع پر گفتگو کی گئی ہے۔فاضل مقالہ نگار کے مطابق معاشرتی بہبود کا بنیادی مقصد غربت کا خاتمہ' معذوروں کی امداد اور امراض کا انسداد ہے۔اسلام نے اقلیتوں کے احترام کا حکم دیا' عمر رسیدہ اشخاص کی نگہداشت' جرائم پیشہ افراد کی بحالی' خواتین کے حقوق کی نگہداشت' محروم افراد کی بحالی' مریضوں کی عیادت' نوجوانوں کی بہبود' مہاجرین کی آبادکاری اور بھکاریوں کے مسئلے کو ختم کرنے کا حکم دیا۔آقائے نامدارﷺ کی حیات طیبہ کا ہر پہلو خدمت خلق اور بہبود عامہ کا جیتا جاگتا نمونہ ہے۔آج کی دنیا مدر ٹریسا پر بجا طور پر فخر کرتی ہے جنہوں نے کوڑھ کے مریضوں کی بحالی کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی تھی۔تاہم مسلم امہ کو بجا طور پر حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ جیسی عظیم امہات المومنین پر فخر ہے جنہوں نے ۱۴۰۰ سال قبل جنگ کے دوران زخمیوں کو پانی پلانے کا کارنامہ سرانجام دیا تھا۔پڑوسیوں کے حقوق کا خیال' بیوگان کی کفالت اور یتیموں کی

Marfat.com

کفالت ہماری تہذیب کے درخشاں پہلو ہیں۔ اگر آج یورپ کو فلورینس نائٹ اینگیل پر فخر ہے تو ہمیں اسلام کی پہلی نرس اور بہبود عامہ کی داعیہ حضرت رفیدہؓ پر فخر ہے جنہوں نے مسجد نبوی کے قریب خیمہ لگا کر غازیوں کی مرہم پٹی کی تھی۔

۱۳۔ سرکار کی طرف سے شادیوں کا بندوبست:

بقول مصطفیٰ سباعی:

''ایسے نوجوان لڑکوں اور کنواری لڑکیوں کی شادیوں کا بندوبست کرنے کے لئے اوقاف جن کے سرپرستوں کے لئے شادی کے اخراجات اور مہر کی رقم ادا کرنا مشکل ہو' کس قدر رحیمانہ تھا یہ جذبہ اور آج ہم اس کے کس قدر محتاج ہیں''۔ (اسلامی تہذیب کے چند درخشاں پہلو' صفحہ ۱۹۷)

۱۴۔ ماؤں کے لئے مخصوص ادارے:

تاریخ اسلام گواہ ہے کہ ایسے ادارے قائم کئے گئے جہاں ماؤں کو دودھ اور شکر فراہم کی جاتی۔ بہبود عامہ اور کفالت عامہ کے ان اداروں کے قیام کا مقصد اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہوتا تھا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے اپنے قلعے کے دروازے کے پاس دمشق میں دو چشمے قائم کئے۔ ایک سے دودھ بہتا تھا اور دوسرے سے میٹھا پانی۔ چھوٹے بچوں کی مائیں ہفتے میں دوبار یہاں آتیں اور اپنے بچوں کے لئے ضرورت کے مطابق دودھ شکر لے جاتیں۔

۱۵۔ قرضوں کی ادائیگی کا انتظام:

اس سے زیادہ بہبود عامہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ قرضوں کی ادائیگی کا بھی انتظام اسلامی سلطنت میں ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرض داروں کا قرض بھی ادا فرماتے۔ خلفائے راشدینؓ کے دور میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''پس جو شخص فوت ہوگیا اور اس پر قرض ہے اور اس نے کوئی چیز ایسی نہیں چھوڑی جس سے اس کی ادائیگی ہو سکے تو اس کی ادائیگی میرے ذمے ہے''۔ (مسند احمد بحوالہ ابوعبید کتاب الاموال' صفحہ ۲۰۲)

۱۶۔ بیت المال کا قیام:

حضورؐ کے دور مبارک میں مسجد ہی بیت المال کا کام دیتی جہاں بہبود عامہ کے لئے

Marfat.com

رقوم تقسیم کی جاتی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے باقاعدہ طور پر بیت المال قائم کیا۔ بیت المال سے مریضوں' اپاہجوں' بوڑھوں اور مسکین عورتوں اور بچوں کے وظائف مقرر کیے جاتے تھے۔ اسلامی نظام بہبود عامہ میں بیت المال کا شعبہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ بقول ابوعبید (کتاب الاموال' صفحہ ۲۴۸) :

''حضرت عمر بن الخطابؓ نے بیت المال سے دودھ چھڑائے جانے والے بچوں' بوڑھوں اور بیماروں کے لئے وظائف مقرر فرمائے''۔

۱۷۔ قرض حسنہ کا انتظام:

اسلام نے قرضِ حسنہ کے ذریعے سود سے انسانیت کو محفوظ رکھا۔ سود بدترین' معاشی استحصال کا سبب بنتا ہے۔ بیت المال سے حضرت عمرؓ قرضِ حسنہ کا اجراء فرماتے۔ جب ضرورت پڑتی تو کوئی چیز مثلاً شہد وغیرہ بیماری کی صورت میں لے لیتے اور پھر واپس کر دیتے۔

۱۸۔ صدقات کا نظام:

صدقات کا نظام بہبود عامہ کے لئے انتہائی مفید ہے۔ صحابہ کرامؓ صدقات لے کر مسجد نبوی میں حاضر ہوتے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کرتے۔ حضور اکرمؐ انہیں حاجت مندوں میں فوراً تقسیم کر دیتے۔ صدقات کے نظام سے معاشرے سے غربت ختم ہوتی ہے اور خوشحالی آتی ہے۔

۱۹۔ صدقہ فطر:

صدقہ فطر سے بھی غریب اور مفلوک الحال لوگوں کی کفالت ہوتی ہے۔ عید الفطر سے پہلے اسے ادا کرنا ہوتا ہے تاکہ مساکین عید کی خوشیوں میں شامل ہو سکیں۔ فطرانے سے بھی غربت کا خاتمہ کیا جاتا ہے۔

۲۰۔ نظام زکوٰۃ :

زکوٰۃ اسلام کے نظام بہبود عامہ کا ایک اہم ترین ذریعہ ہے۔ یہ ایک اجتماعی سوشل سیکیورٹی سسٹم ہے جس سے معاشرے میں غربت ختم کی جاتی ہے۔ حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے:

''جو قوم زکوٰۃ نہیں نکالتی اللہ اسے قحط سالی میں مبتلا کر دیتے ہیں''۔ (جمع الفوائد' جلد اول' کتاب الزکوٰۃ' صفحہ ۱۴۳)

ایک صحابی حضرت جریرؓ بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

Marfat.com

وسلم کی خدمت میں بیعت کی نیت سے حاضر ہوا تو آپ نے تین باتوں کا حکم دیا۔ ایک نماز پڑھنا۔ دوسرا زکوٰۃ دینا اور تیسرا ہر مسلمان سے خیر خواہی کرنا (بخاری' الزکوٰۃ' جلد اول' ص ۱۸۸)۔

۲۱۔ تربیت اطفال کے مراکز:

حضور اکرمؐ کے عمل مبارک کے مطابق حضرت عمرؓ نے بچوں کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی۔ آپؓ نے بچوں کی تعلیم کے لئے اساتذہ مقرر فرمائے تا کہ ان کی بہتر تربیت ہو سکے۔ ان اساتذہ کو بیت المال سے تنخواہیں ملتی تھیں۔ اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے دیہاتی مسلمانوں کی تعلیم کے لئے بیت المال سے معلم مقرر فرمائے۔ آپؒ نے ان طلباء کے لئے جو کسب معاش سے قاصر تھے' وظائف مقرر فرمائے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: ابن جوزی' سیرت عمر بن عبدالعزیز' مطبعہ المؤید' قاہرہ' ۱۳۳۱ھ' صفحہ ۸۴)

۲۲۔ دیوان عمرؓ:

خلفائے راشدینؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور مبارک میں نومولود بچوں کو بھی وظائف ملتے تھے تا کہ وہ اپنے والدین پر بوجھ نہ بنیں۔ شروع شروع میں یہ وظیفہ ۱۰۰ درہم تھا جو بڑھا کر زیادہ کر دیا گیا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: سید قطب' العدالۃ الاجتماعیہ فی الاسلام (اُردو ترجمہ)' صفحہ ۴۴۱)

۲۳۔ حیوانات کے لئے مخصوص ادارے :

حیوانات پر رحم و شفقت ہماری تہذیب کے درخشاں اور دلکش پہلوؤں کے سلسلہ کا ایک اہم موضوع ہے۔ زمانہ قریب تک دنیا اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ حیوانات رحم و انصاف کے مستحق ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیوانات کو باہم لڑانے سے منع فرمایا۔ اس کے علاوہ آپؐ نے نشان زدہ کرنے کے لئے ان کے چہروں کو آگ سے جھلسانے یا گرم سلاخوں وغیرہ سے داغنے سے منع فرمایا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایسے محتسب مقرر کئے جو جانوروں کے خلاف ظلم کو روکتے۔

الغرض اسلامی تعلیمات کے مطابق بہبود عامہ کے زمرے میں نہ صرف انسان آتے ہیں بلکہ حیوانات بھی آتے ہیں۔

Marfat.com

مصطفیٰ سباعی ''اسلامی تہذیب کے چند درخشاں پہلو'' کے صفحہ نمبر 176 پر تحریر کرتے ہیں:

''قدیم اوقاف کی دستاویزوں میں ہمیں ایسے اوقاف کا سراغ ملتا ہے جو بیمار حیوانوں کے علاج کے لئے مخصوص تھے نیز ایسے اوقاف بھی تھے جو بوڑھے جانوروں کے چرنے کے لئے مخصوص تھے۔ انہی اوقاف میں سے دمشق کی ''مرج اخضر''۔ ہے جہاں آج کل بلدیہ نے کھیلوں کا میدان قائم کیا ہے۔ یہ چراگاہ ان بوڑھے گھوڑوں کے لئے وقف تھی جن کی ان کے مالکوں نے دیکھ بھال کرنا ترک کر دیا تھا۔ یہ گھوڑے وہاں چرتے رہتے تھے یہاں تک کہ مر جاتے۔ دمشق کے اوقاف میں ایک وقف بلیوں کے لئے مخصوص تھا۔ یہ بلیاں وہاں کھاتی پیتی رہتی تھیں اور وہیں سو جاتیں۔ اس طرح وہاں سینکڑوں موٹی تازی بلیاں اپنے مخصوص گھر میں جمع ہوگئی تھیں۔ ان کو ہر روز وہاں کھانا دیا جاتا اور وہ بھی اچھل کود اور سیر و تفریح کے سوا کسی اور کام کے لئے وہاں سے حرکت تک نہ کرتیں۔

یہ سب کچھ اس قوم کی روح کو ظاہر کر رہا ہے جس نے حیوانات پر رحم اور رحیمانہ سلوک کی وہ مثال قائم کی ہے جس کی ہمیں پوری انسانیت میں کوئی نظیر نہیں ملتی''۔

ہم نے اسلام کے تصور بہبود عامہ پر بحث کی۔ علاوہ ازیں تاریخ اسلام کے آئینے میں ان اداروں کا بھی ذکر کیا گیا جو بہبود عامہ کے ضمن میں ممد ثابت ہوئے۔ اب پاکستان میں بہبود عامہ کا عمل اور اس بارے میں مشکلات اور تجاویز کا جائزہ لیا جائے گا۔

پاکستان میں بہبود عامہ کا عمل: (مشکلات اور تجاویز)

پاکستان میں حکومتی سطح پر' اداروں کی سطح پر اور انفرادی سطح پر بہبود عامہ کا عمل جاری ہے۔ پاکستان میں عبدالستار ایدھی جیسی شخصیات موجود ہیں جن کا مشن ہی خدمت خلق اور بہبود عامہ ہے۔ اس عمل میں بین الاقوامی اداروں کا بھی اہم کردار ہے مثلاً:

(i) یونیسیف

(ii) ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن

(iii) یونیسکو وغیرہ

پاکستان میں وقف کے ادارے بھی ہیں' بے شمار کتب خانے اور سکول نیز تعلیمی

Marfat.com

ادارے بھی ہیں' معاشرتی بہبود کے ادارے بھی بے شمار ہیں۔ زکوٰۃ اور عشر کا نظام بھی قائم ہے۔ وفاقی سطح اور صوبائی سطح پر بیت المال کا ادارہ بھی ہے۔ علاج معالجے کے لئے ہسپتال بھی ہیں مگر اس کے باوجود ہم بہبود عامہ کے میدان میں کماحقہٗ ترقی نہیں کر سکے۔ ہم میں خدمت خلق کا جذبہ مفقود ہوتا جا رہا ہے۔ معاشرے میں عجیب قسم کی بے حسی اور تغافل ہے۔ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا۔ نظریہ پاکستان کے تحت پاکستان ایک فلاحی اسلامی ریاست بننا تھی مگر ایسا کیوں نہ ہو سکا؟ سیاسی عدم استحکام' معاشی بحران اور معاشرتی مسائل نے معاشرے میں عجیب سی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ خواتین کے خلاف جرائم اور تشدد' بچوں کو عدم تحفظ' معاشرے میں ہر طرف غربت ہی غربت' دہشت گردی اور لاقانونیت نے زندگی انتہائی کٹھن کر دی ہے۔ بے شمار لاوارث' اپاہج اور مفلس لوگ ان ہاتھوں کے انتظار میں ہیں جو ان کے آنسو پونچھیں۔ تعلیم یافتہ طبقہ بھی بہبود عامہ اور خدمت خلق کے جذبے سے عاری ہے۔ یوں لگتا ہے ہم کردار سازی کماحقہٗ نہیں کر پا سکے!

ڈاکٹر محبوب الحق نے :

(Human Development in South Asia, Oxford University Press, New York, 1997)

میں تحریر کیا ہے کہ معاشرتی میدان میں پاکستان کی ترقی افسوسناک ہے۔ پاکستان میں ۲/۳ آبادی تعلیم سے عاری ہے اور ۷۷% جوان عورتیں ناخواندہ ہیں۔ پاکستان کی ۱۳ کروڑ سے زائد آبادی اور بیرونی قرضہ جات کی ادائیگی ایسے سنگین مسائل ہیں۔ جن سے بہبود عامہ کا شعبہ بری طرح متاثر ہو رہا ہے۔ پاکستان میں بہبود عامہ کے شعبے کو فعال بنانے کے بارے میں حسب ذیل تجاویز پیش کی جاتی ہیں:

(i) پاکستان میں آبادی کو کم کیا جائے اور بیرونی قرضہ جات سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ خود انحصاری ہمارا حل ہے۔ سیاسی اور معاشرتی استحکام بھی اس ضمن میں انتہائی ضروری ہے۔

(ii) اسلام کا معاشی نظام اور نظام کفالت عامہ رائج کیا جائے۔ زکوٰۃ' صدقات' عشر اور خمس وغیرہ کے نظام کو بہتر بنایا جائے تاکہ معاشرے سے غربت ختم ہو بھکاریوں کو قانون سازی کے ذریعے محنت کرنے کا عادی بنایا جائے۔

(iii) مساجد کے رول میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں لاکھوں مساجد ہمارے تعلیمی نظام میں اہم کردار ادا کرسکتی ہیں۔ مسجد کے ادارے سے استفادہ کیا جائے۔

(iv) پاکستان میں نظام تعلیم کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ ایسا نظام تعلیم ہو جو نظریہ پاکستان کی پاسداری کرے اور اس کا ترجمان ہو تب ہماری کردار سازی بہتر انداز میں ہوسکتی ہے۔ بہبود عامہ کے تصور کو نصاب تعلیم کا جزو بنایا جائے۔ تاکہ خدمت خلق کرنے والے نوجوان ابھریں اور عوام النّاس کی خدمت کریں۔

پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری کے الفاظ میں:

''اسلام غریب کے ہاتھ میں کلہاڑا دیتا ہے' اس کے کاندھے پر رسی ڈالتا ہے اور جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بیچنے کا حکم دیتا ہے تاکہ وہ گداگری کی لعنت یا چوری چکاری کی مذموم حرکات کا شکار نہ ہو۔ گویا جدوجہد اسلام کا پہلا درس ہے''۔

اسلام نے امیر المومنین کے ذمہ لگایا ہے کہ اس کی سلطنت میں کوئی بھوکا ننگا نہ رہے۔ یہ اس فرض کا احساس تھا جو حضرت عمرؓ کو رات جگا کر رعایا کی خبر گیری کے لئے گشت کراتا اور خلیفہ کی کمر پر بوری لدوا کر غریب بڑھیا کے خیمہ تک پہنچاتا تھا۔ اسلام امیروں کو حکم دیتا ہے کہ وہ غریبوں کی حاجت روائی کے لئے خود ان تک جائیں اور اگرچہ اسلام کے نظام حکومت کو بہت کم عرصہ ملا مگر اس نے ایسا کر کے دکھایا ہے۔ حضرت عمرؓ کو پتہ چلتا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے کوفہ میں ایک عالی شان محل بنایا ہے جس میں ایک ڈیوڑھی ہے۔ آپؓ اس خیال سے کہ کہیں ڈیوڑھی ان کے اور اہل حاجت کے درمیان آڑ بنتی ہو حضرت محمد بن مسلمہؓ کو روانہ کرتے ہیں کہ وہ اس کو آگ لگائیں۔ محمد بن مسلمہؓ آگ لگا دیتے ہیں اور حضرت سعدؓ چپکے سے دیکھتے رہے (بحوالہ: شبلی نعمانی' الفاروق' ص ۱۶۷) اس واقعہ سے آپ حاجت مند کی اہمیت کا اندازہ لگائیں۔ (''سرمایہ دارانہ نظام انشورنس اور اسلام کا نظام کفالت عامہ''۔ صفحات ۱۶۲۔۱۶۱)

Marfat.com

باب نمبر:37

نفلی عبادات کا تصور

(تعلیماتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں)

نماز اور روزے تو فرض عبادات ہیں جبکہ زکوٰۃ اور حج صاحبِ استطاعت پر فرض ہیں۔ علاوہ ازیں اسلام میں مزید چند عبادات کا تصور ہے جو نفلی ہیں۔ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ اگر بستی کے چند لوگ بھی اسے ادا کر دیں تو یہ تمام بستی کی طرف سے ادا ہو جاتی ہے۔ اگر اسے چند لوگ بھی ادا نہ کریں تو تمام بستی پر اس کی عدم ادائیگی کا گناہ ہوگا۔ اب فرداً فرداً ان عبادات کا ذکر کیا جائے گا:

۱۔ نماز جنازہ

۲۔ نماز جمعہ (فرض ہے)

۳۔ نماز توبہ

۴۔ نماز استخارہ

۵۔ نماز تسبیح

۶۔ نماز اشراق

۷۔ نماز چاشت

۸۔ صلوٰۃ الاوابین

۹۔ نماز مسافر

۱۰۔ نماز حاجت

۱۱۔ نماز تہجد

۱۔ نمازِ جنازہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا اپنے مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جس کا آخری لفظ لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں جائے گا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ابو سلمہؓ کی وفات کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو ابو سلمہؓ کی کھلی ہوئی آنکھوں کو بند کیا اور فرمایا کہ جب روح لے جائی جاتی ہے تو آنکھ اس کو دیکھتی رہتی ہے۔ پھر جب اہل وعیال کے جذبات قابو سے باہر ہونے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صرف اچھی دعائیں کرو چونکہ اس وقت فرشتے بھی تمہاری دعا پر آمین کہہ رہے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: ''اے اللہ! ابو سلمہؓ کی مغفرت فرما۔۔۔ اس کے بعد اس کے اہل وعیال کو اچھا جانشین عطا فرما' اے جہانوں کے رب ہماری اور اس کی مغفرت فرما' اس کی قبر کشادہ اور روشن کر دے''۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نوحہ گری کی وجہ سے میت کو قبر میں عذاب ہوتا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ گھر والوں کی رو پیٹ کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو نجاشی کی وفات کی خبر دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھے۔ صحابہؓ نے آپؐ کے (پیچھے صف بندی کی)۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار تکبیریں کہیں۔

۲۔ نماز جمعہ:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ مِنَ الصَّلَوَاتِ صَلاةٌ أَفْضَلَ مِنْ صَلاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي الْجَمَاعَةِ، وَمَا أَحْسَبُ مَنْ شَهِدَهَا مِنْكُمْ إِلاَّ مَغْفوراً لَهُ.

''نمازوں میں جمعہ کے دن کی فجر کی نماز باجماعت سے افضل کوئی نہیں اور مجھے یہ گمان نہیں کہ تم میں سے جو اس میں حاضر ہوا ہو پھر اس کی مغفرت نہ ہوئی ہو''۔

(السید احمد الهاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۹۹۹)

جمعہ کی اہمیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مندرجہ ذیل حدیث میں بیان فرمائی:

خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُهْبِطَ مِنَ الْجَنَّةِ، وَفِيهِ تِيبَ عَلَيْهِ، وَفِيهِ قُبِضَ، وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ. وَمَا عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا وَهِيَ تُصْبِحُ يَوْمَ الجُمُعَةِ مُصِيخَةً حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقاً مِنَ السَّاعَةِ، إِلَّا ابْنَ آدَمَ، وَفِيهِ سَاعَةٌ لا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ وَهُوَ فِي الصَّلاةِ يَسْأَلُ اللهَ شَيْئاً إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ. (رواه أحمد عن أبي هريرة).

''سب سے بہتر دن جمعہ کا دن ہے۔ جس دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی دن وہ جنت سے نیچے اتارے گئے اور اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی اور اسی دن ان کی روح قبض ہوئی اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ زمین کی سطح پر کوئی بھی جاندار ایسا نہیں کہ جو جمعہ کے دن پکارتے ہوئے صبح کرے۔ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے۔ شفق کی گھڑی میں۔ مگر وہ آدم کا بیٹا ہے اور اس میں ایک گھڑی ہوتی ہے۔ کہ جس کو کوئی بھی ایماندار بندہ نہیں گزارتا۔ اس حال میں کہ وہ نماز کی حالت میں ہو کہ وہ اللہ سے کوئی چیز مانگے۔ مگر اللہ خاص اس کو عطا کرے''۔

(السید احمد الهاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۵۸۴)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

تُعْرَضُ الأَعْمَالُ يَوْمَ الاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ عَلَى اللهِ تَعَالَى، وَتُعْرَضُ عَلَى الأَنْبِيَاءِ وَعَلَى الآبَاءِ وَالأُمَّهَاتِ يَوْمَ الجُمُعَةِ. فَيَفْرَحُونَ بِحَسَنَاتِهِمْ وَتَزْدَادُ وُجُوهُهُمْ بَيَاضاً وَإِشْرَاقاً، فَاتَّقُوا اللهَ، وَلا تُؤْذُوا مَوْتَاكُمْ.

(رواه الحكيم عن والد عبد العزيز).

''پیر اور جمعرات کے روز اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیئے جاتے ہیں جبکہ جمعہ کے روز اعمال انبیاء کرام اور آباؤ اجداد کو پہنچائے جاتے ہیں چنانچہ وہ (تمہارے) اچھے اعمال کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہرے (ان اعمال کے سبب) نورانیت اور چمک میں بڑھ جاتے ہیں۔ لہٰذا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور اپنے مردوں کو (برے اعمال کے سبب) تکلیف نہ دو''۔

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سَيِّدُ الأَيَّامِ عِنْدَ اللهِ : يَوْمُ الْجُمُعَةِ، أَعْظَمُ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ وَالْفِطْرِ وَفِيهِ خَمْسُ خِلَالٍ فِيهِ خَلَقَ اللهُ آدَمَ، وَفِيهِ أُهْبِطَ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَى الأَرْضِ، وَفِيهِ تُوُفِّيَ، وَفِيهِ سَاعَةٌ لا يَسْأَلُ الْعَبْدُ فِيهَا اللهَ شَيْئاً إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ «مَا لَمْ يَسْأَلْ إِثْماً - أَوْ قَطِيعَةَ رَحِمٍ» وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ وَمَا مِنْ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ، وَلا سَمَاءٍ، وَلا أَرْضٍ، وَلا رِيحٍ، وَلا جَبَلٍ، وَلا حَجَرٍ -إِلَّا وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ. (رواه الشافعي عن سعد بن عبادة).

''دنوں کا سردار اللہ کے نزدیک جمعہ کا دن ہے۔ جو زیادہ بڑا ہے قربانی کے دن سے اور عید الفطر سے اس میں پانچ خصلتیں ہیں کہ اس دن اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اسی دن وہ جنت سے زمین کی طرف اتارے گئے اور اسی دن ان کی وفات ہوئی اور اس دن ایک گھڑی آتی ہے۔ جس میں بندہ اپنے اللہ سے کوئی چیز نہیں مانگتا مگر خاص اس کو عطا کر دی جاتی ہے۔ جبکہ وہ کسی گناہ کی بات کو نہ مانگے اور نہ ہی کوئی ایسی بات جس میں قطع رحمی ہو اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ کوئی مقرب فرشتہ ایسا نہیں اور نہ ہی آسمان اور نہ ہی زمین اور نہ ہی ہوا اور نہ ہی پہاڑ اور نہ ہی پتھر مگر یہ کہ وہ سب جمعہ کے دن سے ڈرنے والے ہیں'' (السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۶۷۷)۔

یاد رہے کہ یہ دن ایک عظیم دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ اسلام کو عظمت بخشی اور مسلمانوں کو مخصوص طور پر یہ دن عطا کیا۔

سورت الجمعہ کی آیت نمبر ۹ میں ارشاد ربانی ہے:

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ
فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن
كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

''جب جمعہ کے دن نماز کے لئے آواز دی جائے' تو تیزی سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کو آؤ اور کاروبار چھوڑ دو''۔

Marfat.com

چنانچہ اذان کے بعد امور دنیا میں مصروف نہ رہنا اور جمعہ کے لئے ہر کام اور ہر رکاوٹ سے علیحدہ رہنا ضروری ہے۔

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہترین دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ وہ جمعہ کا دن ہے۔ اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور اسی میں انہیں جنت میں داخل کیا گیا اور اسی میں زمین پر اتارا گیا۔ اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی اور اسی میں ان کی وفات ہوئی اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ یوم المزید ہے۔ آسمان میں فرشتے اس کا یہی نام لیتے ہیں اور جنت میں یہی دن اللہ تعالیٰ کی طرف نظر کرنے کا دن ہے۔

روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جمعہ کے دن چھ لاکھ آدمیوں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب جمعہ سلامت رہا تو باقی دن بھی سلامت رہیں گے''۔

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: زوال سے پہلے آسمان کے وسط میں سورج کے سر پر ہونے کے وقت روزانہ دوزخ کو دہکایا جاتا ہے' اس لئے اس وقت نماز نہ پڑھو' سوائے جمعہ کے۔ اس لئے کہ یہ سارا (دن) نماز کا ہے اور اس دن دوزخ کو دہکایا نہیں جاتا۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ نے تمام شہروں میں مکہ کو افضل بنایا' تمام مہینوں میں رمضان کو افضل بنایا' تمام دنوں میں جمعہ کو افضل بنایا' تمام راتوں میں لیلۃ القدر کو افضل بنایا۔

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے بغیر عذر کے تین جمعے چھوڑ دیئے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔ دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ پس اس نے اسلام کو پیچھے پھینک دیا۔

۴۳۔ نمازِ توبہ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا

مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾

''آپ کہہ دیجئے میرے ان بندوں سے جو اپنے آپ پر زیادتی کر چکے ہیں کہ اللہ کی

Marfat.com

رحمت سے ناامید نہ ہوں یقیناً اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو بخش دے گا کہ وہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے''۔ (الزمر: ۵۳)

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے:

وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ ﴿٨٢﴾

''میں ایسے لوگوں کو بخشنے والا ہوں جو توبہ کرتے ہیں' ایمان لاتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں''۔ (طٰہٰ: ۸۲)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تُكْثِرُوا مِنَ الاسْتِغْفَارِ فَافعلوا فَإِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ أَنْجَحَ عِنْدَ اللهِ تَعَالى وَلا أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهُ. (رواه الحكيم).

''اگر تم استغفار میں کثرت کی طاقت رکھتے ہو تو خوب کثرت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سے زیادہ کامیابی اور محبوب کوئی چیز نہیں ہے''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۳۴۷)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

خَيْرُ أُمَّتِي الَّذِينَ إِذَا أَسَاؤُوا اسْتَغْفَرُوا. وَإِذَا أَحْسَنُوا اسْتَبْشَرُوا، وَإِذَا سَافَرُوا قَصَرُوا وَأَفْطَرُوا. (رواه الطبراني عن جابر).

''میری امت میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں۔ جو جب برائی کریں۔ تو استغفار کریں اور جب نیکی کریں۔ تو خوش ہو جائیں اور سفر کریں تو نماز میں قصر کریں اور روزہ افطار کریں'' (السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۵۷۹)۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس سے گناہ سرزد ہو جائے اور وہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر

Marfat.com

استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

حصن حصین میں درج ہے:

''جو شخص بھی کوئی گناہ کر بیٹھے تو فوراً کھڑا ہو اور (گناہ سے طہارت کی نیت سے) اچھی طرح غسل یا وضو کرے پھر دو رکعت نماز توبہ پڑھے اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے اس گناہ کی مغفرت طلب کرے''۔ (صفحات ۹۹۔۲۹۸)

حدیث شریف میں آیا ہے:

''جو شخص اس طریق پر (غسل توبہ اور نماز توبہ کے بعد) اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے گا اس کا گناہ ضرور معاف کر دیا جائے گا''۔

کوئی بڑا گناہ سرزد ہو جائے تو تین مرتبہ یہ الفاظ کہے:

اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِيْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ

''اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ وسیع ہے اور مجھے اپنے عمل کی نسبت تیری رحمت کی بہت زیادہ اُمید ہے''۔ (حصن حصین صفحہ نمبر: ۲۰۸)۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں (روتا پیٹتا) ''ہائے میرے گناہ''۔۔ ''ہائے میرے گناہ'' ۔کہتا آیا۔ آپؐ نے اس شخص کو مذکورہ بالا دعا تعلیم فرمائی۔ اس نے اسی طرح دعا کی۔ آپؐ نے فرمایا'' دوبارہ کہو''۔ اس نے دوبارہ یہی کلمات کہے' آپؐ نے فرمایا: ''سہ بارہ کہو''۔ اس نے تیسری مرتبہ یہی کلمات کہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اٹھو جاؤ اللہ نے (تمہارے گناہ) بخش دئے۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

اللہ تعالیٰ رات میں اپنا (رحمت کا) ہاتھ بڑھاتے ہیں تاکہ دن کا گنہگار (دن کے گناہوں سے) توبہ کرلے اور دن میں رحمت کا ہاتھ بڑھاتے ہیں تاکہ رات کا گنہگار (رات کے گناہوں سے) توبہ کرلے (یہ سلسلہ برابر جاری رہے گا) یہاں تک کہ سورج مغرب سے نکلے (اور قیامت آئے)۔

Marfat.com

اسی طرح ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے (تو کیا ہوتا ہے؟)۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (اس کے نامہ اعمال میں) لکھ دیا جاتا ہے۔ اس شخص نے عرض کیا: پھر وہ اس گناہ سے توبہ واستغفار کر لیتا ہے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کی توبہ قبول کر لی جاتی ہے اور بخش دیا جاتا ہے۔ اس شخص نے عرض کیا: وہ دوبارہ وہی گناہ کر لیتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' (پھر گناہ اُس کے) ذمے لکھ دیا جاتا ہے''۔ اس نے عرض کیا وہ پھر توبہ واستغفار کر لیتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر اس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے اور مغفرت کر دی جاتی ہے اور (یاد رکھو) اللہ (توبہ اور مغفرت سے) نہیں تھکتا، تم ہی تھک جاؤ تو تھک جاؤ''۔

۴۔ نماز استخارہ:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ہر کام میں استخارہ کر لینا سکھاتے تھے جیسے کہ قرآن کی سورت سکھاتے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کہ تم میں سے جب کوئی کسی اہم کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نفل نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھے:

إذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ لِيَقلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيم فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلاَ أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلاَ أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلاَّمُ الْغُيُوبِ، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذا الأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي؟ فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي، ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ. وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاصْرِفْهُ عَنِي، وَاصْرِفْنِي عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كانَ، ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ، قَالَ: وَيُسَمِّي حَاجَتَه.

''جب کوئی شخص کسی کام کو کرنے کا ارادہ کرے تو دو رکعت نفل (استخارہ) بغیر فرض کے پڑھے پھر یہ دعا پڑھے ''اللھم انی استخیرک''۔ (جس کا ترجمہ یہ ہے) ''اے اللہ میں آپ کے علم سے خیر طلب کرتا ہوں اور آپ کی قدرت سے ہمت مانگتا ہوں اور آپ کے عظیم فضل کا خواستگار ہوں کیونکہ آپ قادر ہیں اور میں قادر نہیں ہوں آپ

Marfat.com

جانتے ہیں اور میں نہیں جانتا اور آپ عالم الغیب ہیں اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میرے اس کام میں دین' معاش اور انجام کار کے لحاظ سے خیر ہے تو اس کو میرے لیے مقدر فرما' میرے لئے آسان فرما اور میرے لئے اس کو مبارک بنا اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے دین معاش اور انجام کار کے لحاظ سے بُرا ہے تو اس کو مجھ سے ہٹا دے اور مجھے اس سے ہٹا دے اور میرے لیے جہاں خیر ہو وہ مقدر فرما پھر مجھے اس پر راضی فرما دے اور اپنی ضرورت کا نام لے"۔

(السید احمد الہاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۱۲۹)

حدیث شریف میں آیا ہے:

دونوں جگہ ہذا الامر کی جگہ اپنی ضرورت کا نام لے (جس کے لئے استخارہ کرتا ہے)۔

یہ نماز اور دعا کسی بھی مناسب وقت میں پڑھی جا سکتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے اہتمام سے یہ عمل صحابہ کرامؓ کو بتایا کرتے تھے۔ کہ اگر رات کو سونے سے پہلے سات دن تک یہ عمل کیا جائے تو انشاء اللہ اس دوران متعلقہ کام کی بابت خواب میں کچھ اشارہ ہو جائے گا یا پھر طبیعت کا میلان ورجحان کسی ایک طرف ہو جائے گا۔

نماز استخارہ کی دعا حصن حصین کے صفحات ۱۵۸۔۵۹ پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

۵۔ نماز تسبیح:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا' اے چچا تمہیں ایک تحفہ نہ دوں' کیا آپ کو ایسی دس خصلتیں نہ بتا دوں کہ اگر آپ ان کو کر لیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے سب گناہ معاف فرما دے۔ نئے گناہ ہوں یا پرانے' بھول کر کئے ہوں یا جان بوجھ کر' چھوٹے ہوں یا بڑے' چھپ کر کئے ہوں یا ظاہراً۔ وہ دس خصلتیں یہ ہیں کہ تم چار رکعت نماز پڑھو اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھ لو اور پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد کھڑے ہو کر پندرہ مرتبہ یہ پڑھو: سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ پھر رکوع میں دس مرتبہ اور رکوع سے اٹھ کر دس مرتبہ پڑھو۔ پھر سجدہ میں جا کر دس مرتبہ' سجدہ سے اٹھ کر جلسہ میں دس مرتبہ' پھر سجدہ میں دس مرتبہ' پھر دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھ کر دس دفعہ پڑھ کر کھڑا ہو۔ اس طرح ایک رکعت میں کل پچھتر کی تعداد ہو گی اور اس طرح چار رکعتیں مکمل کرو' اگر یہ چار رکعتیں روزانہ پڑھ سکو تو بہت بہتر ورنہ جمعہ میں ایک دفعہ

Marfat.com

پڑھا کرو۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ماہانہ پڑھا کرو، ورنہ سال میں ایک مرتبہ ورنہ کم از کم عمر میں ایک مرتبہ تو پڑھ ہی لو"۔ (ابوداؤد، صلوٰۃ التسبیح)

۶۔ نماز اشراق:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز فجر باجماعت پڑھی اور اشراق تک مسجد ہی میں رہا پھر دو رکعات نفل نماز پڑھی تو اس کو ایک حج وعمرہ کا ثواب ملے گا۔

طلوع آفتاب سے تقریباً ۲۰ منٹ بعد دو چار، چھ، آٹھ یا بارہ رکعت نفل پڑھنا نماز اشراق یا ضحیٰ کہلاتا ہے جس کا بہت اجر و ثواب منقول ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر صبح تمہارے ہر جوڑ وعضو پر صدقہ واجب ہو جاتا ہے اور سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے۔ الحمد للہ کہنا بھی صدقہ ہے۔ لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے۔ اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے۔ بھلائی کی ترغیب دینا بھی صدقہ ہے اور برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے اور اشراق کی دو رکعتیں ان سب کی طرف سے کافی ہیں۔

حضرت معاذؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشراق کی نفلی نماز کتنی رکعت پڑھتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ عموماً چار رکعت پڑھتے تھے اور کبھی اس سے بھی زیادہ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے ابن آدم دن کے شروع میں چار رکعات پڑھ لیا کر۔ میں دن کے آخر تک تیرا ذمہ دار ہوں"۔

۷۔ نماز چاشت:

نماز چاشت کا وقت سورج بلند ہونے سے زوال تک ہے۔ اس نماز کی بڑی فضیلت ہے۔ ہمیشہ پڑھنے والے کے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں اور اس کے واسطے جنت میں سونے کا محل ہوگا۔ اس نماز میں زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں اور کم از کم دو رکعتیں پڑھی جا سکتی ہیں۔

Marfat.com

۸۔صلوٰۃ الاوّابین :

صلوٰۃ الاوابین سے مراد یہ ہے کہ مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعتیں ادا کی جائیں۔صلوٰۃ الاوابین کا طریقہ یہ ہے کہ چھ رکعتیں دو دو کر کے ادا کی جائیں۔اس نفلی نماز کی بڑی فضیلت ہے۔جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اور ان کے درمیان میں کوئی بُری بات نہ کہے تو بارہ برس کی عبادت کے برابر لکھی جائینگی ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ اس نماز کے پڑھنے والے کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگر چہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں (ترمذی)

۹۔نماز مسافر:

جب کسی شخص کا ارادہ اپنے علاقے سے اڑتالیس میل دور جانے کا ہو اور وہاں پہنچ کر تقریباً پندرہ دن قیام کا ارادہ ہو تو اپنی آبادی سے نکلتے ہی نماز میں قصر شروع کر دے تا آنکہ واپسی پر آبادی کی حدود میں داخل ہو۔قصر کہتے ہیں چار رکعت والی نماز کو دو رکعت پڑھنا' جیسے ظہر' عصر' عشاء کی نماز ہے' البتہ دو یا تین رکعت والی فرض نماز میں قصر نہیں ہے جیسے فجر اور مغرب کی نماز۔اسی طرح وتر میں بھی قصر نہیں۔

کم از کم کتنے لمبے سفر میں قصر کی اجازت ہے اس سلسلہ کی اکثر روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر اڑتالیس میل یا اس سے زیادہ سفر ہو تو مسافر قصر کرے ورنہ نہیں۔

۴۸ میل کی مسافت تقریباً ۲/۱ ۷۷ کلو میٹر کے برابر ہے۔

۱۰۔نماز حاجت:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر خشوع و خضوع سے دو رکعت نماز پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے سوال کو پورا کرے گا جلد یا بدیر (جیسے چاہے)۔

۱۱۔نماز تہجد:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

فَضْلُ صَلاۃِ اللَّیْلِ عَلٰی صَلاۃِ النَّهَارِ كَفَضْلِ صَدَقَةِ السِّرِّ عَلٰی صَدَقَةِ الْعَلانِیَةِ. (رواه ابن مالك عن ابن مسعود).

Marfat.com

''رات کی نماز کو دن کی نماز پر ایسے فضیلت حاصل ہے جیسے چھپ کر صدقہ کرنے کی فضیلت کھل کر صدقہ کرنے پر۔(بہ روایت ابن مالک' ابن مسعودؓ)

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۸۱۵)

ایک اور جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رَكْعَتَانِ يَرْكعهُمَا ابنُ آدَمَ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ الأخِيرِ، خَيرٌ لَهُ مِنَ الدُّنْيَا وَما فِيهَا، وَلَوْلاَ أنَّ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتي لَفَرَضْتُهُمَا عَلَيْهِمْ.

''رات کے آخری حصے میں ابن آدم کی دو رکعتیں جو وہ پڑھے۔ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہیں اور اگر میری اُمت پر زیادہ سخت نہ ہوتا۔ تو میں ان پر رات کی نماز کو فرض کر دیتا''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۶۴۱)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

صَلاَةُ اللَّيْلِ مَثْنَى، فَإذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ، صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى. (رواه البخاري ومسلم عن ابن عمر).

''رات کی نماز دو دو رکعتوں میں ہوگی۔ پھر اگر کوئی تم میں سے ڈرے صبح ہونے سے تو وہ بیشک دو رکعت ہی پڑھ لے۔ کہ اس کے ساتھ وتر پڑھ لے''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۷۱۲)

ایک اور حدیث میں نماز تہجد کی فضیلت ملاحظہ ہو:

إذَا آسْتَيْقَظَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّيلِ وَأيْقَظَ أَهْلَهُ، وَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِينَ الله كَثِيراً والذَّاكِرَات. (رواه ابن حبان عن أبي سعيد).

''جب آدمی رات کو بیدار ہو اور اپنے اہل خانہ کو جگا دے اور دونوں دو رکعت نماز پڑھ لیں تو ان کو کثرت سے اللہ کے ذکر کرنے والوں میں لکھ دیا جاتا ہے''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۶۵)

Marfat.com

حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنِ
ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَغَرِّ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَنْزِلُ
رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى سَمَاءِ
الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ فَيَقُولُ
مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبُ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرُ لَهُ.

''قعنبی، مالک، ابن شہاب، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، ابوعبداللہ الاغر، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب رات کی آخر تہائی رہ جاتی ہے تو ہمارا پروردگار (عرش سے) آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور فرماتا ہے کہ مجھ سے کون شخص دعا مانگتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں۔ مجھ سے کون شخص (مراد) مانگتا ہے کہ میں اس کی مراد پوری کروں۔ کون شخص مجھ سے گناہوں کی معافی چاہتا ہے کہ میں اس کی بخشش کروں'' (بحوالہ: سنن ابوداؤد، جلد اول، حدیث نمبر ۱۳۰۱)

''حدیث مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ رات کے پہلے دو تہائی حصے گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر تشریف فرما ہوتے ہیں یعنی رحمت الٰہی متوجہ ہوتی ہے اور بندہ اس وقت جو دعا مانگتا ہے اس کی دعا قبول کی جاتی ہے اور اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں''۔

(بحوالہ: سنن ابوداؤد، جلد اول، اردو ترجمہ از مولانا خورشید حسن قاسمی، صفحہ ۶۳۴)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تہجد کا اہتمام کیا کرو، یہ سلف صالحین کا شیوہ ہے، قرب الٰہی کا سبب ہے اور خطاؤں کو مٹانے والی ہے۔ گناہ سے روکنے کا سبب ہے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو نماز میں کھڑے ہوتے تا آنکہ آپ کے قدم سوج جاتے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؐ ایسا کیوں کرتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو بخش دیا جو ہو چکا اور جو ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا میں شکر گزار بندہ بننے کو پسند نہ کروں۔

نماز تہجد و دعا کا بہترین وقت رات کا آخری تہائی حصہ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زائد نہ پڑھتے تھے۔ آپ چار رکعتیں پڑھتے جن کے حسن و طول کا کیا کہنا؟ پھر آپؐ چار رکعت پڑھتے جن کے حسن وطول کا کیا کہنا؟ (تہجد کی آٹھ رکعت کے بعد) پھر آپؐ تین رکعت وتر ادا فرماتے۔

تہجد کی رکعت چار سے لے کر بارہ تک ہیں۔ جتنا ہو سکے پڑھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بندہ رات کے وقت (تہجد کے وقت) دو رکعت ادا کرے' یہ اس کے لئے دنیا اور جو کچھ اس میں ہے' سب سے بہتر ہے اور اگر میری امت پر مشکل نہ ہوتا' تو میں ان پر یہ فرض کر دیتا۔

صحیح روایت میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رات میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اس وقت جو مسلمان آدمی اللہ تعالیٰ سے جو کچھ بھلائی مانگے' اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے۔

باب نمبر:38

دعائے قنوتِ نازلہ کی فضیلت

لسان العرب کے مطابق قنوت کے لغوی معنی اطاعت، دعا اور قیام کے ہیں۔ راغب الاصفہانی کے مطابق قنوت کے اصلی معنی اطاعت کے ہیں۔

قنوت بد دُعا کے لئے پڑھی جاتی ہے۔ صحیح بخاری شریف کی کتاب الوتر میں لکھا ہے کہ بئر معونہ کے موقع پر جب مبلغین صحابہؓ کو شہید کر دیا گیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلسل ایک ماہ تک بحالت نماز دُعا کی تھی۔

دعائے قنوتِ نازلہ کیا ہے؟

عبدالرحمٰن الجزیری نے الفقہ علی مذاھب الاربعہ اور امام سرخسی نے المبسوط میں تحریر کیا ہے کہ قنوت نازلہ کسی عام مصیبت نازل ہونے کے وقت کی دعا ہے۔ یہ دعا حسب ذیل مواقع پر پڑھی جاتی ہے:

(۱) قحط کے وقت

(۲) وبا پھوٹنے کے وقت

(۳) دشمنوں کے حملے کے موقع پر

(۴) ناگہانی مصائب کے مواقع پر

امام ابو حنیفہؒ نے اس دعا کو قنوت نازلہ یعنی ناگہانی مصائب کی دعا کہا تھا۔ حصن حصین مؤلفہ علامہ محمد بن محمد بن الجزری میں اس دعا کا ذکر ہے:

"قنوت نازلہ فجر کی نماز میں یا اور جہری نمازوں میں بھی آخری رکعت میں رکوع کے بعد پڑھی جائے۔ اگر امام پڑھے تو مقتدی ہر فقرہ پر آمین کہیں"۔

عبدالرحمٰن الجزیری لکھتے ہیں کہ نماز جمعہ کے علاوہ باقی تمام نمازوں میں جو فرض ہیں

Marfat.com

دعائے قنوت نازلہ پڑھی جائے۔ بادشاہ وقت یا اس کے نائبین دعائے قنوت نازلہ پڑھوا سکتے ہیں۔
مشکوٰۃ شریف میں حضرت انسؓ کی روایت کے مطابق حضور اکرمؐ نے ستر قاریوں کی شہادت کے موقع پر قنوت نازلہ پڑھی تھی۔ ابوداؤد میں ہے کہ حضور اکرمؐ نے مسلسل ایک ماہ تک ظہر، عصر، مغرب، فجر اور عشاء میں قنوت نازلہ پڑھی تھی اور بنوسلیم کے قبائل کو بدُعا دی تھی۔
مجموعہ صحاح ستہ مرتبہ مولانا سید ابوالحسن محمد محی الدین میں بھی اس دعا کا ذکر درج ہے۔

اب دعائے قنوت نازلہ ملاحظہ ہو:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُوْنَ اَوْلِيَاۤءَكَ اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ وَاَنْزِلْ بِهِمْ بَاْسَكَ الَّذِيْ لَا تَرُدُّهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ۔

''اے اللہ مومن مردوں اور عورتوں، مسلمان مردوں اور عورتوں کو بخش دے اور ان کے دلوں میں الفت پیدا کر دے اور ان کے مابین معاملات کو درست کر دے اور ان کی اپنے اور ان کے دشمنوں پر مدد فرما اور ان کافروں پر لعنت بھیج جو لوگوں کو تیرے راستے (پر چلنے) سے روکتے ہیں، تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور تیرے دوستوں سے جنگ کرتے ہیں۔ اے اللہ ان کے (اللہ کے دشمنوں) شیرازے کو منتشر کر دے۔ ان کے قدم لرزا (اکھاڑ) دے اور ان پر اپنا عذاب (سختی) نازل فرما جو مجرمین کی قوم سے تو نہیں ٹالتا'' (حصن حصین، صفحات ۱۳۱۔۱۳۰)۔

دعائے قنوتِ نازلہ یوں بھی پڑھی جا سکتی ہے:

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَاِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ

Marfat.com

"اے اللہ اپنے ہدایت یافتگان میں مجھے ہدایت عطا فرما۔ جنہیں تو نے عافیت عطا کی ان میں مجھے عافیت دے اور جن کا تو والی (محافظ) بنا ان میں میرا محافظ بن۔ مجھے جو تو نے عطا کیا ہے اس میں برکت دے، جو فیصلے تو نے کر دیے ہیں ان کی سختی سے مجھے بچا کیونکہ تو فیصلہ صادر کرتا ہے اور تیرے خلاف فیصلہ نہیں دیا جاتا اور جس کا تو دوست ہو جائے وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتا اور جس کا تو دشمن ہو جائے وہ کبھی صاحب عزت نہیں بنتا۔ اے ہمارے رب تو برکت اور بلندی والا ہے۔ ہم تجھ سے ہی بخشش چاہتے ہیں اور تیری جانب رجوع کرتے ہیں اور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و صلوٰۃ ہو" (حصن حصین صفحہ نمبر ۱۳۰)۔

دورِ حاضر میں قنوتِ نازلہ کی اہمیت:

سعودی عرب میں حرمین شریفین میں بھی امام کعبہ اور امام مسجد نبویؐ دعائے قنوت نازلہ فجر، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں پڑھتے ہیں۔ بوسنیا، چیچنیا اور کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کے لیے دعا کی جاتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہم قحط کے وقت، وبا پھوٹنے کے وقت، دشمنوں کے حملوں کے مواقع پر اور ناگہانی مصائب کے موقعوں پر قنوت نازلہ پڑھ سکتے ہیں۔ امت مسلمہ اب بھی مسلمان دشمن طاقتوں کے خلاف قنوت نازلہ پڑھ سکتی ہے ضروری ہے کہ مسلمان اپنے کردار میں تبدیلی لائیں اور حضور اکرمؐ کی سنت پر عمل پیرا ہوں تاکہ طاغوتی طاقتوں کے مقابلے میں ذلیل نہ ہوں۔

Marfat.com

باب نمبر:39

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسندیدہ دعائیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دُعا کرنے کی تلقین فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسندیدہ دُعائیں فلاحِ دارین کا موجب بنتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادگرامی ہے:

الطُّهُورُ شَطْرُ الإيمَانِ، وَالْحَمْدُ لله تَمْلأُ المِيزَانَ، وَسُبْحَانَ الله والْحَمْدُ لله تَمْلآنِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ والأرْضِ، وَالصَّلاةُ نُورٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ، كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو، فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا. (رواه أبو مالك الأشعري).

''پاکیزگی ایمان کا جزو ہے اور ''الحمدللہ'' ترازو کو بھر دیتا ہے۔ ''سبحان اللہ'' اور ''الحمدللہ'' آسمانوں اور زمین کے درمیان تمام فاصلوں کو بھر دیتے ہیں۔ نماز نور ہے اور صدقہ کھلی دلیل ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے حق میں یا تیرے خلاف حجت ہے۔ سب لوگ اس حال میں صبح ہوتے ہیں کہ وہ اپنے نفس کو آزاد کرنے یا برباد کرنے کی صورت میں خریدنے والے ہوتے ہیں''۔

(السید احمد الهاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۲۴۸)

اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند منتخب اور پسندیدہ دُعائیں ملاحظہ ہوں:

Marfat.com

دُشمن سے حفاظت: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

اگر کسی دشمن (قوم) سے ناگہانی حملہ وغیرہ کا ڈر ہو تو یہ دعا مانگی جائے۔

جنت کے پھل:

جب نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھنا ہو تو یہ کلمہ وردِ زبان رکھا جائے اس کو حدیث میں جنت کے پھل کھانے سے تعبیر فرمایا گیا ہے:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔

''پاک ہے اللہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے''۔

غلام آزاد کرنے کا ثواب:

ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ۔ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور ۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھنے سے اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے۔

جنت کا سودا:

ایک حدیث شریف میں ہے جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا اس کے اور جنت کے درمیان صرف موت حائل ہے (رواہ النسائی و بیہقی فی شعب الایمان)۔

شہادت کا رُتبہ:

ایک اور روایت میں ہے کہ اس عمل کا درجہ اس شخص کے عمل کے برابر ہے جو انبیاء کرام کے دفاع میں جہاد کرتا ہوا شہید ہو جائے۔

شب قدر کی دُعا:

شب قدر میں مانگنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کو یہ دعا سکھلائی تھی:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔

(ترمذی و مشکوٰۃ، جلد ا، ص ۱۸۲)

مریض کے پڑھنے کے لیے دعا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان مرض کی حالت میں (اللہ تعالیٰ کو ان الفاظ میں) چالیس مرتبہ پکارے!

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

''تیرے سوا کوئی معبود نہیں (اے اللہ) تو پاک ہے۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا''۔

۔ اور پھر اسی مرض میں مر جائے تو اسے شہید کا ثواب دیا جائے گا اور اگر وہ اچھا ہو گیا تو اس حال میں اچھا ہو گا کہ اُس کے سب گناہ معاف ہو چکے ہوں گے (مستدرک)۔

سب سے جامع دُعا:

مسنون دُعاؤں میں سب سے زیادہ جامع دُعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ
عَبْدُكَ وَنَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ
مِنْهُ عَبْدُكَ وَنَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْكَ
الْبَلَاغُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

(ترمذی، ج ۲، ص ۱۹۲)

اس دُعا کا مفہوم یہ ہے کہ یا اللہ! میں آپ سے ان تمام اچھی چیزوں کا سوال کرتا ہوں جو آپ سے آپ کے بندے اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مانگی ہیں اور ان تمام بُری چیزوں سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں جن سے آپ کے بندے اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پناہ مانگی ہے اور تو ہی مدد کرنے والا ہے اور اللہ کے سوا کوئی طاقت نہیں۔

اس دعا کو اپنی ہر دعا میں شامل کر لینا چاہیے۔

Marfat.com

ستر ہزار فرشتے حفاظت اور دعا کریں گے:

حدیث شریف میں سورۃ الحشر کی آیات کی فضیلت بتلائی گئی ہے کہ جو کوئی صبح وشام تین بار پڑھے گا۔ اُس کی حفاظت کے لیے ستر ہزار فرشتے اُتریں گے اور وہ دن کے وقت یا رات کے وقت فوت ہو گا تو شہید کا مرتبہ پائے گا۔ سورت الحشر کی آیات ۲۴۔۲۲ میں ارشاد ہے:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ
هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۲۲﴾

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ
الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ
عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ؕ
یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ
الْحَكِیْمُ ﴿۲۴﴾

''وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں' چھپے کھلے کا جاننے والا مہربان اور رحم کرنے والا۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں' بادشاہ' نہایت پاک' سب عیبوں سے صاف' اُمن دینے والا' نگہبان' غالب زور آور' اور بڑائی والا' پاک ہے اللہ ان چیزوں سے جنہیں یہ اس کا شریک بناتے ہیں۔ وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا وجود بخشنے والا' صورت بنانے والا' اسی کے لیے (نہایت) اچھے نام ہیں' ہر چیز خواہ وہ آسمانوں میں ہو خواہ زمین میں ہو اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے''۔

حدیث شریف میں ایسا بھی بیان ہے کہ جو فجر اور عصر کی نماز کے بعد تین بار پڑھے گا تو اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے' جو کہ سمندر کے برابر ہوں۔ (ترمذی' دارمی)

چھ نعمتیں:

یہ دعا تین مرتبہ پڑھی جائے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ

Marfat.com

اَکْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ
اَلْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ
یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔

جو شخص یہ کلمات صبح وشام دس دس دفعہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو چھ نعمتوں سے نوازیں گے۔

۱۔ شیطان اور اس کے لشکر سے اس کی حفاظت کی جائے گی۔

۲۔ اس کو اجر وثواب کا بڑا ڈھیر دیا جائے گا۔

۳۔ حُورعین سے اس کا نکاح کیا جائے گا۔

۴۔ اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

۵۔ وہ (جنت) میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔

۶۔ بارہ فرشتے اس کی موت کے وقت حاضر ہوں گے اور اس کو جنت کی بشارت سنائیں گے اور اس کو قبر سے عزت واحترام کے ساتھ لے جائیں گے اگر وہ قیامت کے ہولناک حالات سے گھبرائے گا تو فرشتے اس کو تسلی دیں گے اور کہیں گے گھبراؤ نہیں تم قیامت کی ہولناکیوں سے امن میں رہنے والوں میں سے ہو پھر اللہ تعالیٰ اس سے آسان ترین حساب لیں گے اور جنت میں لے جانے کا حکم دیں گے۔ چنانچہ فرشتے اس کو میدان حشر سے جنت کی طرف اس طرح عزت واحترام سے پہنچائیں گے جیسے دلہن کو لے جایا جاتا ہے اور اللہ کے حکم سے فرشتے اس کو جنت میں داخل کر دیں گے۔ جب کہ دوسرے لوگ حساب وکتاب کی شدت میں مبتلا ہوں گے۔ (روح المعانی: ص ۲۲، ج ۲۴)

چار کروڑ نیکیوں کا ثواب:

حضرت تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دس مرتبہ یہ کلمات کہے تو اللہ تعالےٰ اس کو چار کروڑ نیکیوں کا ثواب عنایت فرماتے ہیں۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ
لَہٗ اِلٰھًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَمْ یَتَّخِذْ

صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

(ترمذی، ج ۱، ص ۱۸۹)

اسی سال کی عبادت کا ثواب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں یہ نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اُٹھنے سے پہلے اسی مرتبہ یہ درود شریف پڑھ لے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی
اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا۔

تو اس کے اسی سال کے گناہ معاف ہوں گے اور اسی سال کی عبادت کا ثواب اس کے لیے لکھا جائے گا۔ (دار قطنی، جامع الصغیر، فضائل درود شریف)۔

قیامت کے دن حساب سے نجات:

ایک صحابی کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ محمد بن ادریس یعنی امام شافعیؒ آپ کے چچا کی اولاد ہیں۔ آپ نے کوئی خصوصی اکرام ان کے لیے فرمایا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہاں میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا کی ہے کہ قیامت میں اس کا حساب نہ لیا جائے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ اکرام ان پر کس عمل کی وجہ سے ہوا! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ میرے اوپر درود ایسے الفاظ کے ساتھ پڑھا کرتا تھا کہ جن الفاظ کے ساتھ کسی اور نے نہیں پڑھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کیا الفاظ ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مندرجہ ذیل درود شریف ارشاد فرمایا:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ
وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

ستر دن تک ثواب ملتا رہے:

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّا هُوَ اَهْلُهٗ ۔

یہ دُعا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہے جو اس کو ایک بار پڑھے گا' اس کے لیے ستر فرشتے ستر دن تک اس کا ثواب لکھیں تو نہ لکھ سکیں۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ جہاں ہم اپنے لیے اتنی دُعا مانگتے ہیں کہ وہاں محبوب رب العالمین کے لیے بھی ہر نماز کے بعد یہ مختصری دعا مانگ لیا کریں۔ (کنز العمال' ج ۲۲' ص ۲۴۴)

جب کہ دوسری روایت میں ہے۔ ستر ہزار فرشتے ایک ہزار دن تک نیکیاں لکھتے رہیں گے۔ (مجمع الزوائد' ج ۱۰' ص ۱۶۲)

اسم اعظم:

اس قرآنی آیت میں اسم اعظم پنہاں ہونے کا کئی بزرگوں کا خیال ہے۔ اسے کسی بھی آفت اور مصیبت کے موقع پر پڑھنے سے انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

جنت کی بشارت:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ ۔

یہ دعا بخاری شریف اور نسائی شریف کی ایک حدیث میں آئی ہے اس حدیث کے راوی حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس دعا کو دن میں پڑھ لے اور رات سے پہلے اس کو موت آجائے وہ اہل جنت سے ہوگا اور جو رات کو پڑھ لے او صبح ہونے سے قبل اس کو موت آجائے وہ بھی اہل جنت سے ہوگا۔

روزانہ ستائیس بار: رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۔

Marfat.com

ستائیس بار یہ دعا روزانہ پڑھیں کیونکہ اس کے ستائیس بار پڑھنے سے اللہ پاک حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے مسلمانوں کی گنتی کے برابر ثواب عطا فرمائیں گے۔

جنت کا خزانہ:

حدیث شریف میں آتا ہے:

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے اور یہ ۹۹ امراض کی دوا ہے۔ جن میں سب سے کم درجے کا مرض غم ہے۔ (عمل الیوم واللیل للنسائی والبیہقی فی دعوت الکبیر)

ہر نقصان سے حفاظت کی دعا:

حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ صبح وشام تین تین بار یہ پڑھ لے گا اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ (مشکوٰۃ، ص ۲۰۹)

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی
الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

(تین بار)

"ترجمہ: اللہ کے نام سے ہم نے صبح کی (یا شام کی) جس نام کے ساتھ آسمان یا زمین میں کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

الہام ہدایت اور نفس کے شر سے حفاظت کی دُعا:

حضرت عمران ابن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے والد حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعا کے یہ دو کلمے سکھائے جن کو وہ مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ تین بار

(ترمذی، ج ۲، ص ۱۸۶)

شب قدر کے برابر ثواب:

درج ذیل کلمات تین مرتبہ کہنے سے شب قدر کے برابر ثواب ملتا ہے۔ آپ بھی یاد کرلیں اور یہ ثواب حاصل کریں۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔

(کنز العمال ص ۲۲۶ ج ۲)

چار بیماریوں سے حفاظت:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(اے قیصر) جب تم فجر کی نماز پڑھ لو تو تین مرتبہ یہ کلمات کہہ لیا کرو:

سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

اللہ تعالیٰ تمہیں چار بلاؤں سے محفوظ رکھیں گے:

۱۔ جذام

۲۔ جنون

۳۔ اندھاپن اور

۴۔ فالج

دُعا برائے حفاظت دین وجان واولاد واہل وعیال اور مال:

بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی دِیْنِیْ وَنَفْسِیْ وَوَلَدِیْ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ۔

(روزانہ صبح وشام تین بار پڑھیں)

Marfat.com

اسی طرح بچے کو مرض یا کسی اور شر سے بچانے کے لئے یہ پڑھ کر دم کریں۔

اُعِیذُکَ بِکَلِمٰتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ کُلِّ
شَیْطٰنٍ وَّھَآمَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّآمَّۃٍ

''ترجمہ: میں تیرے لیے اللہ کے پورے کلموں کے واسطے سے پناہ چاہتا ہوں''۔(بخاری)

عافیت کی دعا:

عافیت کے بڑے وسیع معنی کتابوں میں بتائے گئے ہیں جس میں سکھ چین' سکون' اطمینان' تندرستی' پیسہ اور ہر قسم کی دنیا و آخرت کی بھلائی شامل ہے اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے لیے' اپنے والدین کے لئے ارر آل اولاد کے لیے عافیت مانگا کرو۔ عافیت مانگنے کی دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ؕ

ادائے قرض کی دعا:

ادائیگی قرض کے لیے کثرت سے یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ
بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ
وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ
مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ ۔

ایک لاکھ ۲۴ ہزار نیکیاں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

ایک بار کہے تو اس کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں ۔ (کنز العمال ج ۲' ص ۲۳۶)۔

حادثات سے بچنے کی دُعا:

حضرت طلقؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابوالدّ رداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ کا مکان جل گیا۔ فرمایا نہیں جلا۔

پھر دوسرے شخص نے اطلاع دی تو فرمایا نہیں جلا پھر تیسرے آدمی نے یہی خبر دی۔ آپ نے فرمایا نہیں جلا۔ پھر ایک اور شخص نے آکر کہا کہ اے ابوالدرداء آگ کے شرارے بہت بلند ہوئے مگر جب آپ کے مکان تک آگ پہنچی تو بجھ گئی۔ فرمایا مجھے معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا (کہ میرا مکان جل جائے) کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص صبح کے وقت یہ کلمات پڑھ لے شام تک اس کو کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی۔

میں نے صبح یہ کلمات پڑھے تھے اس لیے مجھے یقین تھا کہ میرا مکان نہیں جل سکتا۔

پھر حضرت ابوالدرداء نے فرمایا کہ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ عَلَیْكَ
تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ مَاشَآءَ اللّٰهُ
كَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَكُنْ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ
اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط اِعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی
كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ
عِلْمًا ط اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ
وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهَا ط
اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ط

ساری آفتوں سے حفاظت کی دُعا:

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ جو شخص اس آیت کو سو بار پڑھ لے گا، وہ تمام آفات سے محفوظ رہے گا:

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ۔

Marfat.com

دوسری روایت میں ہے کہ اس کو پڑھنے والا بلند جگہ سے گرنے سے' ڈوبنے سے' اسی طرح جلنے سے نہیں مرے گا۔

ہر مقصد میں کامیاب ہونے کی دعا:

حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک رات جب کہ بارش ہو رہی تھی اور سخت اندھیرا تھا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کرتے ہوئے نکلے' پس ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پالیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''کہہ'' میں نے عرض کیا' کیا کہوں' فرمایا کہ:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿۱﴾

اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾

لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ﴿۳﴾

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾

''شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔
آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک (ہی) ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے''۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ﴿۲﴾

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ﴿۳﴾

وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ﴿۴﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾

''شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔
آپ کہہ دیجئے! کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔ ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے اور اندھیری رات کی تاریکی کے شر سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے اور گرہ (لگا کر ان) میں پھونکنے والیوں کے شر سے (بھی) اور حسد کرنے والے کی برائی سے بھی جب وہ حسد کرے''۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿۱﴾

مَلِكِ النَّاسِ ﴿۲﴾

اِلٰهِ النَّاسِ ﴿۳﴾

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ﴿۴﴾

الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ﴿۵﴾

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿۶﴾

''شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

آپ کہہ دیجیے! کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں۔ لوگوں کے مالک کی (اور) لوگوں کے معبود کی (پناہ میں) وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے۔ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ (خواہ) وہ جن میں سے ہو یا انسان میں سے''۔

صبح و شام تین تین مرتبہ پڑھ لیا کر یہ تیرے لئے ہر چیز کے لیے کافی ہو جائے۔ (مشکوٰۃ، ص ۱۸۸)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ قَرَأَ إِذَا سَلَّمَ الإِمَامُ يَوْمَ الجُمعَةِ قَبْلَ أَنْ يَثْنِيَ رِجْلَيْهِ «فَاتِحَةَ الكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ» سَبْعاً سَبْعاً، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ.

(رواه أبو الأسعد القشيري عن أنس).

''جب امام جمعہ کے دن سلام پھیرے گا تو جو شخص سورۃ فاتحہ، قل ھو اللہ احد، قل آعوذ برب الناس، قل آعوذ برب الفلق سات سات مرتبہ پڑھے گا اپنے پاؤں دوہرا کرنے سے قبل اس کے پہلے اور بعد کے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے''۔

(السید احمد الھاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر: ۱۲۲۹)

ہر فکر اور غم سے نجات کی دُعا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی فکر اور غم ہوتا تب اسے پڑھتے تھے۔ خاص کر فجر کی سنت اور فرض کے درمیان چالیس بار پڑھنے سے ہر طرح کے غم، فکر اور مشکل سے چھٹکارا ہوگا۔

Marfat.com

یہ دُعا بہت ہی اکسیر ہے:

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ

قبولیت کی دعا:

روزانہ بلاناغہ پانچ سومرتبہ

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ۔

پڑھ کر جو دعا کی جائے وہ انشاءاللہ قبول ہوتی ہے نہایت مجرب ہے۔(ترمذی)

شفاعت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص یہ درود شریف پڑھے گا اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔(الترغیب والترہیب' جلد ۳' ص ۱۶۴)

وہ درود شریف ہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۔

بیس لاکھ نیکیوں کا ثواب:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ اَحَدًا صَمَدًا

لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۔

پڑھے گا اس کے نامہ اعمال میں بیس لاکھ نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور دس لاکھ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔(رواہ الترمذی وابن ماجہ مجمع الزوائد ج/۱۰' ص ۸۵)

سارے گناہوں سے معافی کی دُعا:

جو شخص رات کو سوتے وقت یہ کلمات تین مرتبہ پڑھ لے:

Marfat.com

اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ ۔

اس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے خواہ وہ سمندر کی جھاگ کی طرح (زیادہ) ہوں۔ (مشکوٰۃ، جلد ا، ص ۲۱۱)

دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص یہ کلمات فجر اور عصر کے بعد تین تین مرتبہ پڑھے اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

سید الاستغفار:

اس استغفار کو زبانی یاد کر لینا چاہیے اور اپنی دعا میں اس کو پڑھنا چاہیے اس کی بڑی فضیلت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

سَيِّدُ الاسْتِغْفَارِ أَنْ تَقولَ: «اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لا إلٰهَ إلَّا أَنْتَ خَلَقْتَني وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ. أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوءُ(١) لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إلَّا أَنْتَ». (رواه أحمد).

(السید احمد الهاشمی، مختار الاحادیث النبویه والحکم المحمدیه، حدیث نمبر:٦٧٦)

"سید الاستغفار یہ ہے کہ تو کہے! اے اللہ تو میرا رب ہے، نہیں کوئی معبود مگر تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں اپنی طاقت کے موافق میں پناہ مانگتا ہوں اپنی بدکاریوں سے اور تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں تو میرے گناہ بخش دے پس تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخشتا"۔

قیامت کے روز سب سے افضل عمل:

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص ۱۰۰ مرتبہ:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ۔

پڑھ لے اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ بخش دیتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ سے

Marfat.com

زیادہ ہوں اور جو شخص روزانہ یہ پڑھے گا قیامت کے دن کوئی اس سے افضل عمل والا نہیں ہوگا۔ مگر وہ جس نے اسی مقدار میں یا اس سے زائد یہ دعا پڑھی۔ (رواہ مسلم والترمذی والنسائی)

ہر کلمہ پر ایک لاکھ نیکی کا ثواب:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ خواتین کو تلقین فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تم بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان و اقامت کہتے سنو تو جس طرح وہ کہتے ہیں تم بھی کہو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے ہر کلمہ کے بدلے میں ایک لاکھ نیکی لکھیں گے اور ہزار درجے بلند فرمادیں گے اور ایک ہزار گناہ معاف فرمادیں گے۔

خواتین نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تو عورتوں کے لیے ثواب ہے۔ مردوں کو کیا ثواب ملے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مردوں کے لیے دوگنا ثواب ہے۔ (رواہ ابن عساکر کمافی الکنز، جلد ۴، ص ۱۵۰)

لا الہ الا اللہ کی فضیلت:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ کے عرش کے سامنے نور کا ایک ستون ہے۔ جب بندہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو یہ ستون ہلنے لگتا ہے حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں ٹھہر جا۔ وہ ستون عرض کرتا ہے میں کیسے ٹھہر جاؤں؟ حالانکہ ابھی اس کلمہ پڑھنے والے کی مغفرت نہیں ہوئی اس پر حق تعالیٰ فرماتے ہیں اچھا میں نے مغفرت کردی۔ چنانچہ وہ ستون ٹھہر جاتا ہے۔

چلتے پھرتے اگر کلمہ کو پڑھنے کا معمول بنالیں تو یہ آسان بھی ہے اور ثواب عظیم کا ذریعہ ہے اور مغفرت کا سامان بھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جَدِّدُوا إِيمَانَكُمْ، أَكْثِرُوا مِنْ قَوْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ.

(رواه أحمد).

"اپنے ایمانوں کی تجدید کرتے رہو اس حال میں کہ لا الہ الا اللہ کثرت سے پڑھو"۔

(السید احمد الهاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر: ۵۰۶)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

Marfat.com

حَضَرَ مَلَكُ الْمَوْتِ رَجُلًا يَمُوتُ، فَشَقَّ أَعْضَاءَهُ، فَلَمْ يَجِدْهُ عَمِلَ خَيْراً، ثُمَّ شَقَّ قَلْبَهُ فَلَمْ يَجِدْ فِيهِ خَيْراً، فَفَكَّ لَحْيَيْهِ فَوَجَدَ طَرَفَ لِسَانِهِ لَاصِقاً بِحَنْكِهِ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، فَغُفِرَ لَهُ بِكَلِمَةِ الإِخْلَاصِ.
(رواه ابن أبي الدنيا عن أبي هريرة).

''موت کا فرشتہ ایک شخص کے پاس حاضر ہوا اور اس نے اس کے اعضاء کو توڑ کے رکھ دیا لیکن اس نے خیر کا کوئی کام نہ پایا پھر اس نے اس کے دل کو چیرا اس میں بھی اس کے خیر کو نہ پایا پھر اس نے اس کے دونوں جبڑوں کو پھاڑا تو اس نے دیکھا کہ اس کی زبان کا ایک کنارہ چمٹہ ہے اس کے تالو کے ساتھ اور وہ کہہ رہا ہے لا الہ الا اللہ تو اس کو بخش دیا گیا اس کلمہ کے اخلاص کی وجہ سے'' (السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۵۲۱)۔

فرض نماز کا سلام پھیر کر سر پر داہنا ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھیں:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ
اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّی الْهَمَّ وَالْحُزْنَ۔

ترجمہ: ''میں نے اللہ کے نام کے ساتھ نماز ختم کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں (اور) جو رحمٰن ورحیم ہے۔ اے اللہ! تو مجھ سے فکر اور رنج دور کر دے'' اور تین بار:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ کہیں

بازار میں پڑھنے کی دُعا:

حدیث شریف میں ہے کہ بازار میں مندرجہ ذیل کلمہ پڑھنے والے مسلمان کے لیے اللہ تعالیٰ دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور دس لاکھ درجات بلند کر دینے کے علاوہ اس کے لیے جنت میں ایک عالی شان محل تیار فرما دیتے ہیں۔

لہٰذا بازار میں یہ دُعا کثرت سے پڑھنی چاہیے۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ
بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

Marfat.com

آل عمران کی آخری دس آیتوں کا ثواب:

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص آل عمران کی آخری دس آیتیں
اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ سے آخر سورۃ تک کسی رات کو پڑھ لے تو اسے
رات بھر نماز پڑھنے کا پورا ثواب ملے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

بخشش کی سفارش:

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو جب تک الٓمٓ سجدہ (جو اکیسویں پارے میں ہے) اور سورۃ الملک نہ پڑھ لیتے تھے اس وقت تک نہ سوتے تھے (ترمذی وغیرہ)۔

تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ ۔

اور اسی سورۃ الملک کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:
ایک شخص کی سفارش کر کے اس نے بخشوا دیا (مشکوٰۃ)۔

فاقہ دور کرنے کی دعا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر رات کو سورۃ الواقعہ پڑھ لیا کرے، اسے کبھی فاقہ نہ ہوگا۔ (بیہقی)

یوم جمعہ کا خاص عمل:

درود وسلام بڑی محبوب اور بڑی مقبول عبادت ہے اور آخرت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک ہونے کا اہم ذریعہ ہے، احادیث مبارکہ میں اس کے بڑے فضائل آئے ہیں۔ ان میں جمعہ کے دن کے درود وسلام کی کثرت کرنے کی خاص تاکید وترغیب ہے اور سب سے افضل درود ابراہیمی ہے اور سب سے چھوٹا درود:

صَلَّی اللّٰہِ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ اور
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ۔

ہے ان سے بھی درود شریف کی فضیلت حاصل ہو جاتی ہے اس لیے اس کا ضرور اہتمام کرنا چاہیے۔

Marfat.com

رزق کی فراخی کے لیے دعا:

اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَیَقْدِرُ لَہٗ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۶۲﴾

(سورۃ العنکبوت' آیت نمبر ۶۲)

روزانہ فجر کی نماز کے بعد ۱۱ دفعہ پڑھیں۔

مرنے تک تندرست رہنے کی دعا:

جو شخص چاہے کہ مرتے دم تک اس کے تمام اعضاء درست رہیں اور وہ تندرست رہے تو روزانہ ۳ دفعہ یہ آیت پڑھ کر اپنے اوپر پھونکیں:

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ
النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ
الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

''پس آپ یکسو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے' اللہ تعالیٰ کے بنائے کو بدلنا نہیں' یہی سیدھا دین ہے' لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے'' (سورۃ الروم' آیت نمبر ۳۰)۔

نیند آنے کی دعا:

لیٹنے کے بعد نیند نہ آئے تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَهَدَأَتِ الْعُيُوْنُ
وَاَنْتَ حَيٌّ قَيُّوْمٌ لَا تَاْخُذُكَ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ
يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اَهْدِئْ لَيْلِيْ وَاَنِمْ عَيْنِيْ۔

(حصن حصین)

گھر سے نکلنے کی دعا:

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

Marfat.com

جو شخص گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھ لے وہ گھر میں واپسی تک ہر ضرر اور شیطان سے محفوظ رہے گا اور جن کاموں کے لیے نکلا ہے وہ سب پورے ہوں گے۔ (الترمذی)

صلوٰۃ التسبیح:

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو یہ نماز پڑھتا ہے۔ اس کے اگلے پچھلے، ظاہر پوشیدہ، صغیرہ کبیرہ تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

یہ نماز بعد زوال اور قبل نماز ظہر ادا کرنی چاہیے روزانہ یا آٹھویں روز یا سال میں ایک مرتبہ ورنہ عمر میں ایک دفعہ ضرور پڑھنی چاہیے۔

طریقہ ادائیگی: چار رکعت نفل صلوٰۃ التسبیح کی نیت باندھیں اول **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ** آخر تک پڑھیں پھر پندرہ دفعہ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ۔

پڑھیں۔ اگر اس کے ساتھ

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

بھی پڑھ لیں تو ثواب زیادہ ملے گا۔ پھر الحمد شریف اور کوئی سورت اور دس بار تیسرا کلمہ پڑھیں پھر رکوع میں تسبیح کے بعد دس بار پھر قومہ میں دس بار پھر سجدہ اول میں تسبیح کے بعد دس بار جلسہ میں دس پھر سجدہ ثانیہ میں تسبیح کے بعد دس بار پڑھیں اور اسی طرح چاروں رکعت میں پڑھیں یہ یاد رکھیں کہ ہر رکعت کے شروع میں قرآت سے پہلے پندرہ مرتبہ پڑھنی ہے اور پھر دس دس مرتبہ پڑھنی ہے اور کسی جگہ کلمہ پڑھنا رہ جائے تو اس کے بعد والے رکن میں پڑھ لیں تاکہ تعداد پوری ہو جائے۔

استخارے کی دعاء:

جب کوئی اہم کام کرنا ہو اور اس کے کرنے نہ کرنے کے متعلق فیصلہ کرنا ہو تو استخارہ کرنا مسنون ہے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت استخارے کی نیت سے نفل پڑھے پھر سلام کے بعد

یہ دعا پڑھیں (ترمذی)۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعِیْشَتِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعِیْشَتِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ۔

بہتر ہے کہ یہ عمل سات دن کیا جائے۔

ایک سو حج اور ایک سو عمروں کا ثواب:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان مرد یا عورت وتر کے بعد دو سجدے اس طرح کرے کہ ہر سجدہ میں پانچ مرتبہ:

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ۔

پڑھے اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھ کر ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھے تو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کے وہاں سے اٹھنے سے پہلے مغفرت فرمادیں گے اور ایک سو حج اور ایک سو عمروں کا ثواب عطا فرمادیں گے اور اس کو شہیدوں کا ثواب دیں گے اور اس کی طرف اللہ تعالیٰ ایک ہزار فرشتے بھیجیں گے جو اس کے لئے نیکیاں لکھنی شروع کر دیں گے اور اس کو سو غلام آزاد کرنے کا ثواب بھی ملے گا اور اس کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے اور قیامت کے دن ساٹھ اہل جہنم کے حق میں اس کی شفاعت قبول ہوگی اور جب مرے گا تو یہ شخص شہادت کی موت مرے گا (فتاویٰ تاتارخانیہ، جلد۱، ص ۶۷۸)۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (مفتی محمد ابوبکر علوی، محبوب نبیؐ کی محبوب دعائیں، صفحات ۶۸۔۲)۔

Marfat.com

باب نمبر:40

عورت۔ چراغِ خانہ یا شمعِ انجمن

(مقامِ خواتین تعلیماتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں)

انسانی زندگی میں فساد اور استحکام کی بنیاد مرد و عورت کے متوازن و غیر متوازن تعلق پر ہے عورت اور مرد انسانی زندگی کا لازم و ملزوم حصہ ہیں انسانی تخلیق میں دونوں کا برابر کا حصہ ہے۔

پروفیسر جینکس اپنی کتاب ''تاریخ سیاسیات'' میں کہتے ہیں۔

''معاشرے کی موجودہ ارتقاء پذیر صورت (صنعتی معاشرہ) کو نسبتاً مادری کہنا پڑتا ہے عورت معاشرے کا ایسا ناگزیر عنصر ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔''

مسلمان علماء نے معاشرت اسلام سے پہلے کے معاشرتی حالات کو یونان سے شروع کیا چونکہ یونان نے سیاسی اور معاشرتی استحکام کی طرح ڈالی رومی تہذیب نے اسے پروان چڑھایا۔ یونان و روم کے متعلق تفصیلی معلومات انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا اور لیکی کی تاریخ اخلاق یورپ میں ملتی ہیں۔ افلاطون نے عورت اور مرد کی مساوات کا دعویٰ کیا لیکن یہ محض زبانی تعلیم تھی۔ یہودیت ہمیں بتاتی ہے کہ عورت مکار، بدطینت اور نسل انسانی کی دشمن ہے۔ بائیبل میں مرد کو عورت کے ہر قسم کے فیصلے کو بدلنے کا اختیار حاصل ہے۔ یہود کی روایات کے نزدیک عورت ناپاک چیز ہے۔ مسیحی رہنما ''ترتولیان'' کے نزدیک عورت شیطان کے آنے کا دروازہ ہے۔ وہ شجر ممنوعہ کی طرف جانے والی اور خدا کے قانون کو توڑنے والی ہے۔ اس کے نزدیک عورت محکوم اور مرد حاکم ہے۔

سید سلیمان ندویؒ مرحوم ''سیرۃ النبی'' میں فرماتے ہیں اسلام سے پہلے جو اخلاقی مذاہب ہیں اُن سب میں عورت و مرد کے ازدواجی تعلقات کو اخلاق و روح کی ترقی و مدارج کے لئے مانع قرار دیا گیا ہے۔ عورتوں کی قبل از اسلام حالت دگرگوں تھی بچیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر

Marfat.com

دیا جاتا تھا۔ عورتوں کو وراثت سے حصہ نہ ملتا تھا بیٹا اپنے باپ کی بیوہ سے شادی کرسکتا تھا۔
تاریخ اسلام کی کتب احادیث وتفاسیر میں واقعات پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔
دنیا کے مختلف معاشروں میں بنیادی خرابی اس امر سے پیدا ہوئی کہ عورت اور مرد میں تخلیقی امتیاز رکھا گیا اس امتیاز کی بنیاد پر وہ ساری فاسد عمارت کھڑی کی گئی جس میں عورت کو ذلیل ترین سمجھا گیا اسلام نے امتیاز کو مٹایا اور بتایا عورت اور مرد کی تخلیقی بنیاد ایک ہے لہٰذا بنیادی اور پیدائشی طور پر کسی کو فضیلت نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَآيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ
وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا
وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۗ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ①

"اے لوگو! تم اپنے اُس رب سے ڈرو جس نے تمہیں نفس واحدہ سے پیدا کیا۔ پھر اس سے اس کے جوڑے پیدا کئے اور ان سے کثیر تعداد میں مرد اور عورتیں پھیلا دیں اور تم اللہ سے ڈرو جس سے تم سوال کرتے ہو اور رشتوں (کا خیال رکھو) بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے"۔

(سورۃ النساء، آیت ۱)۔

مندرجہ بالا آیت میں تین چیزیں بیان ہوئیں۔ ۱۔ وحدت ربانی ۲۔ وحدت نسل انسانی ۳۔ وحدت حقوق وفرائض جس کا معاشرتی زندگی پر گہرا اثر ہوتا ہے۔
دوسرا یہ کہ نسل انسانی ایک ہے اس لئے نسلی اعتبار سے مرد وعورت کے درمیان تفریق نہیں ہونی چاہیے۔ تیسرا یہ کہ حقوق وفرائض کی ذمہ داری دونوں پر ڈالی ہے جس طرح مرد حقوق کا مالک بنتا ہے۔ اسی طرح اس کے فرائض بھی ہیں۔
اسلام ہی نے دنیا کو بتایا کہ زندگی مرد وعورت دونوں کی محتاج ہے۔ عورت کو کارزار حیات میں ذلیل کر کے انسانی معاشرے کی خدمت نہیں کی جاسکتی قدرت ان دونوں صنفوں سے کام لینا چاہتی ہے۔ ان میں سے کسی ایک صنف کا ظلم پوری زندگی کے لئے فساد کا باعث بن

Marfat.com

جائے گا۔

عورت کے مسئلے میں قرآنی انداز کے دو پہلو ہیں:

۱۔قرآن عورت کے وقار اور عزت انسانی کو مرد کے مساوی قرار دیتا ہے۔

۲۔عورت کے حقوق وفرائض کا تعین کرتا ہے۔

قرآن پاک یہ بھی بتاتا ہے کہ تمدن کی اصلاح وفساد کا دارومدار دونوں پر ہے۔

اسلام مردوعورت کے بنیادی حقوق کو تسلیم کرتا ہے اور یہ حقوق تسلیم کرتے ہوئے کہتا ہے عورت مختلف حیثیتیں رکھتی ہے۔ اس لئے تفصیلی وضاحت کے لئے ان حیثیتوں کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً عورت ماں ہے۔ بیٹی ہے۔ بہن ہے۔ بیوی ہے۔

مادرِ مہربان "قرآن وسنت میں مقام معراج انسانیت":

قرآن وسنت کے اعتبار سے ماں کا مقام بہت زیادہ ہے جس کی عظمت کا تصور بھی ممکن نہیں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے بعد دوسرا درجہ والدین کی اطاعت ہے اور والدین میں سے بھی والدہ کو ترجیح ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۲۳ میں والدین سے حسن سلوک کے متعلق حکم ہے:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ
عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا
وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾

"اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا' نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام سے بات چیت کرنا"۔

احادیث:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا تمہاری ماں۔ بولا پھر کون؟ فرمایا تمہاری ماں۔ بولا پھر کون؟ فرمایا تمہاری ماں۔ بولا پھر کون؟ فرمایا تمہارا باپ (متفق علیہ)۔

Marfat.com

حضرت مغیرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا آنحضرتؐ نے فرمایا:

اللہ نے یقیناً تم پر حرام ٹھہرائی ہیں ماؤں کی نافرمانی اور بیٹیوں کو زندہ گاڑھ دینا (متفق علیہ)۔

بہز بن حکیمؒ سے روایت ہے انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں کس سے نیکی کروں؟ فرمایا اپنی ماں سے میں نے عرض کیا پھر کس سے؟ فرمایا اپنی ماں سے۔ میں نے عرض کیا پھر کس سے؟ فرمایا اپنی ماں سے میں نے عرض کیا پھر کس سے؟ فرمایا اپنے باپ سے پھر قریب تر اور قریب تر سے۔

(محمد بن عبداللہ خطیب التبریزی، مشکوٰۃ المصابیح باب اللہ والصلواۃ ۱۹/۴ ۴۱۸)۔

عورت بیٹی کی حیثیت سے:

والدہ کے بعد عورت کی دوسری قابل عزت حیثیت بیٹی کی ہے۔ بیٹی کے ساتھ رحمت و شفقت کا سلوک قرآن و سنت کا واضح اصول ہے۔ قرآن نے بیٹی کو زندہ درگور کرنے کو جہنم جانے کا سبب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی کی تربیت کے لئے اور اس کے ساتھ شفقت کو آگ سے نجات کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے دو لڑکیوں کی ان کے بالغ ہونے تک پرورش کی وہ اور میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ملایا۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس کی کوئی اپنی (بہن یا بیٹی) ہو اور وہ اسے زندہ نہ گاڑھے اور اس کی توہین نہ کرے اور اپنے بیٹے کو اس پر ترجیح نہ دے تو اللہ اُسے جنت میں داخل کرے گا۔

مسلم کی کتاب المناقب میں حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے متعلق حضورؐ کا ارشاد ہے۔ بلاشک و شبہ میری بیٹی میرا جگر گوشہ ہے جو چیز اس کے لئے باعث تشویش ہوگی وہ میرے لئے بھی پریشانی کا سبب بنے گی اور جو چیز اس کے لئے موجب اذیت ہوگی میرے لئے بھی تکلیف دہ ہوگی۔

ان آیات و احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام بیٹی کی حیثیت سے عورت کو کتنا معزز و محترم سمجھتا ہے اسلامی تعلیمات پر نظر رکھنے والا کوئی شخص بھی عورت کی عظمت کا منکر نہیں ہوسکتا۔

Marfat.com

عورت بیوی کی حیثیت سے:

اسلام نے اس حیثیت میں بلند مقام انفرادی شخصیت کو تسلیم کرتے ہوئے فرائض کے ساتھ حقوق بیان کئے۔ مہر نان ونفقہ، حقِ خُلع، حسن سلوک حقوق میں مساوات، اسلام نے بحیثیت مجموعی عورت کو سر بلند کرنے میں بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ آنحضرتؐ کا ارشاد گرامی ہے:

''دنیا میں سے مجھے عورتیں اور خوشبو عزیز ہیں اور نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔'' ام المومنینؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کی ترویج کا کام کیا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا علمی وادبی مقام ایک مسلم حقیقت ہے۔

عمدہ تربیت: چونکہ ساری تعلیم کا مقصود اخلاق وتقویٰ کی تربیت ہے۔ اس لئے قرآن و سنت نے فکری اصلاح کے ساتھ اخلاق وعمل کی اصلاح پر بڑا زور دیا ہے۔ وہ تمام احکام سکھائے گئے جو اسلامی معاشرے کے بہترین فرد بننے کے لئے ضروری ہیں خواتین کا بالخصوص یہ خیال کیا گیا کہ وہ عزت وحیاء کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔

سورۃ النساء میں عورت کے مالی حقوق بھی متعین کئے گئے ہیں اور اسے خلع کا حق دیا اور شخصی آزادی کا حق بھی دیا ہے۔

تعلیم نسواں:

وہی معاشرہ ٹھیک چل سکتا ہے جس کی تربیت صحیح نہج پر ہوئی ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم کو بطور فریضہ قرار دیا:

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد وعورت) پر فرض ہے''۔

عورتوں کی تعلیم کی طرف آپ نے خصوصی توجہ دی کہ بیعت اسلام کے وقت جو شرائط بیان کی جاتی تھیں وہ بھی ایک طرح کی تعلیم تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عورتوں کی تعلیم کا اس قدر احساس تھا کہ کئی مرتبہ نماز کے بعد دوبارہ عورتوں کی طرف تشریف لے جاتے اور پھر انہیں دین کی باتیں سناتے۔

Marfat.com

باب نمبر:41

جہیز کا فلسفہ

(اُسوہ حسنہ کی روشنی میں)

غریب و مفلس اور محتاج والدین کی زندگی کس قدر مشکل ہوتی ہے۔ ان کا دل میر تقی میر کے بقول مفلس کے چراغ کی طرح سرِ شام ہی ٹمٹمانا شروع کر دیتا ہے اور بُجھا سا رہتا ہے۔ امراء کا طبقہ کلبوں اور فائیو سٹار ہوٹلوں میں دادِ عیش دے رہا ہوتا ہے جبکہ غریب والدین جن کے شانوں پر جہیز کا بوجھ ہوتا ہے۔ سسک سسک کر زندگی کے دن پورے کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کے تن پر پہنے ہوئے کپڑے انسانیت کے نام پر طمانچہ ہیں۔ کتنی ہی یتیم بچیاں ہیں جو جہیز نہ ہونے کے باعث اپنے ہاتھوں کو پیلا نہیں کر سکتیں۔ کتنی ہی بیوگان ہیں جو جہیز اکٹھا کرنے کی خاطر امراء کے دولت کدوں پر برتن دھوتی ہیں۔ ان کی اوقات کیا ہے؟ ان کی بساط کیا ہے؟ بھلا ان کے پاس کیا ہے؟ ایسے والدین قرض کی جھاگ لے کر اپنے پوشاک دھوتے ہیں۔ یہ سب بربادی جہیز کی وجہ سے ہے جو ایک معاشرتی لعنت اور ہندوؤں کی رسم ہے۔ اسلام میں جہیز کا کوئی تصور نہیں۔

جہیز دراصل عربی زبان کے لفظ ''جھاز'' سے لیا گیا ہے جس کے معنی اُس ساز و سامان کے ہیں جس کی کسی مسافر کو سفر کے دوران ضرورت ہوتی ہے یا دلہن کو گھر بسانے کے لیے ضرورت ہوتی ہے۔ یا اس سے مراد ایسا سامان ہے جو میت کو قبر تک پہنچانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ علامہ راغب اصفہانی تحریر کرتے ہیں:

''جھاز اس سامان کو کہتے ہیں جو کسی کے لیے تیار کیا جاتا ہے اور تجہیز کا معنی ہے اس سامان کو اٹھانا یا بھیجنا'' (المفردات فی غریب القرآن' مصر'۱۳۸۱ھ ایڈیشن' صفحہ نمبر ۱۰۱)۔

عربی کی لغت المنجد میں لکھا ہے:

''جھاز گھر یا مُسافر یا دلہن کے لیے وہ سامان ہوتا ہے جس کی ضرورت ہوتی ہے''۔

(المنجد' بیروت' ۱۹۵۶ء' صفحہ نمبر ۱۰۶)

Marfat.com

سورت یوسف کی آیت ۵۹ میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے:

وَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِأَخٍ لَّكُم مِّنْ أَبِيكُمْ ۚ أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي أُوفِي الْكَيْلَ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ﴿٥٩﴾

''جب انہیں ان کا اسباب مہیا کر دیا تو کہا کہ تم میرے پاس اپنے اس بھائی کو بھی لانا جو تمہارے باپ سے ہے' کیا تم نے نہیں دیکھا کہ میں پورا ناپ کر دیتا ہوں اور میں ہوں بھی بہترین میزبانی کرنے والوں میں''۔

یہ لفظ حدیث شریف میں بھی آیا ہے:

''من جهز غازيا فی سبيل الله فقد غزا۔

(ولی الدین ابی عبداللہ' مشکوٰۃ' سعید کمپنی' کراچی' صفحہ ۳۲۹)

''جس شخص نے اللہ کے راستے میں کسی جہاد کرنے والے کو (جنگی سامان سے) لیس کیا وہ گویا خود اس جہاد میں شریک ہوا''۔

علامہ السید سابق فرماتے ہیں:

''جہاز (جہیز) وہ سامان ہے جسے عورت خود اور اس عورت کے ورثاء تیار کرتے ہیں تا کہ جب وہ شادی شدہ ہو کر خاوند کے گھر جائے تو یہ سامان اس عورت کے ساتھ ہو''۔

(فقہ السنہ' جلد دوم' لبنان' بیروت' ۱۳۸۹ھ' صفحہ ۱۶۷)

جہیز کی رسم ہندوانہ ہے:

اسلام میں نکاح کے وقت کھجور یا شرینی تقسیم کرنا اور نکاح کے بعد توفیق کے مطابق دعوت ولیمہ اسلامی رسمیں ہیں۔ جہاں تک کہ جہیز کا تعلق ہے اسلام میں اس کا کوئی تصور نہیں ہے۔

بقول حافظ محمد سعد اللہ:

''ہندوستان میں زیادہ تر مغل فرمانروا شہنشاہ اکبر اور دکن میں سلطان محمد قلی قطب شاہ نے مسلمانوں اور ہندوؤں کو ملانے' آپس میں اتحاد اور اتفاق پیدا کرنے اور یگانگت کی فضا قائم کرنے کے لئے بہت سی ہندی رسومات کو اپنا لیا تھا''۔

(مقالہ: جہیز کی شرعی حیثیت' سہ ماہی منہاج' مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری' جولائی ۱۹۸۶ء' لاہور' صفحہ نمبر ۱۶۴)

Marfat.com

چونکہ ہندو قانون میں لڑکیوں کو جائیداد میں حصہ نہیں ملتا لہٰذا شادی کے وقت لڑکی کو جہیز دیا جاتا ہے۔ مسلمانوں نے بھی ہندوؤں کی اس رسم بد کو اپنا لیا اور اب ہم بھی اس بد رسم کی سزا بھگت رہے ہیں۔

اگر ہم قرآن پاک کا مطالعہ کریں تو ہمیں جہیز کا کوئی تصور نہیں ملتا ہے۔ اسی طرح حدیث شریف میں بھی جہیز کا کوئی تصور نہیں۔ صحاح ستہ اور دیگر احادیث کی کتب اور فقہ کی کتابوں میں ہمیں جہیز کا کوئی تصور نہیں ملتا۔ اسلام کے عائلی قوانین میں تفصیلاً ان موضوعات پر گفتگو کی گئی ہے مثلاً:

(۱) شادی

(۲) طلاق

(۳) نان نفقہ

(۴) جائیداد میں حصہ

(۵) ھبہ

(۶) حق مہر اور عورت کے دیگر حقوق وغیرہ

اسلام کے عائلی قانون میں جہیز کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

خاوند کی ذمہ داریاں:

علامہ مرغینانی کتاب الھدایہ میں لکھتے ہیں:

''بیوی مسلمان ہو یا اہل کتاب اس کا ہر قسم کا خرچہ شوہر پر واجب ہے جبکہ وہ (بیوی) اپنے آپ کو خاوند کے سپرد کر دے اور اس کے گھر منتقل ہو جائے۔ اس خرچہ میں اس عورت کی خوراک، لباس اور رہائش کے لیے مکان شامل ہے اور اس حکم کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے جو سورت الطلاق کی آیت نمبر ۶ میں درج ہے:

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا
عَلَيْهِنَّ ۚ وَإِن كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ
فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۖ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُم بِمَعْرُوفٍ ۖ وَإِن
تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ ﴿٦﴾

''تم اپنی طاقت کے مطابق جہاں تم رہتے ہو وہاں ان (طلاق والی) عورتوں کو رکھو اور

Marfat.com

انہیں تنگ کرنے کے لیے تکلیف نہ پہنچاؤ اور اگر وہ حمل سے ہوں تو جب تک بچہ پیدا ہو لے انہیں خرچ دیتے رہا کرو پھر اگر تمہارے کہنے سے وہی دودھ پلائیں تو تم انہیں ان کی اجرت دے دو اور باہم مناسب طور پر مشورہ کر لیا کرو اور اگر تم آپس میں کشمکش کرو تو اس کے کہنے سے کوئی اور دودھ پلائے گی"۔

عورت کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنا مرد پر فرض ہے اور یہی بنیادی ضرورتیں جہیز کی شکل میں مرد پورا کرتا ہے۔ دور جدید کے معروف فقیہ امام محمد ابوزہرہ "مقاع البیت" میں لکھتے ہیں:

"گھریلو ساز و سامان کی تیاری خاوند پر واجب ہے۔ حق مہر جہیز کا عوض نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ صرف اور صرف عطیہ ہے جیسا کہ قرآن حکیم نے اس کا نام نحلۃ (عطیہ) رکھا"۔

(محمد ابوزہرۃ الاحوال الشخصیہ، طبع دار الفکر العربی ۱۹۷۷ء صفحہ ۲۳۸)۔

چنانچہ حنفی فقہاء کی رائے کے مطابق جہیز کی تیاری خاوند کے ذمے ہے۔ یہ رائے ابوزہرہ نے بیان فرمائی ہے۔ مالکی فقہاء کے مطابق خاوند عورت کو پیشگی رقم مہر دے گا جس سے وہ گھریلو سامان تیار کرے گی۔ علامہ سید سابق تحریر کرتے ہیں:

"گھر کی شرعی تیاری اور گھر کے لیے ہر اس سامان کا مہیا کرنا جس کی اسے ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً سامان، بستر اور برتن وغیرہ یہ خاوند کے ذمے ہے۔" (السید سابق 'فقہ السنۃ' جلد دوم' صفحہ نمبر ۱۶۷)۔

(حنفی فقہ کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: محمد عبداللہ' الکواکب الدّریہ فی الفقہ المالکیہ جلد دوم' قاہرہ ایڈیشن' ۱۹۸۱ء' صفحہ نمبر ۱۸۲)

حضور اکرمؐ کا اسوہ حسنہ:

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو جہیز دیا۔ کیا آپؐ نے اپنی اور بیٹیوں حضرت زینبؓ حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کو بھی جہیز دیا۔ ان تین بیٹیوں کا حضور اکرمؐ کی زندگی میں ہی انتقال ہو گیا تھا۔ حضرت زینبؓ کی شادی ان کے خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن ربیع بن لقیط سے ہوئی۔ حضرت رقیہؓ کی شادی حضرت عثمانؓ سے ہوئی۔ حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا تو ربیع الاول میں حضرت عثمانؓ نے حضرت ام کلثومؓ کے ساتھ نکاح کر لیا۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: علامہ شبلی نعمانیؒ و علامہ سید سلیمان ندویؒ "سیرت النبیؐ" جلد دوم' صفحات ۲۴۹ سے ۲۵۱)۔

Marfat.com

حافظ محمد سعد اللہ اپنے مقالہ' جہیز کی شرعی حیثیت' میں رقمطراز ہیں:

''دورِ نبویؐ میں سوائے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کے موقع کے کوئی ایسی شادی نظر نہیں آتی کہ عین شادی کے موقع پر بیوی کی طرف سے سامان جہیز دیا گیا ہو۔ حضرت فاطمۃ الزہراء کے سامان جہیز کی تیاری کی پیشگی ضرورت بھی صرف اس لیے آئی تھی کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر کفالت تھے اور ان کا الگ کوئی مکان یا گھریلو ساز و سامان نہ تھا۔ ورنہ آنجنابؐ کی باقی تینوں بنات طاہرات کی شادیوں کے موقع پر ایسا نہیں ہوا نہ ہی آنجنابؐ کی اپنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ نکاح کے موقع پر کسی قسم کا جہیز دیا گیا ہے''۔ (صفحات ۱۷۰۔۱۶۹)

علامہ شبلی نعمانی'' وعلامہ سید سلیمان ندوی'' سیرت النبیؐ کی جلد دوم کے صفحہ نمبر ۲۵۲ پر لکھتے ہیں:

''حضرت فاطمہؓ سے عقد کی درخواست سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ اور ان کے بعد حضرت عمرؓ نے کی تھی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ جواب نہیں دیا۔ حضرت علیؓ نے خواہش کی تو فرمایا: تمہارے پاس مہر ادا کرنے کو کچھ ہے؟ بولے: ایک گھوڑا اور زرہ کے سوا کچھ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: گھوڑا تو لڑائی کے لیے ضروری ہے' زرہ فروخت کر ڈالو۔ حضرت عثمانؓ نے ۴۸۰ درہم پر خریدی اور حضرت علیؓ نے قیمت لا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ڈال دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلالؓ کو حکم دیا کہ بازار سے خوشبو لائیں۔ عقد ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہیز میں ایک پلنگ اور ایک بستر دیا۔ اصحابہ میں لکھا ہے کہ آپؐ نے ایک چادر' دو چکیاں اور ایک مشک بھی دی اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ یہی دو چیزیں عمر بھر ان کی رفیق رہیں۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کا ایک اور واقعہ ملاحظہ ہو:

''حضرت خثیمہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت کا نکاح کر دیا پھر اسے اس کے خاوند کی طرف بھیج دیا حالانکہ اس خاوند نے اسے کوئی چیز نہ دی تھی۔''

اسی طرح بعد کے ادوار میں کہیں یہ نہیں ملتا کہ عین شادی کے موقع پر سامان دیا جاتا ہو۔ امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں بھی لکھا ہے کہ لوگوں کی شادیاں ہوئیں لیکن ان واقعات میں جہیز لانے

Marfat.com

کا ذکر نہیں ملتا۔ ابن حزم اپنی کتاب المحلی میں لکھتے ہیں:

''عورت کو اس بات پر مجبور کرنا جائز نہیں کہ وہ خاوند کے پاس سامان جہیز لائے'' (المحلی' طبع' مصر' ۶:۶۱۸)

علامہ عبدالرحمٰن الجزیری تحریر کرتے ہیں:

''خاوند کو اس بات کا حق نہیں کہ وہ عورت سے جہیز لانے کا مطالبہ کرے'' (الفقہ علی مذاہب الاربعہ' ۴:۶۷۱' مصر ایڈیشن)۔

فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے:

''خاوند بیوی کے باپ سے کسی شئے کا مطالبہ نہ کرے۔''

(فتاوی عالمگیری ۱:۳۲۸' مصر ایڈیشن' ۱۳۱۰ھ)

نکاح کوئی تجارت نہیں اور نہ ہی اس کا مقصد دولت کا حصول ہے۔ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''عورتوں کے ساتھ محض ان کے حسن و جمال کی وجہ سے نکاح نہ کرو اور نہ ہی محض ان کے اموال کے لالچ میں ان سے نکاح کرو۔'' (ابن حزم' المحلی ' ۶:۶۱۸)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے ثابت ہے کہ:

۱۔ آپؐ نے جہیز میں کوئی چیز حضرت فاطمہؑ کو اپنی رقم سے نہیں دی۔

۲۔ حضرت علیؑ نے ضرورت کا سامان حضرت فاطمہؑ کو دیا۔

۳۔ حضرت فاطمہؑ کو ضرورت کا سامان ان کے شوہر عالی مقام نے عطا فرمایا۔

جس کی تفصیل یہ ہے:

(i) خوشبو

(ii) ایک پلنگ

(iii) ایک بستر

(iv) ایک چادر

(v) دو چکیاں

(vi) ایک مشک (سیرت النبی' جلد دوم' صفحہ ۲۵۲)

واضح ہو کہ یہ جہیز نہیں تھا۔ بلکہ سامان ضرورت تھا جو حضرت علیؑ نے حق مہر کی رقم سے

Marfat.com

خرید کر حضرت فاطمہؓ کو دیا تھا۔

۴۔ ایک شیعہ عالم شیخ ابو جعفر طوسی کی روایت کے مطابق (کتاب الدمالی ۱:۳۹)۔ حضرت علیؓ نے زرہ بیچ کر رقم آپؐ کی جھولی میں ڈال دی۔ آپؐ نے اس میں سے دو مٹھی بھر کر حضرت ابوبکرؓ کو دیں جنہوں نے حضورؐ کے فرمان کے مطابق حضرت فاطمہؓ کے لیے یہ اشیائے ضرورت خریدیں:

(i) ایک قمیض

(ii) ایک اوڑھنی

(iii) ایک خیبری سیاہ چادر

(iv) ایک بنی ہوئی چارپائی

(v) بستر کے دو گدے

(vi) ایک صوف کا بستر

(vii) ایک چمڑے کا مشکیزہ

(viii) دودھ کے واسطے ایک کوزا

جب یہ سامان آنجنابؐ کی خدمت میں لایا گیا تو آپؐ نے یہ دعا فرمائی:

''بارک اللہ لاھل البیت''

اے اللہ! اہل بیت کے لیے برکت عطا فرما۔''

۵۔ قرآن میں خواتین کے جہیز کا کوئی تصور نہیں اور نہ ہی سنت سے یہ ثابت ہے۔ اس کی تفصیل اوپر بیان کر دی گئی ہے۔

۶۔ خلفائے راشدینؓ کے دور مبارکہ میں بھی جہیز کا کوئی تصور نہیں ملتا ہے۔

۷۔ عربی میں ''جہیز'' کا معنی جہیز دینا نہیں بلکہ ہر قسم کی روانگی کے لیے ہے صرف دلہن کے لئے نہیں۔ جدید لغت میں جہیز کے لئے ''البائنۃ'' کا لفظ مستعمل ہے۔ یہ لفظ قدیم لغت میں نہیں ملتا۔ (مصباح اللغات، عربی اردو ڈکشنری)۔

Marfat.com

باب نمبر:42

ازواج مطہراتؓ اور پیغمبرانہ مقاصد کی تکمیل

(اُسوہ حسنہ کی روشنی میں)

روزنامہ نوائے وقت لاہور صفحہ (۱۱) ۲۸ نومبر ۱۹۹۳ء ملاحظہ ہو جس میں معلون رشدی سے کلنٹن کی ملاقات کا ذکر ہے۔ ملعون رشدی نے ازواج مطہراتؓ کے بارے بھی زہر اگلا تھا:

''ایران نے امریکہ کے صدر بل کلنٹن کی شیطانی کتاب کے مصنف ملعون رشدی سے ملاقات پر شدید تنقید کرتے ہوئے اسے عالم اسلام کے خلاف سازش قرار دیا ہے۔ شیطان رشدی نے پیغمبر آخرالزمان ﷺ کی جو گستاخی کی اور مسلمانوں کے معتقدات کا جس انداز میں مذاق اڑایا اس پر سارے عالم اسلام کے دل چھلنی ہوئے اور شدید احتجاج بھی کیا گیا۔ ایران کے مذہبی رہنما آیت اللہ خمینی نے شیطان رشدی کے خلاف فتویٰ جاری کیا جس کی تائید سارے عالم اسلام نے کی اور رشدی کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے' حیرت اس بات پر ہے کہ یورپ نے ملعون رشدی کو ایک ارب سے زائد مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے والے غلط خیالات پر نظر ثانی کرنے یا اس کی متنازعہ کتاب کی خرید و فروخت پر پابندی عائد کرنے کے بجائے اس کی پشت پناہی شروع کر دی اور یہ ثابت کیا کہ معرکہ بلال و صلیب اب بھی جاری ہے اور یورپ اور امریکہ کے دانشور ہی نہیں حکمران بھی توہین رسالت کی تحریک کے پیچھے ہیں' یہی وجہ ہے کہ شیطان رشدی کو تحفظ فراہم کیا گیا اور اب صدر کلنٹن نے اس سے ملاقات کی ہے حالانکہ رشدی نہ تو کسی ملک کا سربراہ ہے اور نہ کوئی اتنی بڑی شخصیت ہے کہ صدر امریکہ کو اس سے ملاقات کی ضرورت محسوس ہو''۔

رشدی وہ ملعون شخص ہے جس نے حضور اکرم ﷺ تعدد ازواج کو بھی تنقید کا نشانہ

Marfat.com

بنایا۔ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے کہ ہم ازواج مطہراتؓ کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کی حکمت اور اس کا پس منظر بیان کریں تا کہ اہل مغرب کے زہریلے پراپیگنڈے کا جواب دیا جا سکے۔

آج سلیمان رشدی جیسے کئی ملعون نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہراتؓ سے شادیوں کی پیغمبرانہ حکمت کو سمجھنے سے عاری ہیں۔ کئی عیسائی سکالرز اور مستشرقین نے بھی تعدد ازواج پر اعتراض کیا حالانکہ بائبل کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ کئی انبیاء کرام نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں۔ چند (Biblical Prophets) کی مثال درج کرتا ہوں۔ اس سے قبل قدیم ہندوستان کی مثال بھی پیش کرتا ہوں۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ 'رحمۃ للعالمین' ۱۹۴۷ء ایڈیشن' جلد دوم' لاہور' صفحہ ۱۴۸):

قدیم ہندوستان	بیویوں کی تعداد
سری رام چندر جی کے والد کی بیویاں:	3 بیویاں
سری کرشن جی:	سینکڑوں بیویاں
راجا پانڈو (پانڈوں کا جد اعلیٰ)	دو بیویاں
راجا شنتن:	دو بیویاں
بچھترا یرج:	دو بیویاں اور ایک لونڈی
دیگر پیغمبر (Biblical Prophets):	ازواج مطہراتؓ کی تعداد
حضرت ابراہیم علیہ السلام:	تین بیویاں
حضرت یعقوب علیہ السلام:	چار بیویاں
حضرت موسیٰ علیہ السلام:	چار بیویاں

(بحوالہ: کتاب خروج صفحہ ۲'۳۱)

نبی اکرم ﷺ کو سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۰ کے تحت چار سے زیادہ ازواج مطہراتؓ سے شادیاں کرنے کی خصوصی اجازت ملی تھی۔ ارشاد ربانی ہے:

Marfat.com

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْۤ اٰتَيْتَ
اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ
وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ
خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ٘ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً
اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ
يَّسْتَنْكِحَهَا٘ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ قَدْ عَلِمْنَا
مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْۤ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ
لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

”اے نبی ہم نے حلال رکھیں تجھ کو تیری عورتیں جن کے مہر تو دے چکا ہے اور جو مال ہو تیرے ہاتھ کا جو ہاتھ لگا تیرے اللہ اور تیرے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور تیری خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے وطن چھوڑا تیرے ساتھ اور جو عورت ہو مسلمان اگر بخش دے اپنی جان نبی کو اگر نبی چاہے کہ اس کو نکاح میں لائے یہ خالص ہے تیرے لئے سوائے سب مسلمانوں کے ہم کو معلوم ہے جو مقرر کر دیا ہے ہم نے ان پر ان کی عورتوں کے حق میں اور ان کے ہاتھ کے مال میں تا کہ نہ رہے تجھ پر تنگی اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان“ (سورۃ احزاب' آیت نمبر ۵۰)۔

درج ذیل نقشہ ملاحظہ ہو جس سے حضور اکرمؐ کے ازواج مطہراتؓ کی تفصیل ملتی ہے۔
وہ ازواج مطہراتؓ جنہوں نے طویل عمریں پائیں وہ کافی مدت تک دین اسلام کی تبلیغ اور ترویج فرمائی رہیں۔ اُمت نے ان سے بہت کچھ سیکھا۔

(بحوالہ: قاضی محمد سلیمان منصور پوری' رحمتہ للعالمین' صفحہ ۲۲۵)۔

ازواج مطہراتؓ سے مختلف شادیاں کرنے میں پیغمبرانہ حکمتیں اور مقاصد پوشیدہ تھے۔ جو حسب ذیل ہیں:

(۱) ازواج مطہراتؓ کی انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں عملی رہبری ہوئی۔

(۲) ازواج مطہراتؓ کو پیغمبرؐ کی اتباع کا موقع ملا۔

Marfat.com

(۳) ایک مقصد یہ تھا کہ مرد اور عورتیں ان حکموں اور نمونوں سے بلا تکلف واقف ہوں جو بالخصوص باطنی احوال اور خانگی زندگی کے متعلق ہوں۔

(۴) نیز خانگی معاشرت اور نسوانی مسائل اور اسوہ حسنہ کی اشاعت کافی حد تک بلا تکلف ہو سکے۔

(۵) مختلف قبائل اور جماعتوں کو دامادی کا شرف حاصل ہو۔اس طرح وحشت اور نفرت کم ہوئی۔مثلاً ان ازواج مطہراتؓ سے شادی کرنے سے مندرجہ ذیل قبائل اسلام کے قریب آئے اور اسلام دشمنی ختم ہوگئی۔

نمبر شمار	نام ازواج مطہراتؓ	قبائل و دیگر مصلحین
(i)	حضرت اُم سلمہؓ	قبیلہ بنی مخزوم (ابوجہل اور خالد بن ولید کی سختی کم ہوئی)
(ii)	حضرت جویریہؓ	قبیلہ بنی المصطلق
(iii)	حضرت اُم حبیبہؓ	(ابوسفیان سے دشمنی ختم ہوئی)
(iv)	حضرت صفیہؓ	قبلہ بنی نضیر
(v)	حضرت زینب بنت جحشؓ	جاہلیت کی ایک رسم ختم ہوئی۔متبنٰی سے شادی نہ ہوتی تھی۔
(vi)	حضرت میمونہؓ	ان کی ایک بہن سردار نجد کے گھر میں تھیں۔نجد سے تعلقات اچھے ہوئے۔
(vii)	حضرت ریحانہؓ	قبلہ بنی نضیر
(viii)	حضرت عائشہؓ	حضرت ابوبکر صدیقؓ جیسی عظیم شخصیت سے آپ کا رشتہ قائم ہوا۔
(ix)	حضرت حفصہؓ	حضرت عمرؓ جیسی عظیم شخصیت سے آپ کا رشتہ قائم ہوا۔

(۶) ازواج مطہراتؓ نے حضورؐ کی پاکدامنی، خوش اخلاقی، حسن معاملہ اور بے لوث کردار کا مطالعہ فرمایا۔

(۷) عرب جیسی (Close Society) میں جہاں عورتوں سے اختلاط اور میل جول مشکل تھا، وہاں سرکارؐ نے مختلف عمر کی ازواج مطہراتؓ کو منتخب فرما کر ان کے ذریعے تبلیغ اسلام کی

Marfat.com

دعوت خواتین کے طبقے کو دی مثلاً:

نمبر شمار	نام ازواج مطہراتؓ	دین اسلام کے لئے خدمات
(i)	حضرت خدیجہؓ	آپؓ نے حضورؐ کا ہر مشکل دور میں ساتھ دیا۔
(ii)	حضرت سودہؓ	آپؓ سے احادیث مروی ہیں۔
(iii)	حضرت عائشہؓ	بقول سیوطی: ۲۲۱۰ احادیث آپؓ سے مروی ہیں۔
(iv)	حضرت حفصہؓ	۶۰ احادیث مروی ہیں۔ آپ صحابہ کرامؓ اور صحابیات کو تعلیم دیتی تھیں۔
(v)	حضرت اُم سلمہؓ	ؓ کا علمی درجہ حضرت عائشہؓ کے بعد آتا ہے۔ کثرت سے احادیث حفظ کیں۔ فتاویٰ جاری فرمائے۔
(vi)	حضرت زینب بنت جحشؓ	بقول حضرت عائشہؓ: میں نے مذہبی نقطہ نظر سے حضرت زینبؓ سے بہتر کوئی عورت نہیں دیکھیں۔
(vii)	حضرت جویریہؓ	آپؓ نے احادیث بھی بیان فرمائیں۔
(viii)	حضرت میمونہؓ	آپؓ سے احادیث بھی مروی ہیں۔

تفسیر عثمانی (مطبوعہ فہد قرآن حکیم پرنٹنگ کمپلیکس مدینہ منورہ) کے صفحات ۵۶۴-۶۵ ملاحظہ ہوں۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے ازواج مطہرات کے بارے میں بہت عمدہ الفاظ میں مندرجہ بالا پیغمبرانہ حکمتوں کا ذکر درج کیا ہے:

"آنحضرت ﷺ نے پچیس سال کی عمر تک جو شباب کی اُمنگوں کے اصل دن ہوتے ہیں محض تجرد میں گزارے۔ پھر اقرباء کے اصرار اور دوسری جانب کی درخواست پر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے (جن کی عمر ڈھل چکی تھی اور دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھیں) آپ نے عقد کیا۔ ترپن سال کی عمر تک پورے سکون وطمانیت سے اسی پاکباز بیوی کے ساتھ زندگی بسر کی۔ یہ ہی زمانہ تھا کہ آپؐ ساری دنیا سے الگ غاروں اور پہاڑوں میں جا کر خدائے واحد کی عبادت کیا کرتے تھے اور یہ اللہ کی نیک بندی آپ کے لئے توشہ تیار کرتی اور عبادت الٰہی اور سکون قلبی کے حصول میں آپ کی اعانت وامداد کیا کرتی تھیں"۔

زندگی کے اس طویل عرصہ میں جو دوسرے لوگوں کے لئے عموماً نفسانی جذبات کی

Marfat.com

انتہائی ہنگامہ خیزیوں کے اٹھ اٹھ کر ختم ہو جانے کا زمانہ ہوتا ہے' کوئی کٹر سے کٹر متعصب دشمن بھی ایک حرف ایک نقطہ' ایک شوشہ آپ کی پیغمبرانہ عصمت اور خارق عادت عفت و پاکبازی کے خلاف نقل نہیں کر سکتا۔

اس شدید ریاضت اور ضبط نفس کا کیا ٹھکانہ ہے کہ ترپن سال کی عمر اس تجرد یا زہد کی حالت میں گذار دی۔ پھر حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد اپنے سب سے بڑے جاں نثار و وفادار رفیق کی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے عقد کیا۔ ان کے سوا آٹھ بیوائیں آپ کے نکاح میں آئیں۔ وفات کے وقت نو موجود تھیں۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت عائشہؓ' حضرت حفصہؓ' حضرت سودہؓ' حضرت اُم سلمہؓ حضرت زینبؓ حضرت اُم حبیبہؓ حضرت جویریہؓ حضرت صفیہؓ حضرت میمونہؓ (ان میں پچھلی تین قریشی نہیں)۔

پھر جب ہم ایک طرف دیکھتے ہیں کہ آپ کی عمر ترپن سال سے متجاوز ہو چکی تھی' باوجود عظیم الشان فتوحات کے ایک دن پیٹ بھر کر کھانا نہ کھاتے تھے جو آتا اللہ کے راستہ میں دے ڈالتے' اختیاری فقر و فاقہ سے پیٹ پر پتھر باندھتے مہینوں ازواج مطہراتؓ کے مکانوں سے دھواں نہ نکلتا' پانی اور کھجور پر گزارہ چلتا۔ روزہ پر روزہ رکھتے' راتوں کو اللہ کی عبادت میں کھڑے رہنے سے پاؤں پر ورم ہو جاتا' لوگ دیکھ کر رحم کھانے لگتے' عیش و طرب کا سامان تو کجا' تمام بیویوں سے صاف کہہ دیا تھا کہ جسے آخرت کی زندگی پسند ہو۔ ہمارے ساتھ رہے جو دنیا کا عیش چاہے رخصت ہو جائے۔ ان حالات کے باوجود دوسری طرف دیکھا جاتا ہے کہ سب ازواج کے حقوق ایسے اکمل و احسن طریقہ سے ادا فرماتے جس کا تحمل بڑے سے بڑا طاقتور مرد نہیں کر سکتا۔ بیویوں کا تعلق فرائض عبودیت و رسالت کی بجا آوری میں ذرہ برابر فرق نہ ڈالتا۔ نہ کسی سخت سے سخت کٹھن کام میں ایک منٹ کے لئے ضعف لاحق ہوتا۔ کیا یہ خارق عادت احوال اہل بصیرت کے نزد معجزہ سے کچھ کم ہیں؟ حقیقت میں جس طرح آپ کا بچپن اور آپ کی جوانی ایک معجزہ تھی' بڑھاپا بھی ایک معجزہ ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ کی پاک زندگی کے ہر ایک دور میں پاکباز متقیوں کے لئے کچھ نمونے رکھ دیے ہیں جو انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں ان کی عملی رہبری کر سکیں۔ ازواج مطہرات کی جس نام نہاد کثرت پر مخالفین کو اعتراض ہے وہ ہی اُمت مسلمہ کے لئے اس کا ذریعہ بنی کہ پیغمبر کا اتباع کرنے والے مرد اور عورتیں ان حکموں اور نمونوں سے بلا تکلف واقف ہوں جو بالخصوص باطنی احوال اور خانگی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔

Marfat.com

گویا کثرت ازواج میں ایک بڑی مصلحت یہ ہوئی کہ خانگی معاشرت اور نسوانی مسائل کے متعلق نبی کے احکام اور اسوہ حسنہ کی اشاعت کافی حد تک بلا تکلف ہو سکے۔ نیز مختلف قبائل وطبقات کی عورتوں کے آپ کی خدمت میں رہنے سے ان قبائل اور جماعتوں کو آپ کی دامادی کا شرف حاصل ہوا اور اس طرح ان کی وحشت ونفرت بھی کم ہوئی اور اپنے کنبہ کی عورتوں سے آپ کی پاکدامنی، کو بھی اخلاق، حسن معاملہ اور بے لوث کردار کو سن کر اسلام کی طرف رغبت بڑھی۔ شیطان شکوک اوہام کا ازالہ ہوا اور اس طرح خدا کے عاشقوں، آپ کے فداکاروں اور دنیا کے ہادیوں کی وہ عظیم الشان جماعت تیار ہوئی جس سے زیادہ پرہیز گار و پاکباز کوئی جماعت (بجز انبیاء کے) آسمان کے نیچے کبھی نہیں پائی گئی اور جو کسی بُرے کردار رکھنے والے کی تربیت میں محال تھا کہ تیار ہو سکے۔

Marfat.com

باب نمبر:43

اقوام کی تباہی کے اسباب

(احادیث کی روشنی میں)

اقوام کی کردار سازی میں شرم وحیا کا بہت دخل ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّهُ.

(رواه مسلم عن عمران بن حصين).

''حیاء مکمل طور پر خیر کا نام ہے''۔

(السید احمد الھاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، حدیث نمبر: ۵۵۰)

ترمذی شریف میں درج ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(۱) جب لوگ مال غنیمت کو اپنی جاگیر بنالیں گے۔

(۲) امانت کو غنیمت کا مال سمجھنے لگیں گے۔

(۳) زکوٰۃ کے مال کو تاوان سمجھا جانے لگے گا۔

(۴) علم دین کے علاوہ دوسرے علوم دنیوی کی طرف لوگ مائل ہو جائیں گے۔

(۵) مرد اپنی بیویوں کی اطاعت کرنے لگیں گے۔

(۶) ماں کی نافرمانی شروع ہو جائیگی۔

(۷) دوستوں کے مقابل میں باپ کو حقارت کی نظر سے دیکھا جانے لگے گا۔

(۸) مسجدوں میں آوازیں بلند ہوں گی۔

(۹) اور فسق وفجور کے انتہائی مرتکب آدمی وہاں کے سردار ہوں گے۔

(۱۰) نیز نیچ اقوام کے لوگ اس کے کفیل ہو جائیں گے۔

(۱۱) صرف خوف و دہشت یا ظلم کی وجہ سے لوگوں کی تعظیم کی جائے گی۔

(۱۲) رنڈیاں لاتعداد ہو جائیں گی۔

(۱۳) لہو و لعب کے سامان مہیا ہوں گے۔

(۱۴) شراب نوشی عام ہو جائے گی۔

(۱۵) اپنی سابقہ امت پر لوگ لعنت کرنے لگیں گے۔

بس ایسے وقت سرخ آندھیوں' حسف اور مسخ کے منتظر رہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مندرجہ بالا حدیث شریف میں کسی مسلمان معاشرے میں ان چند رذائل کا ذکر فرمایا جس سے قوم تباہ ہوتی ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصائب نازل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ سیلاب' زلزلے' قحط' قتل عام اور جرائم کا پھیل جانا عذاب ہی کی اقسام ہیں۔ مختلف وباؤں اور بیماریوں کا پھیلنا بھی عذاب الٰہی ہے۔ ان بد خصلتوں سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ برکت اٹھ جاتی ہے اور قوم پریشانیوں اور مصیبتوں سے ہم کنار ہو جاتی ہے۔ اب میں ان بد خصلتوں کا فرداً فرداً ذکر کروں گا جن کی وجہ سے امت پر مصیبتیں نازل ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ خصائل دیگر احادیث میں بھی درج ہیں:

سرکاری مال کا بیجا تصرف:

سرکاری مال قوم کی ملکیت ہوتا ہے۔ اسے بیجا طور پر تصرف میں لانا ممنوع ہے۔ سرکاری مال میں سرکاری گاڑیاں' ٹیلی فون' سرکاری فنڈ' سرکاری املاک وغیرہ شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے ان معاملات میں ڈرنا چاہیے۔ قوم کا مال امانت ہوتا ہے لہٰذا اسے بے دریغ خرچ نہ کیا جائے۔ سرکاری عہدے بھی امانت ہیں۔ ان میں خیانت نہ کی جائے۔

زکوٰۃ کی عدم ادائیگی:

زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ حدیث شریف میں زکوٰۃ کو اسلام کا خزانہ کہا گیا ہے۔ اگر ہر وہ شخص جس پر زکوٰۃ فرض ہے' زکوٰۃ دینا شروع کر دے تو معاشرے سے غربت اور افلاس ختم ہو جائے۔ حدیث شریف میں آتا ہے:

''اُس کا دین نہیں جس نے نماز قائم نہیں کی اور اس کی نماز نہیں جس نے زکوٰۃ ادا نہیں کی''۔

Marfat.com

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

''جو قوم زکوٰۃ نہیں نکالتی اللہ اسے قحط سالی میں مبتلا کر دیتے ہیں''۔

بیوی کی اطاعت:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

طَاعَةُ النِّسَاءِ نَدَامَةٌ.

(رواہ ابن عساکر عن السیدۃ عائشۃ).

''عورتوں کی فرمانبرداری شرمندگی ہے''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۷۳۰)

اسلام حقوق نسواں کو تحفظ دیتا ہے لیکن اس بات کا حکم نہیں کہ شوہر بیوی کی اطاعت کرنے لگیں اور اس کی یہ خواہش پوری کرنے کی خاطر ہر قسم کے ناجائز ذرائع استعمال کرنے لگے۔ یہ حکم نہیں کہ بیوی کے اشاروں پر ماں کی نافرمانی کی جائے۔

آج کل کے شوہر بیویوں کی اس قدر اطاعت کرتے ہیں کہ ہر جائز و ناجائز طریقہ سے دولت اکٹھی کرتے ہیں۔ جائز دولت تو ٹھیک ہے لیکن ناجائز طریقے سے دولت کا اکٹھا کرنا کئی برائیوں کو جنم دیتا ہے اور اس سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

ماں کی نافرمانی:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِثْنَانِ يُعَجِّلُهُمَا اللهُ فِي الدُّنْيَا: الْبَغْيُ وعُقوقُ الوَالِدَيْنِ

(رواہ الطبرانی عن ابن ابی بکرۃ)

''دو چیزوں کی سزا اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں دے دیتا ہے ایک سرکشی اور دوسرا والدین کی نافرمانی''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۲۹)

ماں کا مقام حدیث پاک میں ان الفاظ میں بیان فرمایا گیا:

''جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے''۔

Marfat.com

ایک اسلامی معاشرے میں ماں کے بہت حقوق ہیں۔ حدیث شریف میں والدین کے بارے میں فرمایا گیا کہ والدین کی نافرمانی کی سزا انسان کو اسی زندگی میں گھیر لیتی ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں آتا ہے:

”کوئی بھی نیکوکار بچہ ایسا نہیں جو اپنے والدین پر پیار و خلوص کی نگاہ ڈالتا ہو اور اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی ہر نظر کے بدلے میں اسے ایک حج مقبول کا ثواب نہ عطا فرماتے ہوں۔ چاہے وہ ایک دن میں سو مرتبہ ہی نظر ڈالے“۔

امانت میں خیانت:

امانت کو مال غنیمت سمجھنے کا یہ مطلب ہے کہ امانت میں خیانت کی جائے۔ یہ بدترین قسم کی خصلت ہے۔ حدیث شریف میں منافق کی پہچان تین نشانیوں سے ہے۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے اور جب اس کو امانت سونپی جائے تو وہ اس میں خیانت کرے۔

دوستوں سے بھلائی:

دوستوں سے تو بھلائی کی جائے اور والد پر ظلم کیا جائے۔ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ والدین کی تو دعا لینی چاہیئے ۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین دعائیں بلاشبہ قبول ہوتی ہیں:

۱۔ مظلوم کی دعا

۲۔ مسافر کی دعا

۳۔ اور والد کی دعا

والد پر ظلم:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَرْبَعٌ حَقٌّ عَلَى اللهِ أَنْ لَا يُدْخِلَهُمُ الْجَنَّةَ، وَلَا يُذِيقَهُمْ نَعِيمَهَا: مُدْمِنُ خَمْرٍ، وَآكِلُ الرِّبَا، وَآكِلُ مَالِ الْيَتِيمِ بِغَيْرِ حَقٍّ، وَالْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ.

(رواہ الحاکم).

''چار آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ لازم فرمالیا ہے کہ ان کو نہ جنت میں داخل کرے گا اور نہ جنت کی نعمتیں عطا فرمائے گا: شراب کا عادی' سود کھانے والا' ناحق یتیم کا مال کھانے والا اور والدین کا نافرمان''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۱۴۲)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ، وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ، وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَدْرَكَ عِنْدَهُ أَبَوَاهُ الْكِبَرَ فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ. (رواه الحاكم).

''اس شخص کی ناک خاک آلود ہوئی کہ جس کے سامنے تیرا ذکر ہوا اور اس نے تجھ پر درود نہ بھیجا اور اس شخص کی ناک بھی خاک آلود ہوئی۔ جس پر رمضان کا مہینہ آیا۔ پھر وہ اس کے بخشے جانے سے پہلے ختم ہوگیا اور اس شخص کی ناک بھی خاک آلود ہوئی کہ جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پایا پھر ان دونوں نے اس کو جنت میں داخل نہ کرایا'' (السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر:۶۳۹)۔

اسلام میں والد کا بہت بلند مقام ہے۔ اسلام حقوق والدین کی بجا آوری کا حکم دیتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''بدنصیب ہے وہ شخص جسے والدین میں سے کسی ایک یا دونوں کا بڑھاپا ملا اور پھر بھی وہ جنت میں داخل نہ ہوا''۔

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ تیرے لئے جنت بھی ہیں اور دوزخ بھی'' (ابن ماجہ)

مساجد میں شور وغل:

مساجد اللہ کے گھر ہیں۔ یہ تبلیغ کے مراکز ہیں۔ اگر یہ دنگا فساد اور شور وغل کی آماجگاہ بن جائیں تو یہ دین کے ساتھ بہت زیادہ ظلم اور زیادتی ہے۔ اگر انہیں مساجد سے فرقہ واریت جنم لے تو اس سے دین کی جڑیں کھوکھلی ہوتی ہیں۔

Marfat.com

رذیل ترین اشخاص قوم کے سردار:

اگر رذیل ترین اشخاص قوم کے سردار اور لیڈر بن جائیں تو یہ بہت بڑی بدبختی ہے۔

افراد کی عزت:

معاشرے میں وہ اشخاص دراصل قابل احترام ہوتے ہیں جو متقی اور پرہیزگار ہوں لیکن معاشرے کے افراد اگر آدمی کی عزت اس کی بڑائی کی وجہ سے کرنے لگیں تو یہ معاشرے کے لیے حرماں نصیبی ہے۔

منشیات کا استعمال:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر قسم کے نشے سے منع فرمایا:

كلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهوَ حَرَامٌ. (رواه البخاري ومسلم).

''ہر مشروب جو نشہ آور ہے وہ حرام ہے''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۸۸۶)

ایک اور جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الْخَمْرُ أُمُّ الْفَوَاحِشِ وَأَكْبَرُ الْكَبَائِرِ، وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ تَرَكَ الصَّلاةَ وَوَقَعَ عَلَى أُمِّهِ وَعَمَّتِهِ وَخَالَتِهِ. (رواه الطبراني عن ابن عمر).

''شراب کھلی برائیوں کی ماں ہے۔ یہ گناہوں میں سے بڑا گناہ ہے جس نے شراب پی اس نے نماز کو چھوڑ دیا اور وہ اپنی ماں' اپنی پھوپھی اور اپنی خالہ پر جا گرا''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۵۸۸)

لہو ولعب کے سامان:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم بیبیوں کے پاس صرف اور صرف ایک جوڑا کپڑا تھا۔ اگر کبھی اس کے خلاف ان کے جسم پر دنیوی آرائش کے ساز وسامان نظر آتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو منع فرماتے۔ تمام اہل وعیال کو ممانعت تھی کہ وہ پر تکلف ریشمی لباس اور سونے کے زیورات استعمال کریں۔

Marfat.com

آلاتِ موسیقی کا استعمال:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور حدیث شریف میں ارشاد فرمایا جس میں اس بات کا ذکر ہے جب ''گانے والی لونڈیاں عزت سے دیکھی جائیں گی''۔ آج کل ایسی لڑکیوں یا خواتین کے لئے آرٹسٹ کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے اور انہیں معاشرہ عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ انہیں باقاعدہ انعامات اور ایوارڈوں سے نوازا جاتا ہے۔

گانے والی لڑکیوں کی فراہمی:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موسیقی سے منع فرمایا:

صَوْتَانِ مَلْعُونَانِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةُ: مِزْمَارٌ عِنْدَ نِعْمَةٍ وَرَنَّةٌ عِنْدَ مُصِيبَةٍ.
(رواه البزار عن أنس).

''دو آوازیں دنیا اور آخرت میں لعنت زدہ ہیں۔ کسی نعمت کے وقت باجے کی آواز اور کسی مصیبت کے وقت آہ وزاری''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۷۱۳)

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص گانے والی لونڈی کی مجلس میں بیٹھ کر اس کا گانا سنے گا قیامت کے روز اس کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا''۔

سابقہ امتوں پر لعن طعن:

اگر موجودہ وقت کے لوگ سابقہ امتوں پر لعن طعن شروع کر دیں تو یہ بھی انتہائی قابل افسوس امر ہے۔

پاکستانی معاشرے کی اصلاح:

اس حدیث شریف کو سامنے رکھتے ہوئے پاکستانی معاشرے کی اصلاح کی جاسکتی ہے۔

(۱) سرکاری اموال کا ناجائز استعمال ہو رہا ہے۔ ضروری ہے کہ تنخواہیں بڑھائی جائیں پھر سرکاری اہل کاروں پر سختی کی جائے۔

(۲) زکوٰۃ کی وصولی کا نظام بہتر بنایا جائے۔ اس نظام سے کفالت عامہ ہوسکتی ہے۔

(۳) ماں باپ کے حقوق پر سکولوں اور کالجوں نیز عوام میں سیمینار کرائے جائیں۔ اسلام کے

حقوق العباد کے تصور کو اجاگر کیا جائے۔

(۴) مساجد میں فرقہ واریت روکنے کے لئے ضابطۂ اخلاق پر علماء کرام کو پابند کیا جائے۔

(۵) منشیات کے استعمال اور خرید و فروخت کی سزا سعودی عرب اور ایران کی طرح سزائے موت ہو۔

(۶) عریانی اور فحاشی کے خلاف قوانین بنائے جائیں۔ اسلام کے پردے کے احکام نافذ ہوں۔

(۷) موسیقاروں کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ علم اٹھ جائے گا' جہالت بہت بڑھ جائے گی۔ زنا کی کثرت ہو گی۔ شراب بہت پی جائے گی۔ مرد کم ہو جائیں گے۔ عورتیں اس قدر زیادہ ہو جائیں گی کہ پچاس عورتوں کی خبر گیری کے لئے ایک ہی مرد ہو گا (بخاری و مسلم)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوزخیوں کے دو گروہ پیدا ہونے والے ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا (کیونکہ وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے) پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک گروہ تو ایسا پیدا ہو گا جو بیلوں کی دموں کی طرح (لمبے لمبے) کوڑے لیے پھریں گے اور ان سے لوگوں کو مارا کریں گے۔ صبح شام اللہ کے غصہ اور ناراضگی و لعنت میں پھرا کریں گے۔ دوسرا گروہ ایسی عورتوں کا پیدا ہو گا جو کپڑے پہنے ہوئے بھی ننگی ہی ہوں گی۔ (غیر مردوں کو) اپنی طرف مائل کریں گی اور خود بھی (ان کی طرف) مائل ہوں گی۔۔۔۔۔۔۔ نہ جنت میں داخل ہوں گی نہ جنت کی خوشبو سونگھیں گی حالانکہ بلاشک و شبہ اس کی خوشبو اتنی اتنی دور سے آتی ہے۔ (مسلم)

وہ اقوام جو حیاء سے عاری ہوں اخلاقی بے راہ روی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

الحَياءُ لا يَأْتِي إلا بِخَيْرٍ. (رواه مسلم).

''حیا بہر صورت بھلائی ہی لاتی ہے''۔

(السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' حدیث نمبر: ۴۱۹)

Marfat.com

باب نمبر:44

قصص القرآن۔ اُمّت مسلمہ کی اصلاح

(تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں)

قرآن حکیم میں اقوام کی تباہی اور بربادی کا تذکرہ بے شمار آیات مبارکہ میں بکھرا پڑا ہے۔قرآن حکیم میں اقوام کی تباہی اور بربادی کے اسباب درج ہیں۔ یہ اسباب ہر قوم کے لیے باعث عبرت ہیں۔ بے شمار اقوام ماضی کی مثالیں قرآن حکیم میں دی گئی ہیں تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں۔سورۃ ق کی آیات ۱۴۔۱۲ ملاحظہ ہوں:

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَأَصْحَابُ الرَّسِّ وَثَمُودُ ﴿۱۲﴾
وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ وَإِخْوَانُ لُوطٍ ﴿۱۳﴾
وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۚ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ
فَحَقَّ وَعِيدِ ﴿۱۴﴾

''جھٹلا چکے ہیں ان (کفار) سے پہلے قوم نوح' اصحاب الرس (کنویں والے) اور ثمود و عاد اور فرعون اور قوم لوط اور اصحاب الایکہ (بَن کے رہنے والے) اور قوم تبع سب نے (اللہ کے) رسولوں کو جھٹلایا تو میرا وعدہ عذاب پورا ہو کر رہا (میری وعید پوری ہوئی)''۔

قرآن حکیم میں تباہی و بربادی اقوام کے حسب ذیل اسباب درج ہیں۔ ہر قوم کو چاہئے کہ وہ اپنا محاسبہ کرے اور سوچے کہ یہ اسباب اس کے زوال کی وجہ تو نہیں ہیں:

(۱) گناہوں کی پاداش میں عذاب
(۲) ظلم
(۳) اللہ کی راہ میں نہ نکلنا اور جہاد سے روگردانی۔
(۴) حد سے بڑھ جانا' فرقہ بازی' اتحاد کا فقدان اور عصبیتیں۔

Marfat.com

(۵) مطالعۂ کائنات اور سائنسی علوم سے غفلت۔

(۶) اقوام خود اپنی حالت نہیں بدلتیں اوروں پر بھروسہ کرتی ہیں۔

(۷) بداعمالیاں۔

(۸) رسولوں سے استہزاد۔

(۹) سرکشی اور ضد۔

(۱۰) اللہ کی نعمتوں سے ناشکری۔

(۱۱) بے انصافیوں پر گرفت کا فقدان۔

(۱۲) احکام الٰہی سے روگردانی۔

(۱۳) عیش اور عشرت میں مگن ہونا۔

(۱۴) معاشرے کے ظالم باشندوں کا ظلم۔

(۱۵) دین سے غفلت

(۱۶) اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت

(۱۷) یتیموں اور مساکین کی کفالت۔

(۱۸) دیگر ماضی کی اقوام کی بربادی کی مثالوں پر عدم غور وفکر۔

سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۷۳ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا

"اور قوم ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا"۔

"اس قوم کا مسکن جزیرہ عرب کے شمال مغرب جانب شام وحجاز کے درمیانی علاقہ میں تھا۔ جس کی حدود وادی القریٰ تک پھیلی ہوئی تھیں۔ ان کے پایہ تخت کا نام الحجر تھا۔ اس قبیلہ کا نام ان کے ایک دادا کی وجہ سے ثمود رکھا گیا تھا۔ جس کا سلسلہ نسب یوں بیان کیا گیا ہے۔ ثمود بن عامر بن ارم بن سام بن نوح۔ لیکن امام رازیؒ اور قرطبی نے ثمود بن عاد بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام لکھا ہے۔ یہ قوم عاد کی ایک شاخ تھی جو وہاں سے ترک وطن کر کے یہاں آکر سکونت پذیر ہوگئی تھی۔ ان کا علاقہ بڑا زرخیز تھا۔ سرسبز کھیت' شاداب باغات اپنی بہار دکھایا کرتے تھے۔ ان کی آبپاشی کے لیے نہروں کا جال بچھا ہوا تھا۔ لیکن دولت کی فراوانی نے

Marfat.com

ان کے اخلاق کی بنیادوں کو متزلزل کر دیا اخلاقی بے راہ روی سے عقائد میں بگاڑ پیدا ہونے لگا۔ یہاں تک کہ وہ بھی شرک کی لعنت میں گرفتار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لیے ان کے قومی اور وطنی بھائی حضرت صالحؑ کو مبعوث فرمایا۔ جو اپنی خاندانی برتری اور شخصی کردار کے باعث بڑے محترم اور معزز تھے۔ آپ کا شجرہ نسب علماء تاریخ نے یہ تحریر کیا ہے۔ صالح بن عبید بن اسف بن ماشخ بن عبید بن حاذر بن ثمود۔ آپ کے زمانہ بعثت کا یقینی تعین تو بہت مشکل ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ آپ کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے تھا اور بعثت موسوی سے بہت عرصہ پہلے آپ کی قوم برباد ہو چکی تھی"۔ (بحوالہ: ضیاء القرآن' جلد دوم صفحہ ۴۸)

سورت الاعراف ان کی آیت ۷۴-۷۳ کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

"اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ اس نے کہا: اے برادران قوم اللہ کی بندگی کرو' اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے رب کی کھلی دلیل آ گئی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے پاس ایک نشانی کے طور پر ہے لہٰذا اُسے چھوڑ دو کہ خدا کی زمین میں چرتی پھرے۔ اس کو کسی بُرے ارادے سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ ایک دردناک عذاب تمہیں آ لے گا۔ یاد کرو وہ وقت جب اللہ نے قوم عاد کے بعد تمہیں اس کا جانشین بنایا اور تم کو زمین میں یہ منزلت بخشی کہ آج تم اس کے ہموار میدانوں میں عالی شان محل بناتے اور اس کے پہاڑوں کو مکانات کی شکل میں تراشتے ہو۔ پس اس کی قدرت کے کرشموں سے غافل نہ ہو جاؤ اور زمین میں فساد برپا نہ کرو"۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی تفہیم القرآن کی جلد دوم میں صفحہ ۴۸ پر قوم ثمود کے بارے تحریر کرتے ہیں:

اس قوم کا مسکن شمالی مغربی عرب کا وہ علاقہ تھا جو آج بھی الحجر کے نام سے موسوم ہے۔ موجودہ زمانہ میں مدینہ اور تبوک کے درمیان حجاز پر ایک ریلوے اسٹیشن ہے جسے مدائن صالح کہتے ہیں۔ یہی ثمود کا صدر مقام تھا اور قدیم زمانہ میں حجر کہلاتا تھا۔ اب تک وہاں ہزاروں ایکڑ کے رقبے میں وہ سنگین عمارتیں موجود ہیں جن کو ثمود کے لوگوں نے پہاڑوں میں تراش کر بنایا تھا اور اس شہر خموشاں کو دیکھ کر اندازہ کیا جاتا ہے کہ اُس وقت اس شہر کی آبادی چار پانچ لاکھ سے کم نہ ہو گی۔ نزول قرآن کے زمانے میں حجاز کے تجارتی قافلے ان آثار قدیمہ

Marfat.com

کے درمیان سے گزرا کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک کے موقع پر جب ادھر سے گزرے تو آپؐ نے مسلمانوں کو یہ آثار عبرت دکھائے اور وہ سبق دیا جو آثار قدیمہ سے ہر صاحب بصیرت انسان کو حاصل کرنا چاہیے ایک جگہ آپ نے ایک کنویں کی نشان دہی کر کے بتایا کہ یہی وہ کنواں ہے جس سے حضرت صالح کی اونٹنی پانی پیتی تھی اور مسلمانوں کو ہدایت کی کہ صرف اسی کنویں سے پانی لینا' باقی کنوؤں کا پانی نہ پینا۔ ایک پہاڑی درّے کو دکھا کر آپ نے بتایا کہ اسی درّے سے وہ اُونٹنی پانی پینے کے لیے آتی تھی۔ چنانچہ وہ مقام آج بھی فج الناقہ کے نام سے مشہور ہے۔ ان کھنڈروں میں جو مسلمان سیر کرتے پھر رہے تھے۔ اُن کو آپ نے جمع کیا اور ان کے سامنے ایک خطبہ دیا جس میں ثمود کے انجام پر عبرت دلائی اور فرمایا کہ یہ اس قوم کا علاقہ ہے جس پر خدا کا عذاب نازل ہوا تھا' لہٰذا یہاں سے جلدی گزر جاؤ' یہ سیر گاہ نہیں ہے بلکہ رونے کا مقام ہے۔

ثمود عرب کی ایک قدیم قوم کا نام ہے جو آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے معدوم ہو چکی تھی۔ ۷۱۵ قبل مسیح کے ایک فرمان روا جس کا نام سارگون دوم Sargon II تھا۔ اس کے کتبے میں ثمود قوم کا ذکر ہے جو مشرقی اور وسطی عرب میں آباد تھی۔

سارگون دوم کے خاندان نے اس قوم کو مطیع کیا تھا۔ ارسطو کی تحریروں میں بھی ثمود قوم کا ذکر ملتا ہے۔ چھٹی صدی میلادی میں بوزنطی یعنی رومی افواج کے ثمودی سواروں کا ذکر ملتا ہے۔ پروفیسر آر اے نکلسن نے اپنی کتاب لٹریری ہسٹری آف دی عربس Literary History of the Arabs میں قوم ثمود کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے قوم ثمود کا وطن الحجر بتایا ہے۔

دائرہ معارف اسلامیہ کا مقالہ نگار (مقالہ ثمود' صفحہ نمبر ۱۰۳۱) پر تحریر کرتا ہے کہ حضرت صالحؑ کے کئی مخالفین بھی پیدا ہوئے جن میں ایک سردار جُندع بن عمرو بھی تھا۔ اس نے حضرت صالحؑ سے کہا: آپؐ اپنی نبوت کے ثبوت میں کوئی معجزہ دکھائیں۔ چنانچہ آپؐ نے ایک چٹان سے ایک اونٹنی نکال دکھائی جو ناقة الله (اللہ کی اونٹنی ہونے کی وجہ سے قابل احترام تھی) لیکن مضحکہ اڑانے والوں نے اُس اونٹنی اور اس کے بچے کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ اس وجہ سے اس قوم پر انجام کار عذاب آیا اور یہ قوم ہلاک کر دی گئی۔

سورت الاعراف کی آیت نمبر ۷۶ میں ارشاد ہے کہ زلزلے نے اس قوم کو گھیر لیا۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ اس قوم پر آسمانی بجلی بھی گری۔

Marfat.com

"ان بیانات سے (جو قرآن مجید) میں وارد ہیں یہ کہنا جائز معلوم ہوتا ہے کہ ثمود کی تباہی کی روایت کا تعلق ان آتش فشاں پہاڑوں کی کسی آتش فشانی سے ہوگا جن سے لاوے کی وسیع ندیاں بہیں اور کم و بیش وسیع میدانوں میں پھیل گئیں، جن میدانوں کو عرب میں حَرَّہ کہتے ہیں۔ اس قسم کے بہت بڑے حَرّوں میں ایک الحجر کے مغرب میں موجود ہے" (دائرہ معارف اسلامیہ' مقالہ' (ثمود) صفحہ نمبر ۱۰۳۲)۔

ثمود کا زوال ۴۰۰ اور ۶۰۰ ق۔م کے درمیان ہوا۔ اس علاقے میں جو تاریخی کتبے ملے ہیں، ماہرین کے خیال کے مطابق یہ ثمودی کتبے کہلاتے ہیں۔

قرآن حکیم دیگر اقوام ماضی کی مثالیں دیتا ہے تاکہ اقوام نصیحت حاصل کریں۔ مثلاً:

(i) قوم نوحؑ
(ii) قوم عاد
(iii) قوم ثمود
(iv) قوم لوطؑ
(v) اصحاب الحجر
(vi) قوم مدین یا اصحاب الایکہ
(vii) قوم اسرائیل
(viii) فرعون و آل فرعون
(ix) قارون
(x) قوم سبا
(xi) نصاریٰ
(xii) بنو نضیر

اقوام ماضی اور بربادی کے اسباب:

۱۔	قوم نوحؑ	اللہ کے وجود سے انکار۔ عبادات سے انکار۔
۲۔	قوم عاد	شرک میں مبتلا ہونا۔
۳۔	قوم ثمود	سرکشی اور گناہوں کا وبال۔
۴۔	قوم لوط	غیر اخلاقی جرم۔

Marfat.com

۵۔	اصحاب الحجر	اللہ کے رسولوں کی تکذیب۔
۶۔	قوم مدین یا اصحاب الایکہ	شرک اور تجارتی معاملات میں بددیانتی کی وجہ سے عذاب
۷۔	قوم اسرائیل	اللہ کے احکام سے انکار
۸۔	فرعون وآل فرعون	اللہ کی بندگی سے انکار اور ظلم۔
۹۔	قارون	دولت اور مال وزر پر غرور اور گھمنڈ
۱۰۔	قوم سبا	بت پرستی اور دیگر گمراہیاں
۱۱۔	نصاریٰ	شرک
۱۲۔	بنونضیر	اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت۔

قرآن حکیم نے ان اقوام ماضی کا ذکر کیا ہے اور اہل فکر ونظر کو دعوت دی ہے کہ ان کی بربادی کے اسباب پر غور کرو۔

قوم ثمود کے قصے سے ہمیں جو سبق ملتا ہے وہ یہ ہے کہ:

(۱) شرک ایک لعنت ہے اور نا قابل بخشش گناہ۔

(۲) دولت کی فراوانی سے اقوام کی اخلاقی بنیادیں متزلزل ہو جاتی ہیں۔

(۳) اور اخلاقی بے راہ روی سے عقائد بگڑ جاتے ہیں۔

(۴) اس کے علاوہ ایک اور سبق یہ ملتا ہے کہ اللہ اور اس کے انبیاء کے احکام کی نافرمانی عذاب کا باعث بنتی ہے۔ نیز فساد فی الارض سے بچنا چاہیے۔ مفسد قومیں ہمیشہ برباد ہوتی ہیں۔

اسلام کے پورے اعتقادی اور عملی نظام میں پہلی اور بنیادی چیز اللہ پر ایمان ہے۔ عقیدہ توحید ایک عظیم الشان فکری وعملی نظام میں مرکز ومحور کا کام دیتا ہے۔ شرک توحید کی ضد ہے اور بدترین گناہ ہے۔ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۱۶ میں ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ
لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ
ضَلٰلًا بَعِیْدًا ﴿۱۱۶﴾

"اللہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے علاوہ اور

(گناہ) جس کو چاہے گا بخش دے گا''۔

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کی کوئی آیت مجھے اس آیت سے زیادہ محبوب نہیں''۔

(تفسیر ابن کثیر (اُردو ترجمہ) مکتبہ انسانیت لاہور صفحہ ۶۸۰)

اللہ تعالیٰ ہمیں من حیث القوم توفیق دے کہ ہم اقوامِ ماضی کے تاریخی قصوں کے اسباق پر غور وفکر کریں' اپنی اصلاح کریں اور خود احتسابی سے کام لیں۔ آمین!

اللہ تعالیٰ ہمیں سرورِ کائنات' رہنمائے کاروانِ انسانیت و رہبرِ تقویٰ نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیماتِ عالیہ پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر کروڑوں درود ہوں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔

فہرست کتب

(۱) آزاد، مولانا محمد ابوالکلام، رسولِ رحمتؐ، ترتیب و اضافہ مطالب از غلام رسول مہر، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۸۱ء۔

(۲) آغا اشرف، محمد سید لولاکؐ، مکتبہ میری لائبریری، لاہور، ۱۹۸۶ء۔

(۳) ابن القیم، زاد المعاد (اُردو ترجمہ) ڈاکٹر مقتدی حسن الازہری، ادبیات، لاہور، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۴) ابن جوزی، حیات فاروق اعظمؓ (اُردو ترجمہ علامہ شاہ حسن عطا)، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۱۹۸۳ء۔

۔۔۔، سیرت عمر بن عبدالعزیزؒ، مطبعہ المؤید، قاہرہ، ۱۳۳۱ھ۔

(۵) ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر (اُردو ترجمہ)، طبع اول، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ۱۹۸۴ء۔

۔۔۔، البدایہ والنہایہ، مطبعہ السعادہ، مصر، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۶) ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ۱۹۳۶ء۔

۔۔۔، سیرت ابن ہشام، مقبول اکیڈمی، لاہور، ۱۹۸۵ء۔

(۷) ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث السجستانی، السنن، مطبعہ السعادہ، مصر، ۱۹۵۰ء۔

۔۔۔، سنن ابوداؤد، جلد اول و دوم، مکتبۃ العلم، اُردو بازار، لاہور، ۲۰۰۱ء۔

(۸) ابوالبرکات عبدالرؤف قادری داناپوری، مولانا حکیم، اصح السیر فے ھدے خیر البشر ﷺ، مجلسِ نشریاتِ اسلام، کراچی، ۱۹۸۱ء۔

(۹) ابوالحسن علی بن حبیب، الماوردی، الاحکام السلطانیہ، (اُردو ترجمہ)، اسلام کا نظام حکومت از پروفیسر ساجد الرحمٰن صدیقی، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۰ء۔

(۱۰) اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۱۵، دانش گاہ پنجاب، لاہور، طبع اول، ۱۳۹۵ھ/۱۹۸۵ء

Marfat.com

(۱۱) اسماعیل بن اسحاق، الجہضمی القاضی المالکی، فضل الصلوٰۃ علی النبی، المکتب الاسلامی، دمشق، بیروت، ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء۔

(۱۲) اشرف ظفر، مذہبی اور سیاسی فرقہ بندی: قرآن کی روشنی میں ایک جائزہ، النور پرنٹرز، لاہور، ۱۹۹۷ء۔

(۱۳) الفتاویٰ العالمگیریہ، المطبع الامریہ، قاہرہ، ۹۳-۱۸۹۲ء۔

(۱۴) ابوعبیدہ، کتاب الاموال، قاہرہ، ۱۳۵۳ھ۔

(۱۵) امداد صابری، رسول خدا کا دشمنوں سے سلوک، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۳ء۔

(۱۶) البغدادی، کتاب الفرق بین الفرق، قاہرہ، ۱۳۲۸ھ۔

(۱۷) الجزیری، عبدالرحمٰن، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ، (اُردو ترجمہ) از منظور احسن عباسی، شعبہ اشاعت، محکمہ اوقاف، پنجاب، لاہور، ۱۹۷۷ء۔

(۱۸) الجزری، محمد بن، امام، حصن حصین، باضافہ حواشی وفوائد، از مولانا محمد ادریس، تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور/کراچی، ۲۰۰۲ء۔

(۱۹) الماوردی، الاحکام السلطانیہ، (اُردو ترجمہ سید محمد ابراہیم)، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۱۹۶۳ء۔

(۲۰) اصفہانی راغب، امام، المفردات فی غریب القرآن، مصر، ۱۳۸۱ھ۔

(۲۱) بوصیری، علامہ، قصیدہ بردہ شریف، (بردۃ المدیح)، متن وشرح، از پروفیسر علی محسن صدیقی، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱۹۸۷ء۔

(۲۲) بلگرامی، حامد حسن، ڈاکٹر، صلوٰۃ وسلام، مضمون در ہلال، عید میلادالنبیؐ، سیرت النبیؐ نمبر، روالپنڈی، ۱۹۸۸ء۔

۔۔۔۔، نور مبین ﷺ کے انوار ابتدائے آفرینش سے مقامِ محمود تک، تیسرا ایڈیشن، حسن اختر ایسوسی ایٹس، کراچی، ۱۹۹۳ء۔

(۲۳) بھٹی، پروفیسر محمد ارشد خان، انوارِ سیرت، نصرت پریس، لاہور، ۱۹۹۶ء۔

(۲۴) بیگوورچ، علی عزت، اسلام اور مشرق ومغرب کی تہذیبی کشمکش، (مترجم محمد ایوب منیر)

Marfat.com

ادارہ معارف اسلامی، لاہور، ۱۹۹۴ء۔

(۲۵) التبریزی، ولی الدین الخطیب، مشکوٰۃ المصابیح، سعید کمپنی، کراچی، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۲۶) ترمذی، شمائل، مؤلفہ محمد بن عیسیٰ، مع اُردو شرح خصائل نبویؐ از حضرت مولانا محمد زکریاؒ و نبوی لیل و نہار مرتبہ مولانا سعد حسن یوسفی، نور محمد اصح المطابع، کراچی، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۲۷) ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح، مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ۱۹۵۴ء۔

(۲۸) توکلیؒ، پروفیسر علامہ نور بخش، سیرت رسول عربی ﷺ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۲۹) تھانوی، محمد اشرف علی، حکیم الامت حضرت مولانا، زادالسعید، صدیقی ٹرسٹ، اشاعت اول، کراچی، ۱۹۸۶ء۔

(۳۰) چشتی، حبیب اللہ، پروفیسر، معارف درود و سلام، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۲ء۔

(۳۱) چشتی، شاہ محمد افضل قادری، خزینہ نور الانوار: فضائل و فوائد، حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ (پبلیشرز) کراچی، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء۔

(۳۲) حامد انصاری، مولانا، اسلام کا نظام حکومت، مکتبۃ الحسن، لاہور، سال اشاعت نامعلوم۔

(۳۳) حسن، ڈاکٹر حسن ابراہیم، تاریخ الاسلام السیاسی والدینی والثقافی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۶۴ء۔

ـــــ، النظم الاسلامیہ (اُردو ترجمہ، مسلمانوں کا نظمِ مملکت از مولانا علیم الدین صدیقی) دارالاشاعت، کراچی، ۱۹۷۵ء۔

(۳۴) خالد علوی، ڈاکٹر، انسانِ کاملؐ، الفیصل ناشران، لاہور، ۱۹۸۷ء۔

(۳۵) الخطیب العمری، امام ولی الدین محمد بن عبداللہ، مشکوٰۃ شریف (اُردو ترجمہ)، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۳۶) زبیری، مونس، سرکار دو عالم ﷺ، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۸۱ء۔

Marfat.com

(۳۷) رازی، محمد ولی، ہادیِ عالمؐ، دارالعلم، کراچی، ۱۹۸۲ء۔

(۳۸) روزنامہ نوائے وقت، لاہور، اداریتی نوٹ، سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کی ضرورت، ۱۲ نومبر ۱۹۹۱ء۔

۔۔۔، روزنامہ نوائے وقت لاہور، اسلامی مدارس اور جدید سائنسی علوم، یکم مارچ، ۲۰۰۲ء۔

(۳۹) سابق، السید علامہ، فقہ السنۃ، جلد دوم، لبنان، بیروت، ۱۳۸۹ھ۔

(۴۰) سراج احمد عادل، مولانا حضرت، نورانی مجموعہ وظائف (مترجم)، مشتاق بک کارنر، لاہور، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۴۱) سلیمان ندوی، سید، وشبلی نعمانی، سیرت النبیؐ، الفیصل ناشران، لاہور، ۱۹۹۱ء۔

(۴۲) سلیمانی، محمد احسان الحق، رسولِ مبینؐ، مقبول اکیڈمی، لاہور، ۱۹۹۳ء۔

(۴۳) سیارہ ڈائجسٹ، رسولؐ نمبر، لاہور، اکتوبر، ۱۹۸۵ء۔

(۴۴) سید سلیمان ندوی، خطباتِ مدارس، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۱۹۸۳ء۔

(۴۵) سیوہاروی، محمد حفظ الرحمٰن صدیقی، رسولِ کریم ﷺ، نفیس اکیڈمی، لاہور، ۱۹۸۶ء۔

(۴۶) شبلی نعمانی، الفاروق، مکتبہ صدیقیہ، لاہور، ۱۹۶۸ء۔

(۴۷) شاہ ولی اللہ الدہلوی، حجۃ اللہ البالغۃ (اردو ترجمہ)، طبع غلام علی اینڈ سنز، لاہور، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۴۸) الشہرستانی، الملل والنحل، مطبوعہ لنڈن، ۱۸۴۶ء۔

(۴۹) صدیقی، ساجد الرحمٰن، اسلام کا نظام حکومت، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۰ء۔

(۵۰) صدیقی، صفدر حسن، مذہبی رواداری، مشعل (ناشر)، لاہور، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۵۱) صدیقی، محمد مظہر الدین، اسلام اور مذاہب عالم، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۸۹ء۔

(۵۲) صدیقی، محمد منصور الزماں، درود شریف کی فضیلت، صدیقی ٹرسٹ، اشاعت پنجم، اپریل، کراچی، ۱۹۸۴ء۔

(۵۳) صدیقی، نعیم، محسن انسانیتؐ، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۲ء۔

Marfat.com

۔۔۔۔،'تعمیر سیرت ؒ کے لوازم' اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ' لاہور' ۱۹۸۸ء۔

(۵۴) **صفی الدین مبارک پوری** 'الرحیق المختوم' المکتبۃ السلفیہ' لاہور' ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۷ء۔

(۵۵) **صفدر محمود' ڈاکٹر** 'مغربی میڈیا' انسانی حقوق' اسلام' بنیاد پرستی اور ہم (مقالہ)'

روز نامہ جنگ' راولپنڈی' ۲۲ جنوری ۱۹۹۳ء۔

(۵۶) **طوسی' شیخ ابو جعفر** 'کتاب الدمالی' طبع جدید' نجف اشرف' عراق' تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۵۷) **عارفی' شجاعت ترمذی** 'فرقہ واریت' ایک تجزیہ' دائرۃ الفکر' لاہور' ۱۹۹۲ء۔

(۵۸) **عالم فقری' علامہ** 'از کار قرآنی' ادارہ پیغام القرآن' لاہور' ۲۰۰۲ء۔

۔۔۔۔،' فضائل و برکات درود شریف' شبیر برادرز' لاہور' ۱۹۸۹ء۔

(۵۹) **عبد القادر جیلانی' شیخ** 'غنیۃ الطالبین' شیخ غلام علی' لاہور' ۱۹۶۱ء۔

(۶۰) **عبید الحق** 'الدعوات الماثورات' (ماثورہ دعائیں)' مکتبہ العلمیہ' لاہور' تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۶۱) **عثمانیؒ' علامہ شبیر احمد** 'تفسیر عثمانی' شاہ فہد قرآن حکیم پرنٹنگ کمپلیکس' مدینہ منورہ ایڈیشن۔

(۶۲) **عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر** 'الفصول فی سیرۃ الرسولؐ' سیرۃ سرور انبیاءؐ (اردو

ترجمہ از غلام احمد حریری)' کتاب مرکز' فیصل آباد' تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۶۳) **الغزالی' امام** 'احیاء علوم الدین' قاہرہ' ۱۹۶۷ء۔

۔۔۔۔،' مکاشفۃ القلوب' مکتبہ نوریہ رضویہ' سکھر' ۱۹۸۱ء۔

۔۔۔۔،' منہاج العابدین' محمد سعید تاجران کتب' کراچی' تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۶۴) **غزنوی' ابوبکر سید** 'عصر حاضر میں اُستاد اور شاگرد کا رشتہ' ماہنامہ شمس الاسلام' بھیرہ'

جلد ۲۶' شمارہ ۵-۴' اپریل/ مئی ۱۹۸۸ء۔

(۶۵) **غفاری' ڈاکٹر نور محمد' پروفیسر** 'سرمایہ دارانہ نظام انشورنس اور اسلام کا نظام کفالت عامہ'

مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری' لاہور' تاریخ اشاعت نامعلوم۔

۔۔۔۔،' نبی کریمؐ کی معاشی زندگی' مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری' لاہور' ۱۹۸۳ء۔

(۶۶) **فقیر دہلوی' مولانا مولوی محمد یوسف** 'فضائل درود شریف' صدیقی ٹرسٹ' کراچی' ۱۹۸۸ء۔

(۶۷) **فیروز سنز لمیٹڈ** 'اُردو انسائیکلو پیڈیا' لاہور' ۱۹۶۱ء۔

Marfat.com

(۶۸) قاضی محمد شریف، اسوہ حسنہ قرآن کی روشنی میں، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ۱۹۸۲ء۔

(۶۹) القرآن الحکیم، وَ ترجمۃُ معَانیہ و تفسیرُہ اِلی اللّغۃِ الاُردیّہ، اُردو ترجمہ از مولانا محمد جونا گڑھی، تفسیری حواشی از مولانا صلاح الدین یوسف، شاہ فہد قرآن حکیم پرنٹنگ کمپلیکس، مدینہ منورہ، ۱۴۱۹ھ۔

(۷۰) قدرت اللہ شہاب، شہاب نامہ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۷ء۔

(۷۱) القشیری، ابوالحسین مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، طبع محمد بن علی صبیح و اولادہ، مصر، ۱۳۳۴ھ۔

---، الجامع الصحیح، دارالمعارف، بیروت، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۷۲) قطب شہید، سید محمد، عدالۃ الاجتماعیہ فی الاسلام (اُردو ترجمہ)، اسلامی پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۶۹ء۔

---، فی ظلال القرآن، (اُردو ترجمہ از سید حامد علی)، البدر پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۹ء۔

(۷۳) کاندھلوی محمد ادریس، مولانا، سیرت المصطفیٰ ﷺ، مکتبہ عثمانیہ، لاہور، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء۔

(۷۴) کنز الایمان، ترجمہ قرآن حکیم از حضرت مولانا شاہ محمد احمد رضا خان بریلویؒ مع تفسیر از مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، تاج کمپنی، لاہور، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۷۵) الکتانی، عبدالحیٔ، نظام الحکومۃ النبویہ، احیاء التراث الاسلامی، بیروت، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۷۶) گوہر، ممتاز علی قاضی، سیرت النبی ﷺ اور ہماری زندگی، پرنٹ لنک کمپیوٹر بیورو، کراچی، ۱۹۸۹ء۔

(۷۷) گوہر قلم، خورشید عالم، تاجدارِ رحمت ﷺ، ریاض برادرز، لاہور، ۱۹۹۶ء۔

(۷۸) گیلانی، مولانا سید مناظر احسن، مسلمانوں کی فرقہ بندیوں کا افسانہ، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، لاہور، ۱۹۷۶ء۔

(۷۹) لودھیانویؒ، ابوانیس محمد برکت علی، شہادت نامہ مع مغفرت نامہ، دارالاحسان، فیصل آباد، ۱۴۱۰ھ۔

---، ادعیۃ خزینۃ البرکات، دارالاحسان، فیصل آباد، ۱۴۰۸ھ۔

Marfat.com

(۸۰) محبوب عالم، مولوی، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، الفیصل ناشران، لاہور، ۱۹۹۲ء۔

(۸۱) محمد ابو زہرہ، الاحوال الشخصیہ، طبع دار الفکر العربی، ۱۹۷۷ء۔

(۸۲) محمد اسمٰعیل، سید علامہ، رسولِ عربیؐ اور عصرِ جدید، مکتبۃ القریش، لاہور، ۱۹۸۸ء۔

(۸۳) محمد اقبال، ڈاکٹر، تشکیل جدید الہیات اسلامیہ (مترجم، سید نذیر نیازی)، بزم اقبال، کلب روڈ، لاہور، ۱۹۵۸ء۔

۔۔۔۔، کلیاتِ اقبال (فارسی)، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۷۳ء۔

۔۔۔۔، کلیاتِ اقبال (اُردو)، اقبال اکادمی، لاہور، ۱۹۹۰ء۔

(۸۴) محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور، ۱۴۰۱ھ۔

۔۔۔۔، عہدِ نبویؐ میں نظامِ حکمرانی (نظرثانی واضافہ شدہ)، اُردو اکیڈمی، لاہور، ۱۹۸۱ء۔

(۸۵) محمد سعادت خان، صوفی، نور مصطفیٰؐ، فضائل درود و سلام، محترمہ ذکیہ بیگم وقریشی برادران ناشران، لاہور، اشاعت دوم۔

(۸۶) محمد سعد اللہ، حافظ، مقالہ: جہیز کی شرعی حیثیت، سہ ماہی منہاج، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، جولائی ۱۹۸۶ء۔

(۸۷) محمد عبد اللہ، الکواکب الدرّیہ فی الفقہ المالکیہ، جلد دوم، قاہرہ، ۱۹۸۱ء۔

(۸۸) محمد عبد الحیؒ، ڈاکٹر، اُسوۂ رسولِ اکرم ﷺ، کتب خانہ مظہری، کراچی، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۸۹) محمد کرم شاہ، پیر، ضیاء القرآن، (جلد اول تا پنجم)، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۱۴۰۰ھ۔

۔۔۔۔، ضیاء النبیؐ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۱۴۱۸ھ۔

(۹۰) مجموعہ اوراد و وظائف مشتمل بہ سورِ قرآنیہ و احادیث نبویؐ، علمی کتاب گھر، کراچی، ۲۰۰۱ء۔

(۹۱) محمود الحسن عارف، ڈاکٹر، اسلام کا قانون وقف مع تاریخ مسلم اوقاف، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، ۱۹۹۴ء۔

(۹۲) مسلم، مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، طبع محمد بن علی صبیح واولادہ، مصر، ۱۳۳۴ھ۔

(۹۳) مصطفیٰ سباعی، من روائع حضارتنا، (اُردو ترجمہ، اسلامی تہذیب کے چند درخشاں پہلو

از معروف شاہ شیرازی)' اسلامک پبلی کیشنز' لاہور' مارچ ۱۹۹۶ء۔

(۹۴) معراج الدین' محمد سید الکونین ﷺ' حافظ مسعود امجد اینڈ برادرز' لاہور' تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۹۵) منصور پوری' محمد سلیمان' قاضی' رحمۃ للعالمین' شیخ غلام علی اینڈ سنز' لاہور' ۱۹۴۶ء۔

۔۔۔' معارف الاسماء شرح' اسمائے حسنیٰ' مشتاق بک کارنر (ناشر)' لاہور' تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۹۶) مودودی' سید ابوالاعلیٰ' تفہیم القرآن' ادارہ ترجمان القرآن' اچھرہ' لاہور' ۱۹۷۹ء۔

۔۔۔' اسلامی ریاست' اسلامک پبلی کیشنز' لاہور' ۱۹۶۷ء۔

۔۔۔' اسلامی تہذیب اور اس کے اصول ومبادی' اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور' ۱۹۶۶ء۔

۔۔۔' سیرت سرور عالم ﷺ' تیسرا ایڈیشن' (جلد ۲۔۱)' ادارہ ترجمان القرآن' لاہور' ۱۹۸۰ء۔

(۹۷) مونس زبیری' سرکارِ دو عالم ﷺ' نیشنل بک فاؤنڈیشن' اسلام آباد' ۱۹۸۱ء۔

(۹۸) ناصر' نصیر احمد' ڈاکٹر' پیغمبر اعظم وآخر' اشاعت اوّل' فیروز سنز' لاہور' تاریخ اشاعت نامعلوم۔

(۹۹) ندوی' شاہ معین الدین احمد' تاریخ اسلام' عہدِ رسالت وخلافت راشدہ اور علمی تاریخ' ایچ۔ ایم' سعید کمپنی' کراچی' ۱۹۴۸ء۔

(۱۰۰) ندوی' مولانا محمد حنیف' مطالعہ حدیث' ادارہ ثقافت اسلامیہ' لاہور' ۱۹۷۹ء۔

(۱۰۱) نسائی احمد بن شعیب' السنن' المطبعہ المصریہ' ۱۹۳۰ء۔

(۱۰۲) نعمانی' مولانا شبلی نعمانی' الفاروق' سنگ میل پبلی کیشنز' لاہور' ۱۹۷۶ء۔

(۱۰۳) نعمانی' محمد منظور' مولانا' معارف الحدیث' دارالاشاعت' کراچی' ۱۹۸۳ء۔

(۱۰۴) الھاشمی' السید احمد' مختار الاحادیث النبویہ و الحکم المحمدیہ' دارالکتب العلمیہ' بیروت' ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء۔

(۱۰۵) ہیکل' محمد حسین' حیات محمد ﷺ' طبع ششم' ادارہ ثقافت اسلامیہ' لاہور' ۱۹۹۳ء۔

Marfat.com

106. **Briffault, Robert**, *The Making of Humanity*, Islamic Book Foundation, Lahore, 1980.

107. **Bucaille, Maurice**, *The Bible, The Quran and Science*, n.d.

108. **Gibb, H.A.R.**, *Modern Trends in Islam*, The University of Chicago Press, Chicago / Illinois, U.S.A., 1950.

109. **Guillaume, A.**, *The Life of Muhammad*, Oxford University Press, Oxford, 1980.

110. **Harkavy, Michael D.**, *The New Webster's International Encyclopedia*, Trident Press International, Florida, U.S.A., 1999.

111. **Haykal, Muhammad Husayn**, *The Life of Muhammad*, translated from the 8th Edition by Ismail Ragi, A. al-Faruqi, North American Trust Publishers, U.S.A., 1976.

----, *The Life of Muhammad*, (English Translation), Cairo, 1947.

112. **Hitti, P.K.**, *History of the Arabs*, MacMillan, London, 1986.

113. **Holt, P.M.**, *The Cambridge History of Islam*, Cambridge University Press, Cambridge, 1978.

114. **Irfan Shahid**, 'Pre-Islamic Arabia' (Article), *The Cambridge History of Islam*, edited by P.M., Holt, Ann K.S., Lambton and Bernard Lewis, Cambridge University Press, London, 1978.

115. **John Draper**, *A History of the Intellectual Development of Europe*, London, 1902.

116. **Landau, Rom**, *Islam and the Arabs*, George Allen and Unvin Ltd., London, 1958.

117. **Lewis, B.**, et. al., Editors, *The Encyclopaedia of Islam*, E.J. Brill, Lieden, 1965.

Marfat.com

----, *The Encyclopaedia of Islam*, 'Ijtihad' (Article), Vol. III, 1979.

118. **Lipsky, George A.**, *Saudi Arabia: Its People, Its Society, Its Culture*, Hraf Press, New Haven, USA, 1959.

119. **Mahbub-ul-Haq, Dr.**, *Human Development in South Asia*, Oxford University Press, New York, 1997.

120. **Muhammad Asad**, *The Message of The Quran*, Translated and explained, Dar al-Andalus, Gibraltar, 1980.

----, *The Principles of State and Government in Islam*, University of California Press, Berkeley and Los Angeles, U.S.A., 1961.

121. **Muhammad Hamidullah, Dr.**, *Introduction to Islam*, Sh. Muhammad Ashraf, Lahore, 1974.

----, *Muslim Conduct of State*, Sh. Muhammad Ashraf, 1935.

122. **Muhammad Iqbal, Dr. Allama**, *Reconstruction of Religious Thought in Islam*, Oxford, 1934.

123. *New Encyclopaedia Britannica*, 1979 Edition.

124. **Nicholson, R.A, Prof.**, *A Literary History of the Arabs*, Curzon Press, Surrey, England, 1995.

125. **Riad-ul-Hassan**, *The Reconstruction of Legal Thought in Islam*, 1st Edition, Law Publishing Co., Lahore, n.d.

126. **Schlesinger, Arthur**, "Has Democracy a Future", *Foreign Affairs Magazine*, Oct, 1997.

127. **Shaukani, Muhammad bin Ali**, *Nail-ul-Awtar*, Maktaba Mustafa al-Babi-al-Halabi, Cairo (Egypt), 1347 A.H.

128. **Siddiqui, Abdul Hameed**, *The Life of Muhammad (PBUH)*, Dar El Fath, Beirut, 1969.

Marfat.com

129. *The International Encyclopaedia of Social Sciences*, MacMillan Co. 1972.

130. *The Oxford Encyclopedia of the Modern Islamic World*, 4 Volumes, Oxford University Press, New York, 1995 Edition.

131. **Watt, W. Montgomery**, *Muhammad: Prophet and Statesman*, Oxford University Press, Oxford, 1961.

----, *Muhammad at Macca*, The Clarendon Press, Oxford, 1972.

----, 'Islam', (Article), *Contemporary Religions: A World Guide*, n.d.

----, *Islam and the Integration of Society*, London, 1961.

132. *World Development Report*, The World Bank, Oxford University Press, New York, 1997

133. **Yusuf Ali, Abdullah**, *The Holy Quran, Text, Translation and Commentary*, Amana Corporation, St. Brentwood, Maryland, U.S.A., 1983.

*****

Marfat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بطور رہبرِ تقویٰ

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

Marfat.com